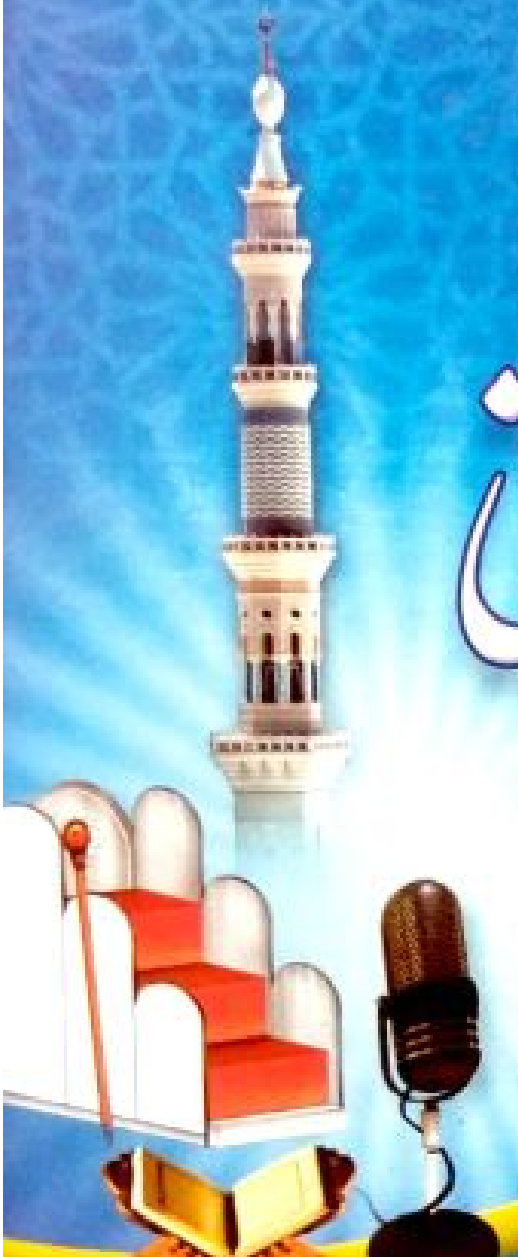
جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (۸۱)

حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل (حق کے سامنے) نہیں ٹھہرتا۔

خطباتِ

حافظ عبدالرؤف یزدانی



جمع وترتیب

حافظ محمد ربانی

مکتبہ ربانیہ

خطبات
حافظ عبدالرؤف یزدانی

جمع و ترتیب

میاں حافظ محمد ربانی

ناشر

مکتبہ ربانیہ

منڈی عثمان والا ضلع قصور 0300-6595304

فہرست مضامین

اللہ تعالیٰ کی قدرت

﴿ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَo﴾ (المنافقون:9)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو آپ احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ میں سنا، اس مقام عظیم الشان کو میرے اور آپ کے خالق ومالک نے امام کائنات، والی بطحا، صاحب قاب قوسین اوادنی، جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر مدینہ منورہ میں نازل فرمایا، آج کے خطبہ جمعہ کے اندر جس آیتِ مقدسہ کو تلاوت کیا ہے اس کے تحت دنیا کی محبت اور آخرت کی فکر کے بارہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان بس دنیا کی محبت میں ہی مشغول نہ رہ جائے۔ اور آخرت کا فکر بھلا دے اور اُس کی آخرت برباد ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور میری یہ دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ہم سب کی دنیا وآخرت بہتر فرما دے، آمین! دنیاوی نکتہ نظر سے ہم ظاہری لباس، چال ڈھال نشست برخاست، اٹھنا بیٹھنا، آنا جانا، لوگوں کے اندر اپنا زندگی گزارنے کا ایک طریقہ اختیار کر لینا اور اُس کے مطابق چلتے رہنا، دنیاوی لحاظ سے تو کامیاب ہو سکتے ہیں، مگر پتہ اس دن ہی چلے گا کہ جس دن روزِ محشر، قیامت کا دن، اللہ تعالیٰ کی عدالت، میزان پر نیکیوں اور برائیوں کا وزن، پل صراط سے گزرنا، اپنوں بیگانوں کا جدا ہو جانا اور اس وقت جب ہمارے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا حقیقی کامیابی وہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے دو چیزیں خصوصاً اور باقی عموماً اس دنیا کی زینت بنا دی ہیں۔ مشاہدہ کر کے دیکھ لو روزانہ ہماری آنکھوں کے سامنے واقعات آتے ہیں، وہ دو چیزیں دنیا کے لیے زینت بھی ہیں اور دنیا کے لیے فتنہ فساد بھی ہیں، آپ

کہیں گے کہ یہ دو متضاد باتیں کس طرح پیش آ سکتی ہیں؟

قرآن کی زبانی الفاظ نوٹ کرلیں، بات میری نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا قرآن اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اے میرے نبی جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ میرے محبوب ان کو آگاہ کرو کہ وہ دو چیزیں دنیا کی زینت کون سی ہیں؟ اے اللہ جن کے پاس یہ نہیں ہیں اُن کو وہ دونوں عطا فرما دے۔ آمین! اے میرے اللہ اُن میں سے ایک چیز نیک عطا کرنا اور دوسری چیز حق حلال کی عطا کرنا۔ آمین!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۝﴾ (الکهف:46)

ترجمہ کیا ہے، سن لیجیے، اے دنیا جہاں کے لوگو! "اَلْمَالُ" ایک دنیا کا مال و دولت "وَالْبَنُوْنَ" اور دوسرا تمہارے بیٹے، تمہاری نرینہ اولاد یہ تمہارے بیٹے دنیا کی زینت ہیں۔ یہ مال یہ بیٹے جو ہیں یہ تو قبر تک تمہارے ساتھ جائیں گے، دفن کر کے تمہیں واپس آ جائیں گے تمہارا اور ان کا قصہ در معاملہ ختم ہو جائے گا، جو چیز تمہارے ساتھ قبر میں، حشر میں، رب کے دربار میں کام آنی ہے۔ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ۝ وہ نیک اعمال اور نیک کام ہیں جو تم نے کیے ہیں رب کریم کے ہاں سے ان کا بدلہ ملنے کی توقع اور اُمید ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝﴾ (المنافقون:9)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو کہیں یہ نہ ہو جائے کہ تم اپنے مال اور اولاد کے پیچھے لگ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاؤ۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے گا جو اس کے ذکر سے منحرف ہو جائے گا وہ جو اسے یاد کرنا چھوڑ دے گا۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اس نے نقصان کرنا ہے تو اپنا ہی کرنا ہے

اس نے بگاڑنا ہے تو اپنا ہی بگاڑنا ہے۔ برا سوچنا ہے تو اس نے اپنا سوچنا ہے خالق کائنات آگے کیا اعلان کر رہے ہیں۔

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾ (المنافقون:10)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، خرچ کرلو اے لوگو ابھی وقت ہے میرے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرلو میرے راستہ میں خرچ کرلو، "مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ" تم میں سے کسی کو موت کا پیغام آجائے، اُس وقت کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو، جب موت کا پیغام آگیا، یہ وقت اٹل ہے اور جب یہ آگیا میرے اللہ فرماتے ہیں پھر کئی لوگ کہیں گے "فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ" اللہ تعالیٰ ہمیں کچھ وقت دے دو، تھوڑی سی مہلت دے دو، ہم کیا کریں گے؟ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ہم تیرے راستہ میں صدقہ بھی کریں گے اور نیک اعمال بھی کریں گے۔ ربّ کریم جواب میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾
(المنافقون:10)

"اے انسان تمہیں جو ٹائم مل گیا ہے یہ آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔"

خالقِ کائنات فرماتے ہیں میں اپنے بندوں کو آزماتا ہوں۔ غیر کی بات نہیں، اپنوں سے بار بار مخاطب ہوتا ہوں، ایک مقام اور سن لو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے محبوب نبی جنابِ محمد ﷺ اے میرے محبوب ان کو میرا قرآن سنادو اور مسائل حل ہو جائیں گے، سن لو میرے اللہ اعلان کرتے ہیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾
(آل عمران: 134)

اے میرے بندو تمہارا کام یہ ہونا چاہیے خوشی کے وقت تنگی کے وقت، دن کے وقت، رات کے وقت تم میرے راستہ میں صدقہ خیرات کرتے رہو، سخاوتیں کرتے رہو، میرے راستہ میں مال خرچ کرتے رہو، اے میرے اللہ جو سخی ہے اس کا مقام اور درجہ کیا ہے اُس کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں یہ جو سخی آدمی ہے۔ یہ قیامت والے دن رب کے زیادہ قریب ہوگا، سب سے زیادہ قریب ہوگا۔ ایک صحابی عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول کیا مومن آدمی بخیل ہوسکتا ہے، میرے محبوب اس کا دل تھوڑا ہوسکتا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ہاں ایک بات ہے مومن دل کا کمزور تو ہوسکتا ہے مومن مال ودولت کم خرچ کرنے والا تو ہوسکتا ہے لیکن مومن انسان جو ہے جھوٹا نہیں ہوسکتا ہے وہ کنجوس بھی نہیں ہوسکتا، قرآن کے پروانو نوٹ کرلو، میں نے تو حدیث پاک میں پڑھا ہے جو اللہ کا بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا ہوجاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا﴾ (الطلاق: 3)

کہو سبحان اللہ یہ دیکھو جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرلیتا ہے یعنی اس کے راستہ میں خرچ کرنا شروع کردیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق وہاں سے پیدا کرتے ہیں کہ وہ آدمی اُس جگہ کے بارہ میں کبھی وہم وگمان بھی نہیں رکھ سکتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی ﷺ کی حدیث سے پیار نصیب فرمائے۔ آمین! اللہ تعالیٰ قرآن سے بھی پیار نصیب فرمائے۔ آمین! یہ باتیں ملتی ہیں تو آ جا کر قرآن وحدیث سے ہی ملتی ہیں۔

میں نے تو حدیث پاک میں پڑھا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ زمین پر پیدل سفر کر رہا ہے، ریگستان کا علاقہ ہے، کہیں پہاڑی علاقہ ہے، یہ جو آدمی ہے یہ اپنی منزل در منزل سفر طے کرتا چلتا جارہا ہے ایک غیبی آواز سنتا ہے دائیں بائیں سے انسان نظر نہیں آتا، دور دراز تک چرند پرند نظر نہیں آتے، اس کو آواز سنائی دیتی ہے، وہ آواز کیا ہے ''اِسـقِ

حَـدِيقَةَ فُـلَانٍ" (مسلم، مشکوٰۃ) اے میرے بادلو جاؤ فلاں میرا بندہ ہے اور اس کے باغ پر جا کر برس پڑو۔

یہ راہ گیر مسافر جب یہ آواز سنتا ہے، بادل کی طرف توجہ کرتا ہے وہ بادل کا ٹکڑا ایک طرف چل پڑتا ہے، یہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگتا ہے جا کر کیا دیکھتا ہے؟ ایک پہاڑی علاقہ ہے، وہاں جا کر بادل برستا ہے، اُن پہاڑیوں سے پانی نکلتا ہے اور ایک ندی، نالے میں بہتا چلا جا رہا ہے، یہ بندہ اس پانی کے ساتھ ساتھ چلتا آ رہا ہے کہتا ہے پہلے بادلوں میں سے آواز سنی پھر یہ پانی پہاڑوں پر برسا، اب یہ ندی میں جا رہا ہے اب میں اس کے ساتھ جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ یہ پانی کہاں جاتا ہے یہ چلتا جا رہا ہے چلتا جا رہا ہے، سنو سخاوت کرنے والوں کا رب کے دربار میں اجر کیا ہے، مقام کیا ہے، مرتبہ کیا ہے، فضیلت کیا ہے، اُن کی قدر و منزلت کیا ہے، ان کی شان وعظمت کیا ہے۔ یہ آدمی جو چلتا جا رہا ہے، یہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ پانی ایک کھال کے ذریعے چلتا چلتا ایک باغ میں پہنچ رہا ہے، ایک آدمی نے کسی (بیلچہ) ہاتھ میں پکڑی ہے، وہ اس پانی کے لیے اپنے باغ میں راستہ بنا رہا ہے، کیاریاں بنا رہا ہے، یہ پانی اس کے باغ کو ملتا ہے یہ مسافر یہاں ٹھہر جاتا ہے، سب منظر دیکھتا ہے، اور کہتا ہے اے اللہ والے یہ کیا واقعہ اور کیا معاملہ ہے کہ میں نے اتنی دور سے سفر شروع کیا اس طرح کر کے بادلوں سے آواز آئی، میں بادلوں کے ساتھ چلا، بادل فلاں جگہ پر جا کر برسے، وہاں سے پھر پانی اس طرح کر کے آیا اس کے بعد میں تمہارے باغ میں پہنچا، یہ تم پانی لگا رہے ہو، اس کی وجہ کیا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے بھائی تم مسافر ہو جاؤ، اپنے راستہ کی طرف چلو، مجھے میرا کام کرنے دو، میرے کام میں مداخلت نہ کرو، میرے کام میں دخل اندازی نہ کرو، یہ میرا اور میرے رب کریم کا معاملہ ہے، یہ جو معاملہ ہے ہمارے درمیان ہی رہنے دو، مسافر کہنے لگا کہ نہیں میں نے اتنی دیر تک نہیں جانا جب تک تم مجھے نہ بتاؤ گے، یہ آدمی ضد کر کے بیٹھ جاتا ہے وہ باغ والا آدمی پھر آگے سے جواب دیتا ہے سن لے یہ باغ میرا ہے اور مجھے میرے رب نے دیا ہے، میں سارا سال اس

کی گوڈی بھی کرتا ہوں۔ اس کی رکھوالی بھی کرتا ہوں اس کو پھل لگتا ہے اور جب اس کا پھل پک کر تیار ہوتا ہے تو میں اس کا پھل اتار لیتا ہوں۔ اس کو ایک جگہ اکٹھا کر کے میں منڈی میں لے جاتا ہوں، میں جا کر اس کو فروخت کرآتا ہوں فروخت کرنے کے بعد میں اس کے تین حصے بنا لیتا ہوں۔ پہلا حصہ جو ہے میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے واستہ میں سخاوت کر دیتا ہوں اور دوسرا حصہ میں اپنے بیوی بچوں کے لیے رکھ لیتا ہوں۔ تیسرا حصہ اس باغ کی دیکھ بھال کے لیے اس کے بیج وغیرہ کے لیے رکھ لیتا ہوں۔ اے پوچھنے والے جب بھی مجھے اس باغ کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی آسمانوں سے بارش نازل کر دیتے ہیں، یہ ہے سخاوت کرنے والے کا مقام ومرتبہ۔

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے اندر تین آدمی تھے، ایک وہ آدمی جس کو کوڑھ کا مرض لگا ہوا، دوسرا گنجا آدمی جس کے سر سے سب بال ختم ہوگئے، تیسرا آدمی آنکھوں سے اندھا تھا، یہ تین آدمی رب کریم جب چاہے کسی کو آزما لے، وہ چاہے تو دن نکلنے سے پہلے بادشاہی عطا کر دے اور شام ہونے سے پہلے چھین لے، یہ کس کی قدرت ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، رب نے ان کو آزمانا چاہا۔ دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزمائش سے بچا کر رکھیں آمین! اے مولا ہمیں آزمائش سے بچا کر رکھنا۔ آمین!

آزمائش اور امتحان میں تو بڑے بڑے پھسل گئے ہم تو کچھ بھی نہیں، ہماری تو بولو حیثیت ہی کوئی نہیں ہے۔ اے میرے اللہ اپنے فضل وکرم اور رحمت کے ساتھ آزمائشوں سے بچا کر رکھنا، آمین! اے میرے مولا اگر کبھی آزمائش آجائے تو اپنی رحمت کے ساتھ اس پر ہمیں قائم ودائم رکھنا، آمین! اس میں سے ہمیں استقامت کے ساتھ پار لگا دینا، ہمارا بیڑا پار کر دینا۔ آمین! یہ دیکھو آزمائش ہونے لگی ہے!

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ انسانی شکل میں کوڑھ والے کے پاس بھیجا، لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں لوگ اس کے قریب نہیں آتے، لوگ اس سے دور دور رہتے ہیں، رب کریم کی طرف سے ایک فرشتہ انسانی شکل میں اس کے پاس آکر کہتا ہے بتاؤ تمہاری کوئی

ضرورت ہے، بتاؤ تمہاری کوئی خواہش ہے، بتاؤ تمہارا کوئی مطالبہ ہے؟ یہ کہنے لگا میرا جسم جو ہے سب کوڑھ کی بیماری سے ختم ہو گیا ہے، لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں؟ میرے قریب نہیں آتے اس لیے میری خواہش اور میرا مطالبہ یہی ہے کہ میرا جسم ٹھیک ہو جائے، یہ آنے والا جو اس کے پاس آیا ہے یہ کون تھا، یہ فرشتہ تھا، یہ جو انسانی شکل میں آیا تھا، اس نے اس کے جسم پر ہاتھ لگایا پھونک ماری اور اس کا جسم ٹھیک ہو گیا، ساتھ ہی فرشتہ کہتا ہے کوئی اور مطالبہ ہے تو بتاؤ وہ بھی پورا ہو جائے گا؟ یہ کہنے لگا جناب بات یہ ہے کہ مجھے ایک اُونٹنی مل جائے جو جننے والی ہو، جو بچہ دینے والی ہو، وہ مجھے مل جائے تو میری زندگی کے دن آسانی سے گزر جائیں گے اس نے دعا کی اور اس کی دعا سے وہ بھی مل گئی۔

یہ آدمی آگے چلا گیا، آگے چلتا چلتا آگے جا رہا ہے اے میرے اللہ میں آپ کی قدرت پر قربان جاؤں آپ جس طرح چاہیں اس طرح کریں آپ سے کون کہے کہ اس طرح نہیں اس طرح کرو، آپ جیسے چاہیں امتحان لے لیں جیسے آپ کی مرضی آزمائش کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ دوسرے کے پاس گیا، جس کے سر پر بال نہیں، اس کو وہ کہتا ہے بتاؤ تمہاری کوئی خواہش؟ وہ کہتا ہے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، میرے سر پر بال نہیں ہیں، لوگ مجھے مذاق کرتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرے سر پر بال اُگ آئیں، فرشتہ نے حکم ربی کے تحت ہاتھ لگایا اور اس کے سر پر بال آگئے، جاتے جاتے کہتا ہے کوئی اور بھی مطالبہ ہے تو بتاؤ؟ یہ کہتا ہے مجھے ایک گائے مل جائے بچہ جننے والی ہو، چند دن تک اس کا بچہ پیدا ہو جائے، میں اپنی زندگی کے دن گزار لوں گا۔

یہ دیکھو یہی رب کا فرشتہ تیسرے آدمی کے پاس گیا جو آنکھوں سے اندھا ہے اُس سے جا کر کہا بتاؤ تمہاری کوئی خواہش ہے تو بیان کرو؟ وہ کہنے لگا جناب مجھے کیا چاہیے، مجھے آنکھیں ہی مل جائیں تو یہی بہت بڑی نعمت ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنکھیں مل گئیں، ساتھ ہی فرشتہ نے اس سے سوال کیا کہ کوئی اور چیز، کوئی اور مطالبہ ہے تو وہ بھی کرو؟ نابینا کہنے لگا جناب ایک چھوٹی سی بکری مجھے مل جائے میں اس بکری کو پال لوں گا۔

اب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم دیکھئے کہ وہ جو اُونٹ والا تھا اس کے پاس اُونٹوں کی قطاریں لگ گئیں اور وہ جو گائے والا تھا اس کے پاس بھی گائیں کے ریوڑ بہت زیادہ ہو گئے۔ یہ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوڑھ والی شکل وصورت میں پہلے کے پاس آیا، اس کو اس کا ماضی یاد کرایا اور کہنے لگا اے اللہ والے ایک وقت ایسا تھا تم بھی میری طرح بیمار تھے، تیرے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس طرح شفا دی، پھر تمہیں مال ودولت سے نوازا۔ آج میں غریب مسکین ہوں، میں مسافر محتاج ہوں، میں راہ گزر راہ گیر ہوں، مجھے کچھ سامان دے دو، ایک سواری دے دو کچھ اناج دے دو یا روپے دے دو، تاکہ میں اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں؟ توبہ اللہ میری توبہ، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی کو آزمائش میں ناکام نہ کردے، یہ دیکھو یہ آدمی تباہ وبرباد ہونے لگا ہے کہتا ہے جا چلا جا تو کہاں سے آیا ہے جا کر کام کر، تمہیں بھول ہو رہی ہے میں تو اس طرح کا تھا ہی نہیں، مجھ پر کبھی بیماری آئی ہی نہ تھی، مجھ پر کبھی کوڑھ آیا ہی نہ تھا، یہ جو مال ودولت ہے یہ تو میرے آباؤ واجداد کے ورثہ سے مجھ ہے، یہ کوئی مجھے کسی کی دعا نہیں لگی، یہ شروع سے چلتا آرہا ہے۔ یہ ورثہ جو ہے میں آباؤ واجداد سے سنبھالتا آرہا ہوں۔ ویسے بھی تم لوگوں کی تو عادت بن گئی ہے، کوئی ادھر سے آ گیا، کوئی ادھر سے آ گیا، جاؤ جا کر اپنا کام کرو، کوئی غلہ نہیں، کوئی پیسے نہیں، کوئی اونٹنی اور کوئی سواری نہیں، جلدی کر یہاں سے دفعہ ہو جا۔ فرشتہ کہتا ہے رب سے ڈر جاؤ یہ کہتا ہے رب سے تو تب ڈروں جب سب یہ اس نے مجھے دیا ہو، یہ تو مجھے آباؤ واجداد سے ملا ہے۔ توبہ اللہ میری توبہ۔ اس نے کہا اچھا یہ بات ہے چلو اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو پھر اس طرح کا ہی ہو جا جس طرح کا تو پہلے تھا، اتنی بات کر کے فرشتہ چل پڑا، اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اس کے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کا مال بھی تباہ کر دیا اور اس طرح کوڑھ میں مبتلا کر دیا جیسا کہ پہلے توبہ اللہ میری توبہ۔

فرشتہ دوسرے کے پاس اس کی سابقہ شکل میں آیا، اس کو یاد کروایا، یہ بھی کہتا ہے جا جا کر اپنا کام کر تو راستہ بھول گیا ہے، تو کون سے بالوں کی بات کر رہا ہے، نہ کبھی میرے سر

سے بال اترے، نہ کبھی میں سر سے گنجا ہوا، ہمیشہ سے میرے سر پر بال اُگتے آرہے ہیں، تو کون سے وقت کی باتیں کررہا ہے، کون سی گائیں جن کا تو مجھے سبق سکھا رہا ہے، یہ تو مجھے آباؤ واجداد سے وراثت میں ملا ہے، فرشتہ نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ، میں محتاج ہوں، میں حاجت مند ہوں، فقیر ہوں، سائل ہوں، راہگیر ہوں، مجھے ضرورت ہے، اس گنجے نے بھی انکار کردیا، کوئی چیز نہیں دی اور اسے کوڑھی کی طرح دھتکار کر چلتا کیا۔ اگر تمہیں اس آیت کی سمجھ آجائے تو اللہ ذوالجلال کی قسم تڑپ جاؤ۔ تمہارا ایمان تازہ ہوجائے، میرے اللہ فرماتے ہیں۔ ﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان:18) کہو سبحان اللہ۔

اے دولت والو اگر تمہارے دروازے پر کوئی محتاج آجائے اگر کوئی سائل آجائے تو اس کی صدا سن کر اپنے ماتھے پر شکنیں نہ ڈال لینا، یہ بات تمہیں اور مجھے زیب نہیں دیتی یہ قرآن کا ایک اور مقام سنو آواز آتی ہے میرے اللہ فرماتے ہیں۔

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۝﴾

(الضحیٰ: 1تا8)

یہ تمام باتیں اپنے نبی ﷺ کو یاد کرانے کے بعد میرے رب کریم نے کہہ دیا اے میرے محبوب ﷺ اب تم بھی نوٹ کرلو اب تم بھی بات گرہ میں باندھ لو، ایک وقت وہ تھا تم دنیا پر آئے تمہارا باپ نہیں تھا، چھ سال کے ہوئے تو ماں چل بسی، آٹھ سال کے ہوئے تو دادا چل بسا، اے میرے محبوب یہ جو تمہارے رشتہ دار باری باری چلتے گئے، کوئی تمہارا نہ بنا، ہم نے تمہیں دُرِ یتیم پایا، ہم نے تمہیں دولت سے مالا مال کردیا، کلاہِ نبوت سے سرفراز کردیا، تمہارے سر نبوت کا تاج پہنا دیا، انبیاء کرام (علیہم السلام) تو آتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہو جائے، مگر میں یہ کہتا رہا کہ یہ نبی مجھ پر راضی ہوجائے۔ اے محبوب ان تمام باتوں کے بعد

اب اپنے رب کا جواب سن لیجیے۔

﴿فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾

(الضحیٰ: 9تا10)

اور جو سائل آ جائے اس کو برا بھلا بھی نہیں کہنا۔ سخاوت کی بات کروں، آ ؤ میں بتاؤں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو مانتا ہے کہے رضی اللہ عنہ آپ کو بہت دنوں کے بعد مزدوری ملی خاندان کون سا؟ قریش کا، بہت دنوں کے بعد جا کر مزدوری ملی، مزدوری کیا ملی ایک یہودی کا باغ ہے اس میں گوڈی کرنا ہے انہوں نے گوڈی کی شام کو پیسے ملے گھر جَو وغیرہ لے آئے۔ چکی میں پیس لیے۔ رمضان المبارک کا مہینہ ہے افطاری کا وقت ہے، ادھر سے کم از کم تین روٹیاں تیار ہوئیں، اس پوری مزدوری کی آمدن سے آٹے کی تین روٹیاں تیار ہوئیں۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ، ہمارا تو غرور تکبر ختم نہیں ہوتا، ہماری تو شوخی ختم نہیں ہوتی، ہماری تو چودھراہٹ ختم نہیں ہوتی، مگر ادھر کیا ہے ادھر سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ جَو پیس کر آٹا گوندھا اور روٹیاں پکائیں، اس طرح دستر خوان لگایا افطاری کا وقت ہوا کہ اچانک باہر سے دروازہ کھٹکا پوچھا کون؟ کہا میں سائل ہوں میں بھوکا ہوں مجھے روٹی کی ضرورت ہے؟ ایک روٹی اسے دے دی، ابھی دستر خوان پر آ کر بیٹھتے ہیں کہ پھر دروازہ کھٹکتا ہے، دوسری اُٹھائی اور اس سوالی کو دے دی۔ پھر آ کر بیٹھتے ہیں، پھر دروازہ کھٹکتا ہے ایک اور آتا ہے وہ آ کر مطالبہ کرتا ہے کہتا ہے میں مسکین ہوں، میں بھوکا ہوں، مجھے بھوک لگی ہے روٹی چاہیے؟ یہ تیسری روٹی بھی اُسے دے دی۔ اب خاوند بھی بیٹھا ہے اور بیوی بھی بیٹھی ہے، افطاری کا ٹائم ہے کھجوریں وہاں پڑی ہیں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) یہ کھجور کھا کر اور پانی پی کر روزہ افطار کر لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے بدلے جنت دے دیں گے۔

شاہ مرداں کر یہوداں
کرن گیا مزدوری
اُس تھیں اُچا کون گھرانہ

او جو کرسی مغروری

یہ دیکھ لو، بات سن لو ذرا میں بتا یہ رہا ہوں وہ دونوں کوڑھی اور گنجا ناکام نامراد ہو گئے، تباہ و برباد ہو گئے۔ فرشتہ تیسرے کے پاس آیا جو آنکھوں سے اندھا ہے، اس کو کہنے لگا اے اللہ والے ایک وقت ایسا تھا کہ تمہاری آنکھیں نہیں تھیں دُعا ہوئی اور اس طرح تمہیں آنکھیں مل گئیں اور اس طرح کر کے تمہیں ایک بکری بھی مل گئی" یہ کہنے لگا ہاں ہاں تیری بات ٹھیک ہے کہ مجھ پر ایک وقت ایسا تھا کہ میری آنکھوں کی بینائی نہیں تھی، ایک آنے والا آیا اس نے دُعا کی، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھوں کی بینائی عطا کر دی یہ ایک بکری مجھے مل گئی، اس ایک بکری سے ہی یہ سارا ریوڑ بنا ہے۔ تم سائل ہو، تم فقیر ہو، تم محتاج ہو، تم حاجت مند ہو، ضرورت مند ہو، جاؤ میرے بھائی جتنا بھی مال تمہیں چاہیے لے لو، یہ مال رب کریم کا دیا ہوا ہے اور میں اس کے ہی راستہ میں قربان کرتا ہوں! یہ فرشتہ بول کر کہتا ہے مجھے اس کی ضرورت تو نہیں تھی میں تو تمہیں رب کی طرف سے آزمانے آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزمائش میں کامیاب کر دیا ہے اور اُن دونوں کو ناکام اور نامراد کر دیا ہے، (بخاری) قرآن کے پروانو وہی بات آ گئی۔ ﴿لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ کہیں یہ مال اور اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ﴾ خرچ بھی کرنا ہے تو اس طریقے سے جو طریقہ نبی ﷺ نے بتایا ہے بولو کون سا طریقہ، جو نبی ﷺ نے بتایا ہے۔

یہ والی رات جو کل گزری ہے، یہ سب نے ہی منائی ہے عشق رسول کے دعویدارو، رات منانے کا یہ طریقہ، یہ نبی سے عشق و محبت کا دعویٰ اور لاکھوں روپے کو آگ لگا کر اُجاڑ دیا گیا، افسوس کا مقام ہے، اے مسلمان کیا تیری عقل اتنی گئی گزری ہے۔

اے اس طرح کی رات گزارنے والے مسلمان میں تم پر کروڑ افسوس ہی کر سکتا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں۔ کاش! تو نے اپنی اولاد کو کوئی تعلیم دی ہوتی، کوئی سبق پڑھایا ہوتا، کوئی کسی مولوی سے سیکھا ہوتا، یہ جتنا لاکھوں روپے آتش بازی کی نظر کیا ہے، ظالمو یہی فنڈ اکٹھا

کر کے افغان مہاجرین کو دے دیتے، تمہارے کسی کام آتا، مجاہدین کو دے دیتے، یہاں عشق کیا ہے، اِدھر ماں یہ پٹاخے پھینک رہی ہے اور اُدھر باپ یہ پھینک رہا ہے، توبہ اللہ میری توبہ! ایسے ایسے بے غیرت نوجوان ہیں جو راہ چلتی ماؤں بہنوں کو تنگ کرنے والے، کچھ بزرگوں سے مذاق کرنے والے، کچھ کے کپڑے جلانے والے، کچھ کو سائیکلوں سے گرا کر زخمی کرنے والے، ایمان سے بتاؤ کیا یہ طریقے اسلام میں ہیں؟ آج ہر مسجد سے اعلان ہو رہا ہے کہ آج شب برات ہے، اے لوگو آج شب براٗت ہے، فرشتوں نے زمین پر اُترنا ہے۔ تم پر اترنا ہے فرشتوں نے توبہ اللہ میری توبہ!

اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح کے عذاب سے بچا کر رکھے آمین! اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح کی خرافات سے بچا کر رکھے۔ آمین!

اہلحدیثو کم از کم تم میں دوسروں سے فرق ہونا چاہیے تمہاری اولادوں میں فرق ہونا چاہیے، کعبہ کے رب کی قسم ہے لاہور دیکھا یہی بیماری، گوجرانوالہ دیکھا مساجد کے سامنے یہی بیماری، قصور دیکھا یہی بیماری یہ کیا ہے یہ شب براٗت منائی جا رہی ہے کیا ہے اس رات جنہوں نے آنا ہے اُن کی خوشی کی جا رہی ہے اور جنہوں نے جانا ہے اُن کو پٹاخوں پر بٹھا کر چڑھایا جا رہا ہے یہ ہو رہا ہے نہ پھر توبہ اللہ میری توبہ استغفر اللّٰہ ثم استغفر اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت نصیب فرما۔ آمین!

جب اللہ تعالیٰ کے راستے میں سخاوت کرو گے، اس کے راستے میں صدقہ کرو گے اُس کے راستے میں مال و دولت خرچ کرو گے، پھر کیا ہوگا، ﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے طریقے پر چل پڑے وہ قید ہو گیا اور میرے آقا نے وظیفہ بتایا کہ پڑھتا رہا کرے۔

وظیفہ پڑھتا رہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رب کی مرضی کیا ہوئی۔ ایک دن جو رسیاں جکڑی ہیں یہ وظیفہ پڑھتے پڑھتے کھل گئیں یہ نبی ﷺ کا یار اُٹھا دروازہ باہر سے بند ہے تالا لگا ہے یہ پڑھتا ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک

خزانہ ہے یاد کرلو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اُٹھ کر اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا، اس دروازے کو کھینچا، کنڈی اُتر گئی اور تالا ٹوٹ گیا باہر نکلا اور کیا دیکھتا ہے آگے ایک اُونٹ گھاس کھا رہا ہے اُس پر چھلانگ لگائی اور دوڑا دیا، جب دوڑایا تو آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اُونٹوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ ہے اُس کو بھی ہانک کر آگے لگا لیتا ہے اور چلتا چلتا مدینہ میں آجاتا ہے کہاں آجاتا ہے مدینہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بھی لے جائے۔ آمین! مدینہ میں لے جاتا ہے، جب جا کر اس نے اپنی والدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا باپ اُٹھا کون فرمایا میں تمہارا بیٹا آگیا ہوں، باپ نے اپنی بیوی اور اس کی والدہ کو اُٹھایا، کہا تمہارا بیٹا آگیا ہے۔ کہنے لگی میری اتنی قسمت کہاں سے جاگ پڑی۔

کہنے لگا دیکھو تو سہی باہر دروازے پر آیا ہے دروازہ کھولا اور قرآن کے پروانو آگے والی بات سننے والی ہے۔ سننے والی ہے، گرہ باندھنے والی ہے ایمان تازہ کرنے والی ہے۔ باپ بھی ایمان دار اور بیٹا بھی ایمان دار ہے، یہ نہیں کہ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں **سبحان اللّٰہ**۔ ادھر باپ بھی ایماندار اور بولو بیٹا بھی ایماندار ہے۔ اس طرح دروازہ کھولا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو، قید سے آئے ہو ہاں ابا جی قید سے آیا ہوں، یہ اُونٹ ملے یہ آگے سے ملے یہ بھی میں ساتھ لے کر آگیا ہوں۔ باپ کہتا ہے بیٹا میرے گھر کی دہلیز پر قدم نہ رکھنا، پہلے میں نبی کے پاس جاؤں گا نبی سے مسئلہ پوچھوں گا اگر نبی اجازت دے گا تب تمہیں گھر داخل ہونے دوں گا۔ یہ مال اس پر پھر اپنا حق رکھوں گا۔ مسجد نبوی میں پہنچ گیا۔ اس نے جا کر سارا ماجرا سنایا کہتا ہے میرے آقا اس طرح آپ نے وظیفہ بتایا اس طرح ہم کرتے رہے، میرا بیٹا بھی کرتا رہا اس طرح قید سے آزاد ہوا اس طرح اُونٹ ملا اس طرح اُونٹوں کا ریوڑ ملا اے اللہ کے رسول وہ لے کر آگیا ہے۔

بتاؤ کہ وہ ہم پر حلال بھی ہے کہ نہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو گے، ان شاء اللہ اُس کے توکل کے بغیر کوئی بھی کامیابی نہیں ملتی ہے،

خزانہ ہے یاد کرلو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اُٹھ کر اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا، اس دروازے کو کھینچا، کنڈی اُتر گئی اور تالا ٹوٹ گیا باہر نکلا اور کیا دیکھتا ہے آگے ایک اُونٹ گھاس کھا رہا ہے اُس پر چھلانگ لگائی اور دوڑا دیا، جب دوڑایا تو آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ اُونٹوں کا ایک بہت بڑا ریوڑ ہے اُس کو بھی ہانک کر آگے لگا لیتا ہے اور چلتا چلتا مدینہ میں آجاتا ہے کہاں آجاتا ہے مدینہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں بھی لے جائے ۔آمین! مدینہ میں لے جاتا ہے، جب جا کر اس نے اپنی والدہ کا دروازہ کھٹکھٹایا باپ اُٹھا کون فرمایا میں تمہارا بیٹا آ گیا ہوں، باپ نے اپنی بیوی اور اس کی والدہ کو اُٹھایا، کہا تمہارا بیٹا آ گیا ہے۔ کہنے لگی میری اتنی قسمت کہاں سے جاگ پڑی۔

کہنے لگا دیکھو تو سہی باہر دروازے پر آیا ہے دروازہ کھولا اور قرآن کے پروانو آگے والی بات سننے والی ہے۔ سننے والی ہے، گرہ سے باندھنے والی ہے ایمان تازہ کرنے والی ہے۔ باپ بھی ایمان دار اور بیٹا بھی ایمان دار ہے، یہ نہیں کہ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ ۔ادھر باپ بھی ایماندار اور بولو بیٹا بھی ایماندار ہے۔ اس طرح دروازہ کھولا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو، قید سے آئے ہو ہاں ابا جی قید سے آیا ہوں، یہ اُونٹ ملے یہ آگے سے ملے یہ بھی میں ساتھ لے کر آ گیا ہوں۔ باپ کہتا ہے بیٹا میرے گھر کی دہلیز پر قدم نہ رکھنا، پہلے میں نبی کے پاس جاؤں گا نبی سے مسئلہ پوچھوں گا اگر نبی اجازت دے گا تب تمہیں گھر داخل ہونے دوں گا۔ یہ مال اس پر پھر اپنا حق رکھوں گا۔ مسجد نبوی میں پہنچ گیا۔ اس نے جا کر سارا ماجرا سنایا کہتا ہے میرے آقا اس طرح آپ نے وظیفہ بتایا اس طرح ہم کرتے رہے، میرا بیٹا بھی کرتا رہا اس طرح قید سے آزاد ہوا اس طرح اُونٹ ملا اس طرح اُونٹوں کا ریوڑ ملا اے اللہ کے رسول وہ لے کر آ گیا ہے۔

بتاؤ کہ وہ ہم پر حلال بھی ہے کہ نہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو گے، ان شاء اللہ اُس کے توکل کے بغیر کوئی بھی کامیابی نہیں ملتی ہے،

آخری بات کروں اور بات ختم کروں آج بھی تم نے یہ بات پڑھی ہوگی کہ بش کہتا ہے اے مسلمانو کسی غلط فہمی میں نہ رہنا رمضان میں جنگ بند نہیں ہونی ہے، کہتا ہے تمہارے نبی نے جنگ شروع کی بدر میں اگر مکہ فتح کیا اس وقت بھی وہ رمضان کا مہینہ تھا بدر شروع ہوئی وہ بھی رمضان کا مہینہ اور جب مکہ فتح ہوا وہ بھی رمضان کا مہینہ تھا، کہتا ہے میں بھی ان کو ختم کروں گا تو وہ بھی رمضان کا مہینہ ہوگا، توبہ اللہ میری توبہ، وہ کہتا ہے رمضان تک مسلمانوں کو ختم کرنا ہے، یہ حرامی گورنر کہتا ہے اور جرنل پرویز کہتا ہے مولویو کے سپیکر بند کر دو، کیا کر دو، مساجد کے سپیکر بند کر دو، اے لوگو اُونچا بولو کیا یہ لاؤڈ اسپیکر بند ہو جانے چاہیے نہیں ہاتھ کھڑا کر کے بتاؤ قرآن وسنت کی آواز بند ہونی چاہیے ہم نہیں ہونے دیں گے ان شاء اللہ، ساتھ دو گے بولو ان شاء اللہ!

دوسری مساجد کے بند ہوتے ہیں تو ہو جائیں ہم بند نہیں کریں گے، اُونچا بولو ہم بند نہیں کریں گے ان شاء اللہ اگر پولیس والے حلال کے ہیں، اپنے باپ کے ہیں تو ایک نہیں دس پرچے کاٹیں، ہزار کاٹیں، جب تک جسم میں جان رہے گی ان سپیکروں سے قرآن وسنت کی آواز بلند ہوتی رہے گی۔ ان شاء اللہ! یہ بند نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ۔ گرج کر کہو بند نہیں ہوں گے۔ ان مساجد کو اپنی خالہ کا گھر نہ سمجھا کرو، یا اپنا تھانہ اسٹیشن نہ سمجھا کرو، مونہہ اُٹھا کر بھاگے آتے ہو، اور میں آج کے بعد وارننگ دے کر کہوں گا کہ خبردار جو پولیس والا آج کے بعد ہماری مسجد کا سپیکر بند کروانے کے لیے آئے گا تو وہ اپنا سر لوہے کا لے کر آئے، بولو؛ آئے تو اپنا سر لوہے کا لے کر آئے۔ ہم کتاب وسنت کی آواز کو قطعاً بند نہیں کریں گے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے یہ لچک دے رکھی ہے۔

اُتنا ہی یہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے
نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

کتنے آئے اور گئے جو آتے تھے کہ قرآن وسنت کی آواز دبا دیں گے، مٹا دیں گے، رب کریم نے اُن کو تباہ وبرباد کر دیا، اُن کو منوں من مٹی میں غرق کر دیا، اُن کا نام ونشان مٹ گیا، اُن کی نسلیں مٹ گئیں۔ اگر آج بھی باقی ہے تو آسمانوں والے اللہ کے قرآن کا نام باقی ہے مدینے والے مصطفیٰ ﷺ کا نام باقی اور جاری وساری رہے گا اور ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا، بولو قیامت تک باقی ان شاء اللہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ لوگوں کو اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

محبت رسول ﷺ

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۝﴾ (التوبہ: 24)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ میں سماعت فرمایا ہے۔ یہ مقام عالی شان اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن کا دسواں پارہ ہے سورت کا نام سورۃ توبہ ہے اللہ والو! اس آسمان کی چھت کے نیچے اور اس زمین کے فرش کے اوپر سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں بلکہ اربوں لوگ آئے۔ ان میں سے کوئی بھی انسان آبِ حیات پی کر دنیا میں نہیں آیا نا ہی کوئی نبی نا ہی کوئی نبی کا بیٹا اور جو جو بھی آیا اپنا وقت گزار کر اپنے بستر کو سنبھالا اور دنیا سے چلا گیا انبیاء علیہم السلام کا دور گزرا کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام آئے وہ اپنے اپنے علاقے اور اپنے اپنے اُمتیوں کو اللہ کا پیغام سنا کر چلے گئے۔

جن لوگوں نے بات مان لینی تھی اُن لوگوں نے مان لی اور جنہوں نے نہیں ماننا تھی اُن لوگوں نے کوئی عمل نہ کیا۔ سب سے آخر میں سرورِ کائنات، والیٔ بطحاء ماہ درخشاں، نبی ارض و سماں، حاملِ قرآں، صاحبِ قرآں اور صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ بھی اس دنیا میں تشریف لائے۔ آقا علیہ السلام نے آکر انسان کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا۔ رشتہ داروں کے حقوق بتائے والدین کے حقوق بتائے۔ دنیا کے اندر انسان کو زندگی گزارنے

کا طور طریقہ بتایا ایک ایک چیز سے آگاہ کیا۔ آقا علیہ السلام نے حکمِ الٰہی کے تحت ایک پیغام اُن لوگوں تک پہنچا دیا۔ اس پیغام پر عمل کرنے والا اس دنیا میں بھی کامیاب ہے اور آخرت میں بھی کامیاب ہے۔

حدیث پاک میں موجود ہے میرے اور آپ کے پیر و مرشد جناب محمد ﷺ جا رہے ہیں اور ساتھ سیّدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ ﷺ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا عمر تم کو مجھ سے کتنا پیار ہے۔ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ مجھ سے کتنی عقیدت ہے مجھ سے کتنی چاہت اور اُلفت ہے سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں آقا دنیا کی تمام چیزوں سے بڑھ کر سوائے اپنی جان کے سب سے زیادہ میں آپ سے پیار کرتا ہوں آقا علیہ السلام کی بات سننے والی ہے آج کے خطبہ جمعہ کے اندر اس بات کو ہی ذہن نشین رکھنا۔ کہ ہماری کامیابی اور آخرت کی بہتری کس چیز میں ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آقا سب سے زیادہ بڑھ کر لیکن اپنی جان سے بڑھ کر نہیں پیار کرتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ .)) (بخاری)

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عمر رضی اللہ عنہ کوئی آدمی اُس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والدین سے اپنی اولاد سے اور اپنی جان سے بڑھ کر مجھ سے پیار اور محبت نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن نازل کر دیا۔ اور قرآن کے الفاظ پر ذرا غور کرنا۔ اللہ تمہارے سینے قرآن کے نور سے منور فرمائے۔ آمین! آواز آتی ہے۔

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الْفَاسِقِيْنَ﴾ (التوبہ: 24)

ترجمہ: ”سن لیں ترجمہ کیا ہے۔

اے میرے محبوب جناب محمد ﷺ سوہنیا اپنی زبان سے اعلان کرو۔ اے دنیا جہان کے لوگو! اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ ایک طرف تمھارے والدین ہو۔ وَاَبْنَآؤُكُمْ ایک طرف تمھارے بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ وَاِخْوَانُكُمْ ایک طرف تمھارے بہن اور بھائی ہوں۔ وَاَزْوَاجُكُمْ ایک طرف تمھاری عورتیں ہوں۔ وَعَشِيْرَتُكُمْ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک طرف تمھارا کنبہ قبیلہ برادری ہو۔ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا ایک طرف تمھارا وہ مالِ تجارت اور سوداگری ہو جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ آپ کی کوٹھیاں یہ بلڈنگیں زمین کار خانے بڑی بڑی فیکٹریاں بڑی بڑی ملیں جو ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اگر اللہ سے پیار کرنے سے وَرَسُوْلِهٖ اس کے نبی کے ساتھ محبت کرنے سے وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے یہ تین چیزیں ہیں۔ ایک اللہ ایک اس کا نبی اور تیسرا اس کے راستہ میں جہاد کرنا ہے۔ اے دنیا جہان کے لوگو! اگر ان تینوں چیزوں سے بڑھ کر تم اپنے ماں باپ سے اپنی اولاد سے اور اپنے بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اپنی بیویوں کے ساتھ اپنے مال و دولت اور زمین اور کاروبار سے زیادہ پیار کرو گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ پھر میرے عذابوں کا انتظار کرو۔ میری رحمت کی اُمید نہ رکھنا۔ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو کبھی بھی ہدایت نہیں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں کیا بتایا:

فرمایا: اے دنیا کے لوگو میں یہ بتانا چاہتا ہوں اگر تم دنیا کے اندر اور آخرت کی زندگی میں تم خود کو کامیاب کرنا چاہتے ہو پھر اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کر لو اللہ اور اس کے نبی کی اطاعت کر لو۔ اللہ اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کر لو ایک طرف تمہیں دنیا کا مال و دولت نظر آئے۔ مربعین زمینیں نظر آئیں۔ شریک اور برادری نظر آئے جائیداد نظر آئے۔

ایک طرف آمنہ کا لال نظر آئے۔ اب تم نے کیا کرنا ہے۔ ان سب کو چھوڑ دینا ہے۔ اور پیچھے چلنا ہے تو اللہ کے پیچھے چلنا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اس کے حکموں پر سر تسلیم خم کرنا ہے اب بات کیا ہے جہاں میرا نبی ﷺ کھڑا کر دے وہاں کھڑا ہو جانا ہے کہو گے اس کی دلیل کہاں ہے۔

اللہ کے ایک نبی کی بات سن لو نبی کا نام کیا ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام ہے اللہ تعالیٰ نے کتاب، صحیفہ عطا کر دیا شریعت دے دی۔ نبوت کا تاج پہنا دیا۔ اب قرآن کے الفاظ کی طرف غور کر لیں ۔ پارہ سولہواں ہے سورۃ کا نام سورۃ مریم ہے ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ٥ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ٥ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي﴾

(مریم: 41تا43)

اس بات کی طرف توجہ کر لو۔

﴿فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ٥ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ٥ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ٥﴾ (مریم: 43تا45)

ترجمہ نوٹ کر لو! کہتے ہیں اے میرے ابا جی میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں اے ابراہیم کیا بات کرنا چاہتے ہو کہتے ہیں۔

﴿لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ٥﴾

(مریم: 42)

ابا جی یہ جو دیکھتے ہی نہیں ہیں۔ جو سنتے ہی نہیں ہیں۔ جو تمہیں نفع پہنچا سکتے ہی نہیں ہیں۔ یہ معبود اور مشکل کشا نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ بات کی اور آگے کہتے ہیں۔

﴿يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي﴾

(مریم: 43)

ابا جی دوسری بات یہ ہے جو رب کی طرف سے میرے پاس علم آ گیا ہے وہ آپ کے پاس نہیں آیا ہے۔ ابا جی آپ بڑے ہی ہیں۔ میں چھوٹا ہی ہوں آپ باپ ہو میں بیٹا ہوں۔ آپ اعلیٰ ہو میں ادنیٰ ہوں۔ ابا جی مگر بات یہ ہے۔ فَاتَّبِعْنِي میرے پیچھے نہیں چلو گے میری اتباع نہیں کرو گے۔ میری فرمانبرداری نہیں کرو گے میری اطاعت نہیں کرو گے۔ اُتنی دیر تک آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اکیلی محبت کی بات اس کے ساتھ نجات نہیں ہے۔ مسئلہ سمجھ لیں۔ ایک آدمی کہتا ہے آقا مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ بہت پیار ہے۔ بہت عقیدت ہے بات نہ مانے تو کیا نجات ہو جائے گی کہو گے دلیل کہاں ہے دلیل ذرا سن لیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے۔

کونسی کتاب بخاری شریف کی کتاب ہے کون ہے۔ نبی ﷺ کا سگا چچا ہے نام کیا ہے ابو طالب ہے۔ پیار بہت ہے محبت بہت ہے ایک دن مکہ والے مل جل کر آئے آ کر کہتے ہیں اے سردار ابو طالب یہ جو تمہارا بھتیجا محمد ﷺ ہے اس نے ہمیں بہت پریشان کیا ہے۔ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے اُن کو برا کہتا ہے ان کو خود روک لو ورنہ ہم طاقت سے روکیں گے ہم قوت استعمال کریں گے اب چچا کو بہت پیار ہے۔ سب بولو چچا کو بہت پیار ہے۔ بہت محبت ہے۔ بہت عقیدت ہے۔ آیا اور آ کر کہتا ہے اے میرے بھتیجے محمد ﷺ سوہنیا آج میری برادری آئی تھی آج چودھری سردار آئے تھے۔ انہوں نے کہا ہے اپنے بھتیجے کو روک لو نہیں تو ہم طاقت استعمال کریں گے۔ قوت استعمال کریں گے۔ اور تم اس طرح کرو ان کے معبودوں کو کچھ نہ کہا کرو۔ اپنے رب کی توحید کی دعوت دیا کرو۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے چچا اچھا یہ بات ہے اے میرے چچا اللہ ذوالجلال کی قسم ہے اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج رکھ دیا جائے۔ میرے ایک ہاتھ پر چاند رکھ دیا جائے۔ اور میرے قدموں میں پوری دنیا کا مال وزر رکھ دیا جائے۔ اور کوئی مجھے کہے کہ میں اللہ کی توحید

بیان کرنے سے باز آ جاؤں۔ یہ کبھی ہو سکتا ہی نہیں ہے آقا علیہ السلام نے جواب دیا اور جو جھوٹے ہیں میں نے اُن کو جھوٹا کہتے ہی رہنا ہے۔

اب چچا کو بہت پیار ہے، بہت محبت ہے، چچا کہتا ہے۔اچھا پھر میرے بھتیجے بات یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اُس وقت تک تمہیں کوئی دُکھ نہیں دے سکتا ہے یہ بات پیار ومحبت کی تھی لیکن نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا ہے ۔ بخاری شریف کی روایت ہے ابو طالب کا آخری وقت آیا میری طرف دیکھنا۔

دائیں طرف میرے آقا جناب محمد ﷺ ہیں اور بائیں طرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں دو مشکل کشا بیٹھے ہیں اب دیکھنا ذرا اور بات سننا عقیدہ کی اصلاح کرنا لوگ کہتے ہیں مشکل کشا نبی بھی ہے۔ مشکل کشا علی بھی ہے چلو میں دو منٹ کے لیے مان ہی لیتا ہوں۔ ادھر بھی مشکل کشا اور اُدھر بھی مشکل کشا ہے۔ ادھر دائیں طرف مشکل کشاء آقا کہتے ہیں چچا آہستہ سا کلمہ کان میں پڑھ دو۔ ابو طالب جو ہے اپنا منہ بائیں طرف کر لیتا ہے ادھر جو مشکل کشا سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ابا جی آہستہ سا کلمہ پڑھ دو۔ پھر منہ پھیر لیتا ہے پھر جب آقا علیہ السلام کی طرف منہ ہوتا ہے آقا علیہ السلام کہتے ہیں چچا آہستہ سا کلمہ پڑھ دو۔ یہ پھر منہ پھیر لیتا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ دیکھتے ہیں کہ اب پھر ادھر چہرہ ہوا ہے کہتے ہیں ابا جی آہستہ سا کلمہ پڑھ دو۔ پھر دائیں طرف منہ کر لیتا ہے آقا علیہ السلام کہتے ہیں چچا آہستہ سا کلمہ پڑھ دو۔ میں قیامت کے دن رب کے دربار میں لڑائی کر کے شفاعت کر لوں گا۔

سامنے شریکوں اور برادری کی عورتیں بیٹھی ہیں کہتی ہیں اے ابو طالب دیکھنا مرتے مرتے کہیں والدین کا دین نہ چھوڑ دینا۔ ابو طالب اب کیا کہتا ہے اے میرے بھتیجے محمد ﷺ سوہنیا میں یہ تو مانتا ہوں کہ آپ سچے ہو۔ تمہارا رب بھی سچا ہے مگر مجھے آپ سے پیار بھی بہت ہے تم سے عقیدت بھی بہت ہے تم سے محبت بھی بہت ہے مگر بات یہ ہے اگر میں نے مرتے مرتے آپ کا کلمہ پڑھ لیا۔ تو میری برادری کی عورتیں مجھے طعنے دیں گی۔ کہ مرتے مرتے والدین کا دین چھوڑ گیا ہے نبی کی اتباع نہیں کی۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کا دن ہو گا۔جہنم میں ابو طالب کو جو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا۔ وہ سب سے ہلکا عذاب کیا ہو گا۔ ابو طالب کے پاؤں میں آگ کا جوتا پہنایا جائے گا اس سے اس کا دماغ اس طرح اُبلے گا جس طرح ہنڈیا اُبلتی ہے اب میں رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اے یارو اکیلی محبت کام آئی ؟ کامیابی کس طرح ہے۔

لے گئے نے جنت کوثر نہراں
اُو دوروں آون والے
حکم نبی ﷺ دا موڑن والے
رب نے دور نکالے
عربوں عجموں شام علاقوں
چانن گیا اُگیرے
بے نصیب نبی ﷺ دے چاچے
جیہڑے رہ گئے وچ ہنیرے

اتباع کی ذرا بات سن لیں۔ فرمانبرداری کی ذرا بات سن لیں ایک صحابی کا نام سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ ہے بڑی بات پیاری ہے سننے والی ہے گرہ ھے باندھنے والی ہے دل ودماغ کی تختیوں پر منقش کرنے والی ہے۔ باہر سے چلتے چلتے گھر آئے دروازہ کھٹکھٹایا ماں کہتی ہے سناؤ آج کونسا کام کر کے آئے ہو۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ماں جی آج میں نے آمنہ کے لال جناب محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا ہے۔

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لا شَرِيكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.))

ایمان سے بتاؤ اچھا کیا کہ برا کیا اچھا کام کیا ہے اب ماں کا جواب سن لیں۔ ماں کہتی ہے سعد رضی اللہ عنہ یہ کیا کیا ہے کہا میں نے نبی کا کلمہ پڑھا ہے سایہ سے اُٹھی اور دھوپ میں جا کر بیٹھ گئی سر کے بال کھول دیئے اور کہنے لگی کہ میں نے نہ کھانا ہے نہ پینا ہے نہ سایہ میں بیٹھنا

ہے کہا ماں جی کیا بات ہے۔ کہتی ہے بات ایک ہی ہے جب تک محمد ﷺ کا کلمہ نہیں چھوڑ و گے۔ تب تک نہ میں نے کھانا ہے اور نہ میں نے پانی پینا ہے نہ چھاؤں میں بیٹھنا ہے ماں نے ضد پکڑ لی۔ اللہ اس ضد سے بچا آمین!

اب بھی علماء ضد پر لگے ہیں اللہ کی قسم معلوم ہے حق کیا ہے سچ کیا ہے توحید کیا ہے شرک کیا ہے سنت کیا ہے بدعت کیا ہے ہر بات کا پتہ ہے بس ضد میں پڑے ہیں ضد انسان کو جنت میں نہیں جہنم میں لے جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ضد سے بچائے آمین! اور اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے آمین!

ماں نے کیا کہا سب بولو ضد پکڑ لی، کہتی ہے نہ میں نے چھاؤں میں بیٹھنا ہے۔ نہ کھانا ہے، نہ پینا ہے، اب بیٹا تھا، وقت کس طرح کا آ گیا ہے۔ امتحان کس طرح کا آ گیا ہے، وہ قرآن کی آیت " اِنْ كَانَ اٰبَاءُ كُمْ " اے ایمان والو کہیں زندگی گزارتے ہوئے اس طرح کا وقت آ جائے ایک طرف نبی کی حدیث آ جائے۔ نبی ﷺ کی سنت آ جائے۔ دوسری طرف وہ ماں باپ آ جائیں۔ تو پھر تم نے کیا کرنا ہے۔

والدین کے پیچھے چلنا ہے یا نبی ﷺ کی حدیث کے پیچھے چلنا ہے۔ اگر والدین کے پیچھے چلنا ہے۔ تو تم جہنم کا ایندھن بن جاؤ گے۔ نبی کی حدیث چھوڑو گے تو جہنم میں چلے جاؤ گے۔ اب ادھر ماں ہے اور اِدھر محمد ﷺ ہیں کہتے ہیں ماں جی بات بہت بڑی کر دی۔ کہا نبی ﷺ کا دامن چھوڑوں تب کھاؤ گی تب پیو گی۔ کہتی ہے ہاں ہاں ایک مرتبہ دو مرتبہ دس مرتبہ بیس مرتبہ سمجھایا۔ مگر ماں مانتی ہی نہیں ہے۔ بابا جی صمصام اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! بابا جی نے بڑی پیاری بات کی ہے بابا جی کہتے ہیں سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ باہر سے آئے کہاں ماں چلو اب ہی مان لو ضد چھوڑ دو۔

چھاؤں میں بیٹھ جاؤ۔ کھانا کھا لو۔ پی لو۔ کہتی ہے تمہارے سر چڑھ کر ہی مرنا ہے لوگ کہیں گے بیٹے سے تنگ آ کر مر گئی ہے۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ جو جواب دیتے ہیں کعبہ کے رب کی قسم ہے لاکھوں من سونا ہو لکھنے کے قابل ہے جھولیوں کی زینت کر کے لے جانا۔

اُو سعد کیا سن ماں نی میری

جے توں سو واری مر جاویں

تے سو واری فر زندہ ہوویں

مینوں کلمہ پڑھدیاں پاویں

ماں یہ بات ہوئی ہے۔ "اِنْ كَانَ اٰبَآءُ كُمْ" اگر ایک طرف ماں باپ ہوں۔ دوسری طرف آمنہ کا لال ہو۔ والدین چھوٹتے ہیں تو چھوٹ جائیں۔ نبی کا دامن ہاتھ سے نہیں جانا چاہیے۔ اس کا نام فرمانبرداری ہے۔ اس کا نام اطاعت ہے۔ اس کا نام محبت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے مکہ کو فتح کیا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بیت اللہ کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین!

مکہ میں ایک گھر میں ایک چچا اور ایک بھتیجا یہ دونوں بیٹھ کر بات چیت کر رہے ہیں بھتیجا کہتا ہے چچا میرا دل کرتا ہے میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سچ مسلمان بنا دے۔ آمین! بس اکیلا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ بولو!

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .))

مسلمان نماز کوئی نہ پڑھی تو مسلمان زکوٰۃ نہ دی تو مسلمان، چوریاں جو کرے وہ بھی مسلمان، ڈاکے مارے وہ بھی مسلمان، آج شراب پئے تو وہ بھی مسلمان، عزت پر حملے کریں تو مسلمان، کاروبار میں ملاوٹ کریں تو مسلمان اس کا نام مسلمان نہیں ہے۔ کھو لیبل مسلمانوں والا ہے۔ وہ بھتیجا کہتا ہے چچا میرا دل کرتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بولنے کی توفیق دے آمین!

کیا کروں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤں اب چچا پتہ ہے آگے سے کیا کہتا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں ذرا سن لو۔ کہتا ہے بھتیجے کا نام عبد العزی ہے۔ کہتا ہے عبد العزی تمہیں پتہ نہیں ہے کیا کہہ رہے ہو کہ میں نے مسلمان ہونا ہے۔ اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو میں تم سے مربع زمینیں یہ بھی چھین لوں گا جائیداد بھی چھین لوں گا۔ اتنے نوکر چاکر جو ہیں یہ بھی چھین لوں گا میں جو تمہارے جسم پر لباس ہے۔ یہ بھی اتار لوں گا۔ اور تمہیں بالکل برہنہ حالت میں کر

دوں گا۔ اب بھتیجا جواب دیتا ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ .))

کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔

اب بھتیجے کو سمجھ آ گئی۔ کہتا ہے چچا کس طرح کی باتیں کرتے ہو۔ مربع زمینیں مال و دولت عیش و عشرت نوکر چاکر کہتے ہو کہ چھین لوں گا تو چھین لو۔ کہتا ہے ایک وقت آنا ہے جب مجھے موت کا پیغام آنا ہے اُس وقت مربع زمینیں، جائیداد، مال ودولت، نوکر چاکر، چچا یہ سب کچھ یہاں ہی رہ جانا ہے اور میں نے موت کو قبول کر کے قبر میں چلے جانا ہے کیوں نہ میں آج ہی اس طرح کروں۔ نبی ﷺ کے پیچھے لگ کر یہ سب چیزیں میں خود ہی چھوڑ دوں۔ سبحان اللہ کہا سب کچھ چھوڑا۔ زبان سے پڑھا۔

((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ .))

کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے۔ چچا نے کیا کیا۔ تن جسم کا جو لباس ہے وہ بھی چھین لیا۔ رات کی تاریکی رات کا اندھیرا یہ عبدالعزی چلتا چلتا اپنی والدہ کے دروازہ پر پہنچا۔ جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آتی ہے:

((مَنْ دَقَّ الْبَابَ .))

دروازہ پر کون ہے؟ کہتے ہیں ماں میں تمہارا بیٹا عبدالعزی آیا ہوں۔ میری یہ حالت ہے یہ کیفیت ہے۔

اس وجہ سے یہ حالت بنی ہے ماں کہتی ہے میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔ میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔ جاؤ جس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے اس کے پاس جاؤ۔ عبدالعزی کہتا ہے اے پیدا کرنے والی ماں پورے لباس کا مطالبہ نہیں ہے۔ کوئی چھوٹا سا ٹاٹ کا ٹکڑا دے دو میں اس سے جسم لپیٹ کر مدینہ چلا جاؤں۔ ماں اندر گئی اندر سے ایک ٹاٹ کا کپڑا لائی۔ عبدالعزی نے اس کے دو حصے کیے ایک سے جسم لپیٹا اور ایک اوپر لے لیا لے کر چلتے چلتے مدینہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی لے جائے۔ آمین!

مدینہ پہنچے آقا علیہ السلام تشریف لائے۔ پوچھا کون آیا ہے۔ کہا عبدالعزی آیا ہے آقا علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ عبدالعزی وہ جو صبح کے وقت، دوپہر کے وقت، شام کے وقت یہ تین تین جوڑے تبدیل کرتا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اتنا امیر ترین انسان مکہ کی سرزمین پر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

آج آیا ہے تو بس ایک ٹاٹ کا ٹکڑا اس نے جسم سے لپیٹا ہے ایک اس نے اپنے اوپر لیا ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں عبدالعزی کس طرح آئے ہو۔ کہتا ہے محبوب مال و دولت لٹا کر مربع زمینیں لٹا کر، جائیداد لٹا کر سب کچھ لٹا کر آیا ہوں۔ اور بس ایک ایمان بچا کر آیا ہوں۔ آقا فرماتے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ آج کے بعد ہم تمہارا نام عبداللہ رکھتے ہیں کیا نام رکھتے ہیں عبداللہ رکھتے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا اللہ بیٹا دے تو وہ نام رکھا کرو۔ جس میں لفظ عبد آتا ہو۔ عبد کا معنی بندہ اور بندہ کس کا اللہ تعالیٰ کا کہا تمہارا نام آج کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہ رکھا ہے وقت گزرتا گیا مسجد نبوی ﷺ میں ایک دن فجر کے وقت

ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس عبداللہ اونچی آواز میں قرآن پڑھ رہا تھا سیّدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے دیکھا وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ عبداللہ پاس اُونچے اونچے قرآن پڑھ رہا ہے کہا عبداللہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو۔ تو پاس اونچی آواز میں قرآن نہیں پڑھتے۔ آگے سے دھیان کرنا رعب جمایا سختی سے ڈانٹا۔ یہ بات چلتی چلتی آقا علیہ السلام کے پاس پہنچ گئی۔ سبحان اللہ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا جاؤ میرے عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ کس کو بلاؤ عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عمر میں مانتا ہوں کہ جو رائے تم زمین پر دیتے ہو۔ اللہ آسمان سے قرآن بنا کر نازل کر دیتے ہیں۔ مگر عمر رضی اللہ عنہ یہ بھی ذرا سوچو وہ والدین کو چھوڑ کر، رشتہ داروں کو چھوڑ کر مال و دولت چھوڑ کر مربع زمینیں چھوڑ کر آج ہمارے پاس آیا ہے اے عمر رضی اللہ عنہ اگر ہم بھی اسے ڈانٹیں گے تو وہ کس طرف جائے گا۔ کوئی بات سمجھ آئی نہیں آئی کوئی مسجد میں آجائے۔ کوئی نماز پڑھتا ہے جس طرح بھی پڑھتا ہے اسے پڑھنے دو یہ نہیں کہ آج پہلی مرتبہ آگیا ہے اس طرح قابو کرنا ہے کہ اس نے کہنا

ہے اگر میں باپ کا ہوا تو آئندہ مسجد میں نہیں آنا۔

تمہیں میرے نبی ﷺ کا طریقہ یاد نہیں ہے۔ ایک بدو آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اُٹھے، مارنے لگے فرمایا خبردار رک جاؤ اس کو پیشاب کر لینے دو۔ کہا اس کو پیشاب کر لینے دو۔ یہاں کیا ہے تم نے رفع الیدین نہیں کی، تم نے آمین نہیں کہی تم نے ہاتھ اوپر نہیں باندھے، نیچے باندھے ہیں، تمہاری ہوگئی ہے تمہاری نہیں ہوئی ہے اس کو آنے تو دو۔

بابا جی سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری باتیں لکھی ہیں ایک آدمی مسلمان ہو گیا۔ اس نے کلمہ پڑھا

((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه .))

اس نے کہا مسلمان ہو، اس نے کہا ابھی نہیں کہا کیا ہو یہ جی وہابی ہے پھر مسلمان دوسرے کے پاس گیا کہا کلمہ پڑھ لیا ہے اُس نے کہا ہاں کہا ابھی مسلمان نہیں ہو، حنفی بنو، تیسرے کے پاس گیا، کہا کلمہ پڑھا ہے کہاں ہاں ابھی مسلمان نہیں ہو، تم شافعی بن جاؤ۔ چوتھے کے پاس گیا، اس نے کہا حنبلی بنو، اس نے کہا جہاں اتنا کچھ بنے ہو۔ مسلمان ہو جاؤ اس نے کہا مجھے مسلمان ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ایک وقت وہ تھا کہ غیر مسلم مسلمانوں کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے اللہ اکبر اللّٰہ۔

فرمایا عمر رضی اللہ عنہ آج کے بعد اس کو نہ روکنا۔ ایک جنگ کا وقت آ گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا تیاری کرو جنگ کی تیاری کرو۔ عبداللہ بھی اُٹھے کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ سوہنیا میرے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی موت آئے تو شہادت کی آئے۔ آمین!

میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح ہاتھ اُٹھائے۔ اللہ کے آگے دعا کی اور ساتھ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عبداللہ جاؤ پروانے جاؤ کسی درخت سے چھلکا کوئی شاخ توڑ کر لاؤ۔ بعض روایات میں لکھا ہے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے اور جا کر کھجور کی شاخ کا چھلکا لے کر آتے

ہیں میرے آقا علیہ السلام نے ان کے بازو پر چھلکا باندھ دیا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عبداللہ بات سن لو جاؤ اگر تم بیماری کی حالت میں فوت ہو جاؤ تب بھی شہید ہو اللہ کی قدرت رب کی مرضی سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور رب کو پیارے ہو گئے۔ میرے آقا علیہ السلام کو جب پتہ چلا تو میرے آقا علیہ السلام آئے۔ آقا علیہ السلام نے جنازہ پڑھایا۔ آقا فرماتے ہیں۔

((اَدْبَا لِاَخِیْکُمَا .))

اے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کہا جی آقا کیا آرڈر ہے فرمایا اپنے اس بھائی کو بڑے ادب سے قبر میں اُتارنا۔ بڑے احترام سے قبر میں اتارنا۔

لوگو ہمارا عقیدہ نوٹ کرلو۔ ہماری دعوت پر غور کرلو ہمارا پیغام ذرا نوٹ کرلو۔ ہم کہتے ہیں کہ اطاعت اُس چیز کا نام ہے فرمانبرداری اور نجات اس چیز کا نام ہے جہاں نبی ﷺ کھڑے کرتے ہیں وہاں کھڑے ہو جاؤ۔ جہاں نبی روکتے ہیں وہاں رک جاؤ۔ جہاں آقا چلنے کو کہتے ہیں وہاں چلو۔ آقا علیہ السلام نے قبر میں رکھوایا۔ اپنے ہاتھوں سے تین مٹھی بھر کر مٹی پائی اور قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا نبی ﷺ کی سنت ہے کرتے ہو دعا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین! قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرنا ہم نبی کی سنت سمجھتے ہیں میرے آقا علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ یہ جو عبداللہ آج تمہارے پاس آ گیا ہے آسمانوں والے رب آج تک میں اس پر راضی اور اللہ تم بھی اس پر راضی ہو جاؤ آمین! سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگ پڑے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا عبداللہ کیوں رو رہے ہو کہنے لگے کاش کہ اس قبر میں آج میں ہوتا اور آقا یہ دعا آج میرے لیے کرتے۔

نہیں سمجھے آؤ بتاؤں تابعداری میرے آقا علیہ السلام خطبہ دے رہے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ آرہا ہے ایک قدم باہر ہے اور ایک مسجد کے اندر ہے آقا فرماتے ہیں۔ اِجْلِسُوْا بیٹھ جاؤ، بیٹھ جاؤ۔ اس صحابی کے کان میں آواز پڑی۔ ایک قدم اندر ہے ایک قدم باہر ہے وہاں ہی بیٹھ گئے۔ کہو سبحان اللہ۔ اللہ اس طرح کا ہمیں بھی تابعدار بنا آمین! ہم بھلا کیا کہتے ہیں۔ مولوی صاحب چھوڑا کریں۔ تمہیں کیا پتہ ہے دین رکھنا آسان ہے اور دنیا

رکھنا مشکل ہے کہتے ہیں اس دنیا کے ساتھ نہ چلیں تو ناک نہیں رہتا ہے یہ تو قیامت کو پتہ لگے گا جب نبی کریم ﷺ نے کہا اللہ یہ میری اُمت ہی نہیں ہے اللہ انہوں نے میری بات چھوڑ کر اپنی من مرضیاں کرلیں بابا جی کیا کہتے ہیں۔ یارب کر منظو دعائیں آمین کہہ دینا۔جس کا دل کرے نا حشر کو آقا علیہ السلام سے پانی پینے کو حوضِ کوثر کا پانی جنت میں جانے کو تو آمین کہہ دینا۔

یا رب کر منظور دعائیں میل حبیب پیارا
شان جمال وکھادے سوہنا سوہنیاں شاناں والا
حشر دیہاڑے کوکن لوکی آکھن پانی پانی
کوثر نال رجاوے سوہنا اُو سوہنیاں شاناں والا

حوضِ کوثر کا پانی کسے ملنا ہے جہاں نبی ﷺ نے کھڑا کر دیا ہے جو وہاں کھڑا ہو جائے جہاں نبی نے روک دیا وہاں رک گیا، آقا علیہ السلام نے فرمایا پروانے میں نے تمہیں یہ تو نہیں کہا تھا کہ جوتے والی جگہوں پر بیٹھ جاؤ۔ کہتا ہے سوہنیا جب آپ کی آواز میرے کان میں پڑی اللہ ذوالجلال کی قسم ہے مجھے قدم اٹھانے کی جرأت ہی نہ ہوئی اس طرح کی تابعداری کرو۔

اللہ اللہ مجھے یاد آیا۔ایک جنگ اور آئی غزوہ تبوک کونسی جنگ تبوک آئی۔ مدینہ سے تیرہ سوکلومیٹر کے فاصلے پر ہوئی اور مسلمانوں کے لیے سب سے بھاری جنگ تھی۔ سب سے مشکل ترین جنگ تھی۔ تیاری ہوگئی جو کچھ کسی کے پاس تھا اس نے وہ لاکر نبی پاک ﷺ کو پیش کر دیا اللہ کی قسم ہے میں حدیث میں پڑھ رہا تھا میں نے یہ واقعہ پڑھا، میرا تو لولو جھوم اٹھا کہ اللہ اس طرح کے بھی نبی ﷺ کے یار تھے۔ سبحان اللّٰہ!

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نوسو اُونٹ اور ایک سو گھوڑا دیا۔ ایک صحابی نے اللّٰہ اکبر اللّٰہ سات سوکلوسونا چاندی دیا کسی نے کچھ دیا کسی نے کچھ دیا۔ ایک صحابی ساری رات ایک یہودی کا کنواں جو ہے وہ چلاتا رہا اور چارکلو اس کو کھجوریں ملیں یعنی خشک کھجوریں ملیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کسی نے کچھ لاکر کسی نے کچھ لاکر سامان کا ڈھیر لگا دیا اس کو چارکلو کھجوریں ملیں۔

اس نے دو کلو کھجوریں اپنے بیوی بچوں کے لیے رکھ لیں اور دو کلو کھجوریں لے کر آ قا علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہو گیا۔ صدقے قربان جاؤ میرے آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صدیق رضی اللہ عنہ یہ کھجوریں لے کر سارے سامان پر بکھیر دو۔ اللہ اللہ جناب ادریس علیہ السلام تم قرآن وحدیث کا وعظ سنایا کرو۔ حکایات روایات ہمیں نہیں آتی ہیں۔ ادریس علیہ السلام کہتے ہیں اللہ وہ جو ترازو قیامت کو رکھنا ہے وہ تو مجھے دکھاؤ۔ فرمایا نبی رہنے دو تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ کہا نہیں اللہ میں نے ضرور دیکھنا ہے۔ فرمایا نبی رہنے دو کہتے ہیں جتنا پیار ہو اُتنی پھر ضد بھی ہوتی ہے۔ اصرار بھی بہت ہوتا ہے کہا اللہ میں نے ضرور ترازو دیکھنا ہے اگر یہی بات گرہ باندھ کر لے جاؤ تو رب محمد ﷺ کی قسم ہے میرا یقین اور ایمان یہ ہے۔

اگر عمل کر لو تو اللہ تعالیٰ نجات دے دیں گے عمل کرو گے سب نہیں بولے کرو گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین! آج خود ہی پتہ لگ جائے گا کہ کتنا عمل ہونا ہے کہا اللہ ترازو دکھاؤ فرمایا فرشتو اچھا اگر میرا نبی علیہ السلام اس بات پر آ ہی گیا ہے تو اسے ترازو دکھا دو مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ جب ترازو دکھایا تو ترازو کا ایک پلڑہ مشرق میں اور دوسرا پلڑہ مغرب میں ہے بھرو نیکیوں کا کون بھرے گا اتنی نیکیاں ہیں ادریس علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اللہ اس کو کون بھرے گا فرمایا میرے ادریس یہ نیکیوں سے نہیں بلکہ میری رحمت سے بھرے گا۔ کس طرح بھرے گا۔ اللہ کی رحمت سے بھرے گا۔ اللہ کس طرح فرمایا کسی غریب، مسکین، کمزور، یتیم کو ایک کھجور ملتی ہے کوئی کھانے کے لیے دے دیتا ہے وہ آدھی کھجور کھا لیتا ہے اور آدھی کھجور جو ہے وہ میرے راستہ میں صدقہ کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں چاہوں تو اپنی رحمت سے اس کا ثواب اتنا بڑھا دوں گا کہ نیکیوں والا پلڑا بھر جائے گا۔ **سبحان اللہ۔**

تیاری ہو گئی وہ کھجوریں بکھیر دیں۔ ایک بی بی پر نظر پڑی کہ وہ آ رہی ہے چند مہینوں کا بچہ اٹھایا ہے آ کر کہتی ہے اے محمد ﷺ آ قا فرماتے ہیں ماں جی کس طرح آئی ہو کہتی ہے سوہنیا اگر میرا خاوند ہوتا تو میں اس کو بھیج دیتی جوان بیٹا ہوتا اسے بھیج دیتی۔ اگر میرا بھائی ہوتا اسے بھیج دیتی آ قا یہ چند مہینوں کا بچہ ہے اسے قبول کر لیں اس کو بھی ساتھ لے

جائیں۔آقا علیہ السلام کبھی بچے کی طرف دیکھیں اور کبھی ماں کی طرف دیکھیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی اسے ہم کیا کریں گے نہ یہ گھوڑے پر بیٹھنے کے قابل ہے نہ یہ تلوار چلانے کے قابل ہے نہ تیر چلانے کے قابل ہے نہ یہ اپنا دفاع کرنے کے قابل ہے نہ حملہ کرنے کے قابل ہے ماں کہتی ہے ہاں مجھے اس بات کا علم ہے کہ یہ نہ سواری کر سکتا ہے نہ تیر چلا سکتا ہے نہ نیزے چلا سکتا ہے نہ تلوار چلا سکتا ہے نہ اپنے اوپر حملہ آور کو روک سکتا ہے مگر سوہنیا بات یہ ہے قبول آپ کر لیں اور طریقہ میں بتا دیتی ہوں کہا ماں جی طریقہ کیا ہے کہتی ہے سوہنیا جب دشمنوں کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ آئے جب دشمنوں کی طرف سے نیزوں کا حملہ آئے تو میرے بچے کو اٹھا کر آگے کر دیں۔وہ تیر میرے بچے کے جسم میں پیوست ہو جائیں گے تو میرا بیٹا آپ پر شہید اور قربان ہو جائے گا قیامت کا دن آئے گا میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں یہ بات فخر سے کہہ سکوں گی آسمانوں والے رب تم نے مجھے ایک بیٹا دیا۔وہ بھی میں نے تمہارے نبی پر قربان کر دیا بابا جی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

جنگ تبوک تیاری کیتی او جدوں رسول الٰہی
اک مائی دا اکو ای بیٹا

یہ نہیں کہا کہ میں بوڑھی ہوں میرا خرچہ کون چلائے گا جس نے تمہیں عطا کیا ہے وہ خرچے بھی خود پورے کر دیتا ہے فرماتے ہیں۔

جنگ تبوک تیاری کیتی او جدوں رسول الٰہی
اک مائی دا اکو ای بیٹا او پاس رسول لیائی
خدمت اندر حاضر ہو کر ادبوں عرض سنایا
یہ ہے مال خزانہ میرا میں جولی تیری پایا
تے نبی نے کیا رکھ خدمت اندر او نہ کر ایڈھ دلیری
مائی کیا ہے کافی مینوں حُب محمد تیری

سوہنیا یہ بیٹا قربان ہو جائے گا تو میں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخرو

ہو جاؤں گی۔ آواز آتی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ٥﴾ (التوبه: 24)

یہ مال جو ہے کہیں اس کے پیچھے لگ کر نبی ﷺ اور اس کے اللہ کی نافرمانی نہ کر دینا۔ نہیں تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ وقت ہو چکا ہے میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

معجزاتِ رسول ﷺ

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًاؕ﴾ (الفتح:28)

وہ ذات رب العالمین کی جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت کے اور دین حق کے یعنی سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اوپر تمام ادیان کے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے حق سچ ثابت کرنے والا۔

سامعین محترم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے اللہ رب رحمان نے جناب آدم علیہ السلام سے لے کر سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو دنیا میں معبوث فرمایا کم از کم جو سوا لاکھ کے قریب انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں آئے ان میں سے تین سو تیرہ کو اللہ ذوالجلال نے رسول بنا کر دنیا میں بھیجا یاد رکھو ہر نبی رسول نہیں ہوا کرتا اور ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ مختلف اوقات کے اندر اپنے اپنے علاقوں کی طرف انبیاء علیہم السلام آتے رہے۔ خالقِ کائنات اُن پر آسمانی کتابیں نازل کرتے رہے۔ صحیفے اُن کی طرف آتے رہے، ہر نبی اپنا اپنا وقت گزار کر چلتا بنا۔ آنے والے تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی سچے اور اُن کے ادیان بھی سچے، لیکن خالقِ کائنات نے آمنہ کے لال پیکر حسن وجمال صاحب شرف وکمال نبی بے مثال اور ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا سردار بنا کر بھیجا جس طرح آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ بلند فرمادیا اسی طرح جو شریعت آپ کو عطا کی وہ تمام ادیان سے اعلیٰ عطا کی۔ انبیاء علیہم السلام کے ماننے والے اپنے اپنے وقتوں کے اندر جنہوں نے تسلیم کرنا تھا انہوں نے بغیر حیل وحجت تسلیم کر لیا اور جنہوں نے تسلیم نہیں کرنا تھا انہوں نے باوجود دلائل دیکھنے کے پھر

بھی تسلیم نہیں کیا۔

یہ لوگ اپنی زبان سے طرح طرح کے سوالات کرتے رہے۔ پھر وہ معجزات رونما ہوتے رہے لیکن ان کی بدقسمتی کا یہ عالم کہ انہوں نے نہ مانا اور ماننے والوں نے بغیر دلائل کے مان لیا۔ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور ہوتا تھا۔ لیکن حدیث اور سیرت کی کتب کا مطالعہ کر کے دیکھ لو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات ایک طرف اور میرے نبی ﷺ کی زندگی کے معجزات ایک طرف، میرے نبی کی زندگی کے معجزات اُن تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان بھی تم نوٹ فرما چکے ہو، میں بڑی محنت کے ساتھ مختلف سیرت کی حدیث کی کتب کا مطالعہ کر کے یہ پھول اور موتی تمہارے لیے اکٹھے کر کے لایا ہوں انہیں اپنی جھولیوں کی زینت بنا کر لے جانا۔

آمنہ کے لال ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو تسلیم کرنے والوں نے تسلیم کر لیا، ماننے والوں نے مان لیا مگر ایک قسمت کا مارا ہوا بُرے بخت اور برے نصیب والا جس کی یہ عادت ہوا کرتی تھی کہ وہ کوئی موقعہ اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ وہ ابو جہل جس کا نام عمرو بن ہشام تھا، یہ ہر روز کوئی نہ کوئی نئی بات سوچتا، نئے سے نیا مطالبہ رکھ دیتا، نئی سے نئی بات کر دیتا۔ ایک عقیدہ کی بات نوٹ کر لینا، معجزے میں ہاتھ ہمیشہ نبی کا ہوا کرتا ہے اور قدرت آسمان والے اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور کرامت کے اندر ہاتھ ولی کا ہوتا ہے اور قدرت آسمان والے اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ لیکن اغیار لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ نہیں جو معجزات رونما ہوتے ہیں وہ سب کچھ نبی کی قدرت ہوتی ہے۔ یا پھر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے وہ بھی اولیاء کی قدرت ہوتی ہے۔ میرے بھائیو یہ بات غلط ہے دیکھنا کہیں اپنا عقیدہ برباد نہ کر بیٹھنا۔ یاد رکھنا کہ قدرت ہمیشہ آسمان والے اللہ تعالیٰ کی ہے۔ معجزات میں ہاتھ نبی علیہ السلام کا اور کرامت میں ہاتھ ولی کا ہے آج میں آمنہ کے لال ﷺ کی زندگی کے بڑے عجیب وغریب معجزات تمہارے سامنے بیان کروں گا۔ جو میں نے آیت پڑھی ہے۔ خالق کائنات نے اعلان کر دیا کہ اے دنیا جہان کے لوگو میں نے اپنے نبی جناب محمد ﷺ کو دنیا میں

معبوث فرمایا ساتھ ہدایت کے اور ساتھ سچے دین کے تاکہ جو پہلے ادیان ہیں اُن پر یہ غالب آجائے۔ ساتھ ہی خالقِ کائنات فرماتے ہیں میرے محبوب کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے کوئی اقرار کرے یا انکار کرے تیرا خالق و مالک اپنی قدرتوں سے تمہیں اور تمہارے دین کو سچا کر کے دکھائے گا۔ نبی اکرم ﷺ کو ایک دن سرِراہ چلتے ابوجہل ملا اس نے اپنا ہاتھ اس طرح کر کے بند کیا اپنی مٹھی بند کی اور کہنے لگا اے محمد ﷺ آج مجھے ایک سوال کا جواب دو تم ہر روز کہتے ہو کہ میں نبی ہوں میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی کو تو ہر چھپی ہوئی چیز کا علم ہوتا ہے۔ ذرا یہ بات سمجھنا اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی سے کوئی بات چھپی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کی سمجھ عطا فرما دے آمین! اور آج بھی لوگ کہتے ہیں کہ نبی سے کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی؟ یاد رکھنا ہر چھپی چیز کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن ہشام تو روزانہ نئی نئی باتیں کرتا ہے اور آج کہتا ہے کہ بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عمرو بن ہشام سن، مجھے اس بات کا جواب دے یہ جو چیز تمہارے ہاتھ میں بند ہے یہ چیز خود بولے یا میں محمد ﷺ بول کر بتاؤں؟ وہ کہنے لگا اگر تم حقیقت میں رب کے نبی ہو تو پھر تمہیں بولنا نہیں چاہیے یہ جو چیز میرے ہاتھ میں ہے یہ خود بول کر بتائے کہ میں کیا ہوں؟ اور حدیث پاک میں لکھا ہے۔ عمرو بن ہشام ابوجہل نے اپنی مُٹھی بند کی ہوئی ہے اور اس کی مٹھی میں سے پتھر کے کنکر بول کر کہتے ہیں۔

"وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" جب اُن پتھر کے کنکروں نے کلمہ پڑھا تو یہ بدبخت کانپ گیا اور کہنے لگا میں کچھ کہتا تھا یہاں کچھ بن گیا ہے اور جب اُن پتھر کے کنکروں نے کلمہ پڑھا، تو اس نے وہ پتھر زمین پر پھینک دیئے اور آپ کی نبوت کو پھر بھی تسلیم نہ کیا، یہ مانتا کیسے اس کی قسمت میں ہدایت ہی نہیں تھی اس کے مقدر میں جنت ہی نہیں تھی۔ اور موقع پر پھر آ کر کہنے لگا اے محمد ﷺ میری ایک بات اور سن لو! آقا علیہ السلام فرماتے ہیں لگتا ہے آج کوئی نئی بات لے کر

آیا ہوگا؟ کہتا ہے ہاں اگر تم حقیقت میں رب کے نبی ہو، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اس میں شک ہی کوئی نہیں میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں اور اس کا بھیجا ہوا رسول ہوں ابوجہل کہتا ہے آسمان پر جو چاند ہے اگر تم نبی ہو تو اس کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ؟ میرے آقا علیہ السلام کا معجزہ دیکھ لو رب کے حبیب ﷺ نے اپنی شہادت والی انگلی کا اشارہ کیا اس کتاب کے اتارنے والے رب کی قسم ہے میرے آقا علیہ السلام نے انگلی کا اشارہ کیا اور آسمان کا چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے وہ کہہ گئے ہیں۔

محمد دے رُتبے نوں پا کوئی نئ سکدا
جہاناں دی رحمت کہا کوئی نئ سکدا
اوپھرن پیر جگ تے جیویں برساتی ڈڈیاں
اودعوے ہزاراں نے پھگاں نے وڈیاں
پر روڑاں نوں کلمہ پڑھا کوئی نئ سکدا
محمد دے رتبے نوں پا کوئی نئ سکدا
جہاناں دی رحمت کہا کوئی نئ سکدا

اور فرماتے کیا ہیں:

شہادت دی انگلی میرے پیروانگوں
کھڑی کر کے وَل آسمان تیروانگوں
قمر کر کے ٹکڑے دِکھا کوئی نئ سکدا
محمد دے رتبے نوں پا کوئی نئ سکدا

آج پاکستان میں بھی نئے نئے نبوت کا اعلان کرنے والے اُٹھ رہے ہیں کہیں یوسف کذاب دجال اُٹھ رہا ہے اور کہیں مرزا قادیانی اُٹھ چکا ہے یاد رہے کہ رب کریم کا نبی خوبصورت ہوتا ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

رب ذوالجلال نے اس حسن کے دو حصے کیے اور آدھا حسن اکیلے یوسف علیہ السلام کو عطا

کر دیا اور آدھا حسن پوری دنیا میں تقسیم کر دیا، تھوڑا سا کسی کو دے دیا اور تھوڑا سا کسی کو دے دیا، اور کچھ حصہ کسی کو دے دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آدھا حسن ساری دنیا میں بانٹ دیا اور آدھا حسن اکیلے یوسف علیہ السلام کو دے دیا، تو اے محبوب کائنات آپ کہاں گئے؟ آقا علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ ساری دنیا کا حسن اور حسنِ یوسف مل کر بھی حسنِ محمد ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مرزا قادیانی آنکھوں سے اندھا عقل سے پیدل کہتا ہے کہ میں رب کا نبی ہوں؟ یاد رکھو کہ رب کا نبی بدصورت، بدخصلت اور عقل سے عاری نہیں ہوتا بلکہ وہ تو چمکتا دمکتا خوبصورت اور روشن صورت والا ہوتا ہے۔

اوختم نبوت دا سالار آیا نبوت دے بوہے نو ہے مار آیا
نواں ہن نبی جگ تے آ کوئی نئ سکدا
محمد دے رتبے نوں پا کوئی نئ سکدا
جہاناں دی رحمت کہا کوئی نئ سکدا

آمنہ کے لال علیہ السلام کے معجزات سن لے۔ رب کی قدرتیں دیکھ لے۔ ایک چیز کی فطرت ہے درخت کبھی بولتا نہیں اور جب درخت بولنے لگ پڑے تو اس وقت اس کی فطرت نہیں ہوگی، رب کریم کی قدرت ہوگی درخت زمین پر چلا نہیں کرتے اور جب درخت زمین پر چل پڑے، تو اس درخت کا چلنا اس کی فطرت نہیں وہ تو رب کریم کی قدرت ہے۔ اسی طرح دیوار کبھی بات نہیں کرتی اور جب دیوار بات کرنے لگ پڑے تو اس وقت اس کی فطرت نہیں ہوگی بلکہ وہ رب کریم کی قدرت ہوگی۔ میرے آقا علیہ السلام جب مکہ سے مدینہ کو چلے گئے تو مسجد نبوی میں ایک کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ ﷺ کافی عرصہ خطبہ ارشاد فرماتے رہے، وقت گزرتا گیا ٹائم گزرتا گیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو خطبہ کے لیے آپ کو لکڑی کا منبر بنوادیں؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تمہیں اجازت ہے منبر تیار کر دو منبر تیار

ہو جانے پر رسول اللہ ﷺ اس کھجور کے تنے کو چھوڑ کر جب منبر پر تشریف لائے، رب کے حبیب منبر پر کھڑے ہوئے (اس کتاب کو اتارنے والے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، بخاری شریف کی حدیث ہے بات میری اپنی نہیں ہے) تو وہ کھجور کا تنا اس طرح روتا ہے جس طرح کوئی چھوٹا سا بچہ اپنی ماں کی جدائی میں روتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پریشان ہو گئے اے اللہ کے رسول ﷺ یہ بڑا عجیب واقعہ پیش آیا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے صحابہ یہ کھجور کا تنا میری جدائی برداشت نہیں کر سکتا اور میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جاؤ کوئی بیلچہ کھدال لے کر آؤ۔ کھدال آئی اور گڑھا نکالنا شروع کر دیا اور میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں یہ جو تنا ہے کھجور کا اس کو اس میں لٹا دو، اس گڑھے میں لٹا دیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں ہم برتن بھر بھر کر مٹی اوپر پھینک رہے ہیں اور کھجور کا وہ تنا سسکیاں لے رہا ہے، رو رہا ہے۔ یہی بات مولانا رحمہ اللہ کہہ گئے۔

او افضل تے اعلیٰ جیہڑا
او ساری خدائی تھیں
او افضل تے اعلیٰ جیہڑا
او ساری خدائی تھیں
تھم بناناں رُنا اُو جس دی جدائی تھیں
کافراں پڑھیا کلمہ او دل دی صفائی تھیں
اسم گرامی جن دا اوو رد سنار دا
نام محمد والا کالجے ٹھار دا

نبی ﷺ کی جدائی میں کھجور کا تنا رونے لگ پڑا۔ آج میں ایک سیرت کی کتاب میں پڑھ رہا تھا، ایک صحابی بیان کرتا ہے کہ میں مکہ آیا اور نبی ﷺ مکہ میں ایک گھر کے اندر موجود ہیں، ایک آدمی یمامہ کے علاقہ میں سے آیا اس نے ایک چھوٹا سا بچہ چند مہینوں کا چند دنوں کا، کپڑے میں لپیٹا ہوا ہے، یہ بچے کو لے کر آیا ہے، صحابی کہتا ہے میں بھی اس گھر میں

داخل ہو گیا، دیکھا کہ رب کے حبیب اُس بچے سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایمان سے بتاؤ کبھی دودھ پیتا بچہ بھی بولتا ہے اور جب وہ بولے تو یہ اس کی فطرت نہیں بلکہ یہ رب کریم کی قدرت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں "یَا غُلَامُ مَنْ اَنَا" اے لڑکے بتاؤ میں کون ہوں؟ یہ چند دنوں کا بچہ کہتا ہے "اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" اے پوچھنے والے آپ تو رب کریم کے نبی ہو، آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں مبعوث فرمایا ہے۔ یہ بھی میرے نبی ﷺ کا معجزہ ہے ابھی بھی نہیں سمجھے تو ایک واقعہ اور سن لو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ بنو سلیم کا ایک آدمی آیا، اس نے اپنے کپڑوں میں ایک گوہ چھپائی ہوئی ہے۔ اس نے دیکھا کہ آدمی بیٹھے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے ہیں، اس کو نہیں پتہ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے "مَاذَا اَنْتُمْ" کون ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم اللہ کے نبی کی مجلس کے اندر بیٹھے ہیں، وہ کہنے لگا اگر میری قوم مجھے جلد باز نہ کہتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا تم میں نبی کہاں سے آ گیا؟ یہ سن کر سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سخت غصہ میں آ گئے، اور انہوں نے تلوار نکال لی اور بولے اے بدبخت تمہیں نبی ﷺ سے بات کرنے کا طریقہ نہیں آتا اور میرے آقا علیہ السلام نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا عمر غصہ نہ کرو ذرا رک جاؤ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے آنے والے تجھے یہ بات کرتے ہوئے شرم محسوس نہ ہوئی کہ میں رب کا نبی ہوں، تو ایسے لہجہ میں بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تمہیں مانتا ہی نہیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں بتا تو کیسے مانے گا؟ وہ کہتا ہے جناب میں یہ جو گوہ پکڑ کر لایا ہوں، یہ آپ کی شہادت دے دے تو میں مان جاؤں گا؟ یہ گوہ آپ کی گواہی دے دے تو میں آپ کو رب کا نبی مان لوں گا؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اس کو زمین پر چھوڑ اُس نے گوہ زمین پر چھوڑ دی، تو آقا علیہ السلام گوہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ بتا میں کون ہوں؟ گوہ آگے سے زبان سے بول کر جواب دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے آپ کو پوری امت کا سردار بنا دیا ہے۔ آقا علیہ السلام ساتھ ہی پوچھتے ہیں "مَنْ عَبَدْتُّمْ" اے گوہ تو عبادت کس کی

کرتی ہے؟ کہتی ہے حدیث کے الفاظ ہیں، وہ گوہ آگے سے جواب دیتی ہے ''اَلَّذِیْ عَرْشُهٗ فِی السَّمَآءِ وَفِی الْاَرْضِ سُلْطَانُهٗ وَفِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ وَفِی النَّارِ یُعَذِّبُهٗ .'' میں عبادت اس کی کرتی ہوں وہ جو رب آسمانوں پر اور جس کا عرش آسمانوں پر جس کی بادشاہی زمینوں پر جس نے سمندروں میں راستے بنا دیئے۔ جس نے آگ میں عذاب بنا دیئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے گوہ یہ تو تو نے رب کریم کی عبادت کے متعلق سے جواب دیا ہے اب میرے بارہ میں بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ یہ گوہ بول کر جواب دیتی ہے ''اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَنْتَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَنْتَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ .'' اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، اکیلا رسول نہیں بلکہ اس نے آپ کو خاتم النّبیین بنا کر بھیجا ہے اور جس نے آپ کو مان لیا تو وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے آپ کا انکار کیا تو جہنم کا ایندھن بن گیا۔ معلوم ہوا کہ بات کرنا گوہ کی فطرت نہیں اور جب وہ بات کرنے لگ پڑے تو یہ رب کریم کی قدرت ہے۔ یہ بھی میرے نبی ﷺ کا معجزہ ہے، ابھی بھی نہیں سمجھے تو آؤ سن لو، حدیث پاک کے اندر موجود ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو آدمی آئے دونوں ہی صحابی ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ کے رسول ہم نے سفر پر جانا ہے اور ہمارے پاس کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہیں، میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں تمہارے مشکیزے کہاں ہیں؟ وہ اپنے مشکیزے لائے، نبی ﷺ نے دونوں مشکیزوں سے پانی خشک کر دیا اور جو کوئی بچا تھا ایک مشک میں ڈال کر اور پانی منگوایا اور آقا علیہ السلام نے مشکیزہ کا منہ بند کر کے فرمایا اس کو لے جاؤ اور جب تم فلاں جگہ پر پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قدرت کے ساتھ رزق عطا کرے گا۔ صحابی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس منزل مقصود پر پہنچے تو مشکیزہ کا منہ خود بخود کھل گیا، جب ہم نبی ﷺ کے ہاں سے چلے تھے تو اس وقت آپ نے مشکیزہ میں پانی بھرا تھا مگر اب اس مشکیزے کے اندر سے بکری کا دودھ نکل رہا ہے، اور صرف بکری کا دودھ ہی بلکہ اندر سے مکھن کے پیڑے بھی نکل رہے ہیں۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کا معجزہ ہے سبحان اللہ! سبحان اللہ!

مجھے یاد آیا حدیبیہ کا میدان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ پانی ختم ہو گیا ہے، ہم خود پیاسے ہیں اور جانور بھی پیاسے ہیں، آقا علیہ السلام نے ان کو ایک تیر دیا اور فرمایا جاؤ اس کو اُس کنویں میں گاڑ دو، اس کتاب کو اتارنے والے رب کی قسم ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں، جب ہم نے اس تیر کو کنویں میں گاڑا تو پانی آہستہ آہستہ اوپر کی طرف بڑھنے لگا، اور بڑھتے بڑھتے کنویں کے بھر جانے کی وجہ سے اس کے کناروں سے باہر بہنے لگا۔ نبی ﷺ کا ایک اور معجزہ سن لو۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ پانی ختم ہو گیا ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کسی برتن میں جو تھوڑا سا پانی ہو وہ لے آؤ، ایک برتن لایا گیا اس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپ نے وہ پانی اپنے منہ میں ڈالا اور پانی کی کلی کر کے کنویں میں ڈال دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے ہیں وہ جو کڑوا کنواں تھا نبی کے پانی ڈالنے سے وہ کڑوا کنواں میٹھا ہو گیا اور ساتھ ہی اس کا پانی بھی کناروں تک پہنچ گیا۔ آج کسی مولوی سے کہو کہ کسی مرید کے برتن میں کلی کرے۔ ان کو یہ حدیث بڑی یاد ہیں کہ نبی ﷺ نے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ختم پڑھا۔ توبہ اللہ میری توبہ۔

نبی ﷺ کا معجزہ اور قدرت عرش والے رب کریم کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا عبداللہ بن عتیق اور دوسرے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو تیار کر کے یہودیوں کے سردار ابورافع کو قتل کرنے کے لیے روانہ کیا، اس نے اسلام کو بڑا نقصان پہنچایا تھا اور پانچ صحابی جو روانہ کیے ان کا امیر سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کو بنایا، سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سفر شروع کر دیا سردیوں کا موسم تھا، فرماتے ہیں ہم چلتے چلتے ابورافع کا جو قلعہ ہے وہاں پہنچے، شام کا ٹائم ہو گیا، اور قلعہ کا دروازہ بہت بڑا ہے سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے چادر اُوڑھی اور قلعہ کے دروازہ کی دیوار کے قریب میں اس طرح بیٹھ گیا کہ جیسے کوئی آدمی پیشاب کرتا ہے وہاں کا جو چوکیدار تھا اس کی یہ عادت تھی کہ قلعہ بند کرنے سے پہلے آواز دیتا تھا اگر کوئی آدمی باہر ہے تو اندر

آ جائے میں نے دروازہ بند کر دینا ہے پھر میں نے دروازہ نہیں کھولنا، کہتے ہیں جب اس نے یہ آواز لگائی تو میں نے اس طرح منہ چھپایا کہ جس طرح آدمی سردی سے بچتا ہے اور میں اندر چلا گیا، کہتے ہین میں کھڑا ہو کر دیکھتا رہا کہ یہ تالا بند کرتا ہے اور چابیاں کہاں رکھتا ہے، اس نے تالا بند کیا اور چابیاں ایک جگہ پر لٹکا دیں، ابو رافع کو ایک بڑی بیماری تھی۔ (اللہ ہمیں بچا کر رکھے۔ آمین!) کہ دو ہمارے بھی کئی آدمیوں میں ایسی بیماریاں ہیں کہ نماز پڑھ لی اور کہانیاں شروع کر دیں۔

چلو میں آج تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں آج میری باری کل تمہاری باری۔ ابو رافع کو یہ عادت تھی کہ یاروں دوستوں کو بٹھا کر ان سے کہانیاں سننا اور سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ کس مشکل میں پڑے ہیں کب اٹھ کر جائیں اور میں اس کا سر اتاروں میں اس کو قتل کروں اور واپس جاؤں، کہتے ہیں آدھی رات گزر گئی اس کے یار دوست اُٹھ گئے، مَیں بھی آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتا چڑھتا اس کے کمرے تک پہنچ گیا، میں نے آواز بدل کر اُس کو آواز دی، اُس نے مجھے آگے سے جواب دیا اندھیرا بہت گہرا تھا، میں نے اس کی آواز کا تعین کر کے کہ وہ کہاں ہے تلوار کا وار کیا اس کو یہ وار گہرا نہیں لگا کہ جس سے وہ مر جاتا اس وار کی وجہ سے اس نے چیخ ماری، میں چھپ گیا کہ اس کا کوئی یار دوست آئے گا اس کی مدد کرے گا کہتے ہیں کہ جب کافی ٹائم گزر گیا اور کوئی نہ آیا تو میں نے آواز بدل کر پھر کہا اے سردار ابو رافع کیا ہوا ہے کہ تمہاری چیخ کی آواز سنی؟ اس نے سمجھا کہ کوئی میرا حمایتی آ گیا ہے، اس نے سمجھا کہ میرا ہی کوئی ساتھی ہے، اس نے کہا کہ میرے پیٹ میں تلوار لگی ہے، میں نے آگے بڑھ کر پوری طاقت کے ساتھ تلوار اس کے پیٹ پر ماری اور میں نے تلوار سے اس کا پیٹ ناف تک کاٹ کر رکھ دیا جس سے ابو رافع مر جاتا ہے سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیڑھیوں سے اتر رہا تھا اور چاند کی چودہ تاریخ تھی۔ (تمہیں پتہ ہے ستارہ کوئی کوئی نظر آتا ہے) مجھے محسوس ہوا کہ جیسے زمین آ گئی ہے، لیکن ابھی زمین نہیں آئی تھی سیڑھیاں اندر تھیں، چاند کی روشنائی سے مجھے شک سا ہوا، میں نے قدم

اُٹھایا اور زمین سمجھ کر قدم رکھا لیکن میرے قدم اور زمین کے درمیان ابھی فاصلہ تھا، میں زمین پر گرا جس کی وجہ سے میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، چنانچہ میں نے اپنے سر سے کپڑا اتارا اور میں نے جلدی سے اپنی ٹانگ کو باندھ لیا، پھر میں وہ تالا کھول کر باہر نکلا، میں نے اپنے دوستوں کو آواز دی، میں نے ان کو بتایا کہ میں ابو رافع کو قتل کر آیا ہوں، لیکن دوستو میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے؟ اُن صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھے اٹھالیا اور نبی ﷺ کے پاس لے آئے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عبداللہ ذرا کپڑا اتارنا۔ سیّدنا عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ جو کپڑا میں نے مضبوطی سے باندھا تھا میں نے اتار دیا، نبی ﷺ نے وہ جگہ جہاں سے ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی، میرا وہ کپڑا اُوپر کر دیا اور اپنا ہاتھ میری ٹانگ پر لگایا تو میری پنڈلی کی ہڈی اس طرح جڑ گئی کہ جیسے کبھی ٹوٹی ہی نہیں تھی۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کے ہاتھوں کی برکت ہے، سبحان اللّٰہ! سبحان اللّٰہ!

قرآن کے پروانو! اگر نبی ﷺ کے لبوں کی بات کروں لب بھی برکت والے، اگر ہاتھوں کی بات کروں تو ہاتھ بھی برکت والے قدم قدم پر برکتیں، نفس نفس پر رحمتیں جہاں جہاں سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا وہاں ہے رات آج تک جہاں نظر نہیں پڑی وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں سے گزر گیا۔

میرے آقا علیہ السلام جا رہے ہیں سفر شروع ہے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں اور ساتھ عامر بن فہیرہ ہے اور جنگل بیابان ہے، جنگل کے اندر ایک میرے آقا علیہ السلام اور ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ساتھ ایک غلام عامر بن فہیرہ چلتے چلتے ایک خیمہ آیا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ابوبکر! جی آقا کیا حکم ہے؟ فرمایا اس اماں سے پوچھو ہم مہمان ہیں، ہم راہ گیر ہیں، مسافر ہیں، ہمیں کھانے پینے کی کوئی چیز دے دو ہمیں بھوک لگی ہے۔ اہلحدیثو! تمہیں اہلحدیث ہونا مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی پیر بھی دیا تو کتنی عظمتوں والا کہ جنگل بیابان ہو ساتھی ساتھ ہوں اور نبی بڑھیا سے کھانے پینے کی چیز مانگ رہا ہے۔ آج کا پیر ہوتا تو بکری بھی لے جاتا اور بڑھیا بھی نہ ملتی، ہم روز کہتے ہیں کہ یہ جعلی ہیں، یہ جھوٹے پیر ہیں۔

او نہ نہ نہ اہلحدیثو! تم تو ہو ہی گستاخ ہو، تم تو اولیاء کے بے ادب منکر ہو اور جب اگلے دن اخبار میں خبر چھپتی ہے تو پھر کہتے ہیں کہ اہلحدیث صحیح کہتے تھے۔ او عقل کے اندھو اگر پہلے ہی مان لو تو کیا ہوتا ہے اے اللہ کریم یہ جو پیر تو نے ہمیں عطا کیا ہے ہمیں اس کے لیے ہی رکھنا۔ آمین! ہمیں کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی ہمیں کوئی کھانے پینے کے لیے چیز دو ہم مسافر ہیں کئی دنوں سے نکلے ہیں ہمیں بھوک لگی ہے۔

اس کتاب کو اتارنے والے رب کریم کی قسم ہے اہلحدیثو تڑپ جانا بڑھیا کبھی میرے آقا علیہ السلام کا چہرہ دیکھتی ہے کبھی صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھتی ہے اور ساتھ ہی کہتی ہے افسوس میری قسمت کہ جب سے میں پیدا ہوئی ہوں اتنے حسین چہرے آج تک میری آنکھوں نے دیکھے ہی نہیں (پھر کہو سبحان اللہ یہ بڑھیا کی آنکھیں کس طرح دیکھتی میرے رب نے اتنے حسین بنائے، بولو کوئی نہیں کہتی ہے کہ میں ان راستوں پر قربان جاؤں جن راستوں پر تمہارے قدم لگے ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی ہم تمہیں قربان ہونے سے نہیں روکتے مگر ہمیں بھوک لگی ہے کوئی کھانے پینے کی چیز دو) بڑھیا کہتی ہے اے مہمانو میری بکریاں جو ہیں وہ گھاس کھانے کے لیے گئی ہیں میرا خاوند کھلانے کے لیے گیا ہے وہ شام کو آئے گا اور میں بکریوں کا دودھ دھو کر تمہیں پیٹ بھر بھر کر پلاؤں گی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی ہم دور کے مسافر ہیں ہم نہیں ٹھہر سکتے لمبی منزلیں ہیں لمبی مسافتیں ہیں ہم نے طے کرنی ہیں۔

ماں جی یہ جو بکری گھر میں بندھی ہوئی ہے اس کا دودھ دھو کر پلاؤ وہ کہتی ہے اگر اتنی طاقت والی ہوتی تو دوسری بکریوں کے ساتھ گھاس کھانے کے لیے نہ چلی جاتی۔ یہ تو دودھ نہیں دیتی، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی یہ دودھ نہیں دیتی تو نہ سہی، تم ہمیں اس کا دودھ دوہنے کی اجازت دو؟ بڑھیا کہتی ہے میں چہرے دیکھتی ہوں تو قربان ہونے کو دل چاہتا ہے باتیں سنتی ہوں تو حیران ہوتی ہوں، میں کہتی ہوں دودھ نہیں دیتی اور تم کہتے ہو دوہنے کی اجازت دوں؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی اجازت دو بڑھیا کہتی ہے اے مہمانو! جاؤ دودھ

لو۔ اور فیصل آباد والو میں تو کہا کرتا ہوں کہ شاید بکری بھی اس دن کے انتظار میں تھی کب آمنہ کا لال علیہ السلام آئے گا اور مجھے رنگ لگ جائیں گے، ادھر سے میرے آقا علیہ السلام اُٹھے ادھر سے آواز آتی ہے۔اے بکری خبردار آگے تمہاری نسبت بڑھیا کی طرف تھی آج آمنہ کا لال علیہ السلام آنے لگا ہے کہیں انکار نہ کر دینا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی کوئی برتن پکڑو بڑھیا نے سمجھا کوئی ایک آدھی دھار نکل آئی ہوگی، ایک چھوٹا سا برتن لے کر آئی، وہ بھی دودھ سے بھر گیا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی اور برتن پکڑو، وہ اور برتن لے کر آئی وہ بھی دودھ سے بھر گیا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی اور برتن پکڑو بڑھیا کہتی ہے اے مہمانو اتنے برتن تو میرے گھر میں نہیں، حدیث پاک میں لکھا ہے کہ جتنے بھی گھر میں برتن تھے وہ سب دودھ سے بھر گئے اور بکری کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) عامر بن فہیرہ کو بھی نہیں پلانا اور خود تم نے بھی نہیں پینا بلکہ پہلے بڑھیا کو پلاؤ۔

یہاں کیا ہے یہاں گوشت کی بوٹیاں اپنے لیے اور ہڈیاں مریدوں کے لیے تبرک، نبی ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کیا کرو۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں پہلے خود نہیں پینا، بڑھیا کو پلایا، عامر بن فہیرہ کو پلایا پھر سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا اور بعد میں خود نبی کریم ﷺ نے پیا واہ نبی قربان جاؤں۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کر کے منزل اک جگہ تے پہنچیا نبی حقانی
رستے اُوپر تنبو اندر اوڈھی اک زنانی
اُمِّ معبد اس دا نام بتاون اُوسی مسکین نمانی
گھر وچ بکری بنّی ہوئی لاغر درد رجانی
ہے کج کھاون پیون کارن اور چیز تیرے گھر کائی
کج نہ حاضر صدقے جاواں مائی نے عرض سنائی

آقا علیہ السلام نے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ مولانا رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں۔

اتنا ددھ ہویا جد فضلوں
اتنا ددھ ہویا جد فضلوں او خاطر نبی ربانے
گھر وچ ہے سَن بھانڈے جتنے او ددھ نال بھر گئے سارے

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ماں جی اجازت دو ہم نے جانا ہے اس کتاب کو اتارنے والا رب کریم ضامن ہے۔ بڑھیا منتیں کرتی ہے اے مہمانو! شام تک رہو شام تک رہو میرا خاوند آئے گا اور تمہارے چہروں کی زیارت کرلے گا، مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

پی کر ددھ حبیب ربانا
او ہو گئے اوتھوں راہی
گھر مسکیناں دولت بھریا
ہو گئی بے پرواہی

جہاں میرے آقا علیہ السلام کا آنا جانا ہو وہاں سے کوئی چیز ختم نہیں ہوتی ماشاء اللہ! اور جہاں مولوی صاحب نے چلا جانا ہے وہاں کوئی چیز ملنی ہی نہیں۔ وہاں صفایا ہی صفایا۔ مگر جہاں میرا آقا علیہ السلام چلا جائے۔

پی کر ددھ حبیب ربانا
او ہو گئے اوتھوں راہی
گھر مسکیناں دولت بھریا
ہو گئی بے پرواہی
او چھڈ گئے تنگی فاقے سارے
برکت شاہ ابراراں
سارا ٹبر ددھ پیا پیوے
او لنگ گئے سال اٹھاراں

اٹھارہ سال تک وہ بکری زندہ رہی اور دودھ دیتی رہی۔

شام کو جب ام معبد کا خاوند آیا تو گھر میں خوشبو، خوشبو، رونق، رونق، برکتیں، برکتیں محسوس کرتا ہے، کہتا ہے اے ام معبد (رضی اللہ عنہا) یہ گھر میں دودھ کہاں سے آ گیا ہے کہتی ہے میں کیا بتاؤں ایک شہزادے کے چہرے والا آیا اور رب نے برکتیں کر دیں۔ میں نے تو سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے۔اُم معبد کا خاوند کہتا ہے اے ام معبد جلدی کرو مجھے بتاؤ کہ وہ آنے والے کون سے راہوں پر گئے ہیں کہتی ہے اے میرے خاوند وہ تو یثرب کے راستہ کی طرف گئے ہیں۔ یہ جلدی سے بکریاں باندھتا ہے اور ان کے پیچھے جانے لگتا ہے۔سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور میرے آقا علیہ السلام کے پیچھے اور ساتھ پوچھتا ہے اے ام معبد (رضی اللہ عنہا) مجھے اُن کا چہرہ تو بتاؤ کس طرح کا ہے؟ ام معبد کہتی ہے اے میرے خاوند میں کیا بتاؤں کس طرح کا چہرہ بیان کروں، جب بولتا تھا تب موتی بکھیرتا تھا، اور اس وقت دل کرتا تھا یہ بولتا ہی رہے اور ہم خاموشی سے سنتے ہی رہیں اور ساتھ کہتی ہے اے میرے خاوند جب بولتا تھا تب موتی بکھیرتا تھا، اللہ کی قسم ہے جب خاموش ہوکر بیٹھ جاتا تھا تو اس وقت دل کرتا تھا کہ یہ خاموش ہی بیٹھا رہے اور ہم اسے دیکھتے رہیں سیّدہ اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند بھی پیچھے چل دیا۔ ابھی میرے آقا علیہ السلام یثرب یعنی مدینہ نہیں پہنچے کہ یہ ان سے جاملتا ہے اور چہرہ مبارک دیکھتے ہی پڑھتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

آؤ میں بتاؤں، بخاری شریف کی روایت ہے اور نبی علیہ السلام کا ایک اور یار جس کا نام ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سب کہو رضی اللہ عنہ) ان کو بڑی بھوک لگی ہے کتنے دن ہو گئے کھانے کو کچھ نہیں ملا، (اب تو مسجدِ نبوی سبحان اللہ بڑی وسیع وعریض بن چکی ہے اس وقت کچی سی مسجد تھی) اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازہ کے پاس مٹی میں لیٹے ہیں۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ایک بات تو بتاؤ میں ایک آیت پڑھتا ہوں اس کا ترجمہ اس کا مفہوم تو سمجھاؤ۔ کہتے ہیں کون سی کہتے ہیں۔

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: 7)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے یتیموں مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے بھوکوں کو کھانا کھلانا چاہیے۔ مگر وہ اصل مقصد نہ سمجھ سکے اور اندر چلے گئے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ جو میں پوچھنا چاہتا ہوں وہ تو حل ہی نہیں ہوا چلو خیر، پھر تھوڑی دیر گزری اور سیّدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ آئے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ ذرا بات تو سنیئے! کہا کیا بات ہے؟ کہا ایک آیت کا ترجمہ بتاؤ۔ ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: 7) کہتے ہیں اس کا ترجمہ تو یہ عام سا ہے۔ ترجمہ بتا کر یہ بھی چلے گئے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ تھوڑی دیر گزری اور میرے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے فرمایا ابوہریرہ اُٹھو کیا بات ہے؟ کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں کھڑا تو ہو جاتا ہوں مگر ایک آیت کا ترجمہ فرما دیجیے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ابوہریرہ کون سی آیت ہے؟ وہ کہتے ہیں۔ ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: 7) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رکو مجھے بھی اس کی ضرورت ہے۔ آؤ دونوں مل کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ کوئی سبب بنا دے گا۔ مسجد نبوی میں پہنچ گئے، سبحان اللہ! سبحان اللہ! (یہ بات بتانے کا مقصد کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے مولویوں کو بھی اتنی سی ہدایت دے دے تاکہ وہ بھی اپنے مقتدیوں کا اتنا سا خیال رکھ لیں، انہوں نے تو دیکھنا ہے کہ مسجد میں کہیں نیا بندہ آیا ہے اس کی روٹی مجھے نہ پڑ جائے۔ اے خادم صاحب تم اسے پوچھو کہاں سے آیا ہے۔ مجھے ضروری کام ہے میں وہاں سے ہو کر آتا ہوں) نبی ہو تو اس طرح کا، پیر ہو تو اس طرح کا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کوئی بات نہیں ہم دونوں ایک جیسے مل گئے ہیں، تم بھی یہ ترجمہ پوچھتے ہو اور مجھے بھی اس چیز کی ضرورت ہے۔ تھوڑی دیر گزری ایک صحابی دودھ کا پیالہ لے کر آیا۔ آقا علیہ السلام نے پوچھا یہ دودھ صدقہ کا تو نہیں، صحابی نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں تو یہ تحفہ لے کر آیا ہوں، آلِ رسول پر صدقہ حلال

نہیں۔ (آج پوچھو کالے خاندان سے یہ چھوڑتا ہے بھلا، یہ جو ھذا من فضل ربی جو آ گیا۔) آقا علیہ السلام نے فرمایا اچھا ابوہریرہ اس طرح کرو وہ جو اسی پچاسی اصحابِ صفہ جو مسجد میں رہتے ہیں (کئی جاہل کہتے ہیں کہ مولوی کی دوڑ مسجد تک اللہ تعالیٰ ہی تمہیں ہدایت دے اور میں تمہیں کیا کہوں وہ جس کا پیار مسجد سے ہو گیا بولو اس کا بیڑا پار ہو گیا۔) ان کو بلا کر لاؤ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے پتہ تھا آقا علیہ السلام نے جب شروع کرنا ہے آپ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کرتے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں جلدی سے دائیں طرف جہاں پہلا نمبر آنا تھا میں وہاں بیٹھنے لگا تو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے ابوہریرہ بیٹھنا نہیں یہاں آؤ، جی آقا کیا حکم ہے؟ فرمایا پیالہ پکڑو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا آقا علیہ السلام کو پتہ ہے کہ مجھے اتنے دنوں کی بھوک لگی ہے اور مجھے ہی کہیں گے پیو، آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ وہاں سے شروع ہو جاؤ۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین دودھ پیتے اور میں پیالہ کی طرف دیکھتا کہ ابھی ختم ہوا کہتے ہیں ایک نے، دو نے، تین نے، چار نے پیا، اللہ ذوالجلال کی قسم مجھے یقین ہو گیا کہ اس برتن کو نبی کے ہاتھ لگ گئے ہیں یہ دودھ ختم ہو سکتا ہی نہیں۔ کہتے ہیں اسی پچاسی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دودھ پی لیا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ابوہریرہ اعلان کرو کسی اور کو طلب ہے تو پی لے، کہتے ہیں میں نے اعلان کیا کسی اور کو طلب ہے مگر کوئی نہ بولا آقا علیہ السلام فرماتے ہیں لو ابوہریرہ اب تم پی لو۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اتنی بھوک لگی ہے (یہ جیسے رمضان کا مہینہ آ رہا ہے نہ آگے اللہ سب کو نصیب کرے آمین! آدمی کہتا ہے آج میں اکیلے نے بالٹی پانی کی پی جانی ہے مگر روزے کی برکت اتنی ایک دو گلاس کے بعد کہتا ہے بس میں تو ویسے ہی بھر گیا ہوں۔ سبحان اللہ سبحان اللہ) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا ان سے ختم نہیں ہوا تو میں نے کون سا رہنے دینا ہے۔ کہتے ہیں میں نے کافی زور لگایا مگر دودھ مجھ سے ختم نہ ہوا، میں نے پیالہ چھوڑ دیا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اور پیو، کہتے ہیں میں نے پھر پیا، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اور پیو میں نے

کہا اے اللہ کے رسول اب تو جگہ ہی کوئی نہیں رہ گئی۔ اے مومن آباد والو میرے نبی کا معجزہ دیکھو کہ جس چیز کو نبی کے ہاتھ لگ جائیں وہ چیز بھی برکت والی اور حدیث پاک میں لکھا ہے صدقے جاؤ قربان جاؤ وہ جس جگہ پر اسی پچاسی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا منہ رکھ کر دودھ پیا اور جس جگہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لب رکھ کر دودھ پیا، عین اُسی جگہ پر میرے نبی ﷺ نے اپنے لب مبارک رکھ کر دودھ پیا، سبحان اللہ! ایمان سے بتاؤ اس طرح کا کوئی مل سکتا ہے؟ اُونچا بولو۔ اس طرح کا ڈھونڈنا تو دور کی بات نبی ﷺ کے جوتے کی خاک جیسا بھی کوئی نہیں مل سکتا۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

سو سو واری اَساں ہاں راضی
او کریے شکر ربانا
ساڈی ونڈ محمد آیا او سرور دو جہاناں
تے لوگ گھراں نوں لے کر جاون اُٹھ مجاں تے گائیں
اسی گھراں نو لے کر جایئے حوضِ کوثر دا سائیں
اور لوگاں دی دولت مکدی مکدی اوڑھک نوں مُک جاوے
ساڈی دولت پاک محمد اُو جنت نال لے جاوے

میرے آقا علیہ السلام کے معجزات بہت زیادہ ہیں۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے ایک واقعہ سن لو جنگ خندق کے موقع پر، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ایک پتھر کو توڑتے ہیں اور پتھر ٹوٹتا نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے آ کر شکایت کی اے اللہ کے رسول ﷺ پتھر نہیں ٹوٹتا، میرے آقا علیہ السلام نے کدال پکڑ کر مارا پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا ایک صحابی آ کر کہتا ہے اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے سخت بھوک لگی ہے اور اپنے پیٹ سے قمیص اٹھا کر دکھاتا ہے کہ پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہے۔ (مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ وہ پتھر باندھنے کی وجہ کیا تھی وہ پتھر ٹھنڈے قسم کے تھے، وہ پیٹ کے ساتھ باندھ لیتے تو آدمی کو سکون اور چند گھڑیاں اطمینان مل جاتا۔) آقا علیہ السلام نے جب دیکھا اس نے ایک پتھر باندھا ہے تو میرے آقا علیہ السلام نے اپنی قمیص اُٹھا کر

دکھایا اور فرمایا کہ دیکھو میں نے دو پتھر باندھے ہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ یہ حالات دیکھ کر خاموشی سے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہتے ہیں گھر میں کوئی آٹا ہے؟ بیوی نے بتایا کہ یہ سوا کلو ڈیڑھ کلو آٹا ہے یہ چھوٹا سا بکری کا بچہ ہے، بیوی نے پوچھا کیا بات ہے خیر تو ہے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی یہ کیفیت ہے بیوی کہنے لگی اے میرے خاوند جاؤ جا کر کہو اے اللہ کے رسول ﷺ ایک دو ساتھی ساتھ لیتے آنا اور آج روٹی ہمارے گھر سے کھانا۔ (اللّٰــہ اکبــر !آج کا ہوتا تو کہتا ساتھ والے کو کیا کہنا ہے میں اکیلا کم ہوں، مجھ سے بچے گا تو کوئی اور کھائے گا۔) سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے کان میں آ کر کہتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ ایک دو ساتھی ساتھ لے کر آئیں اور ہمارے گھر میں کھانا کھالیں آقا علیہ السلام نے جب یہ سنا تو ایک اُونچی جگہ کھڑے ہو کر اعلان کر دیا، چودہ پندرہ سو کی جماعت ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے ساتھیو آج تم سب کی جابر کے گھر میں دعوت ہے سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے دعوت بھول گئی، میں اُلٹے قدم گھر آیا اور آ کر کہا اے گھر والی کیا بننے لگا ہے، وہ گھر والی بھی اللہ والی، گھر والی بھی اللہ والی، خاوند کا چہرے کا رنگ دیکھا کہتی ہے کیا ہوا؟ کہا کہ میں نے آقا علیہ السلام کو دو چار بندے کہے تھے، آپ نے چودہ پندرہ سو میں اعلان کر دیا ہے۔ بیوی کہتی ہے اے پیارے جابر رضی اللہ عنہ گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ پیر جانے اور اس کے مرید جانیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جابر رضی اللہ عنہ میری بات سنو گھبراؤ نہیں پریشان نہ ہونا اور جتنی دیر تک میں نہ آؤں اتنی دیر تک روٹیاں نہیں پکانا جتنی دیر تک میں نہ آؤں اتنی دیر تک ہنڈیا چولہے سے نہیں اتارنا، میرے آقا علیہ السلام آئے اور جا کر گوندھے ہوئے آٹے میں لب ڈال دیا (یہ کرنہ سنت پر عمل، پھر بیٹا گھر سے چار پائی ساتھ لے کر جانی ہو گی، عوام کو درست مسائل بتایا کرو۔ ایمان سے بتاؤ جتنا مرضی پیار محبت ہو کوئی برداشت کر سکتا ہے؟ نہیں آج کا پیر تھوکے، مولوی تھوکے، وزیر تھوکے، مشیر تھوکے، چاہے صدر پاکستان ہو، چاہے چیف ایگزیکٹو ہو جو بھی تھوک پھینکے گا، اس کی تھوک سے بیماریاں پھیلیں گی مگر میرا نبی تھوک پھینکے گا تو شفائیں آئیں گی۔) میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے

جابر رضی اللہ عنہ جب تک میں نہ آؤں ہنڈیا چولہے سے نہیں اتارنی، روٹیاں نہیں پکانی۔ اس کتاب کو اتارنے والے کی قسم ہے میرے آقا علیہ السلام آئے اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین قطاریں بنا کر بیٹھ گئے اور میرے آقا علیہ السلام خود سالن تقسیم کرنے لگ گئے، سیّدنا جابر بیان کرتے ہیں وہ چودہ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا لشکر جرار روٹیاں کھا گئے، نہ روٹیاں ختم ہوئیں اور نہ ہی سالن ختم ہوا۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

آ اہلحدیثاں تو سن سجناں جے گلاں سنیاں ای مدنی پیر دیاں
او جدی عمر دی قسم خدا کھاوے
جدیاں انگلیاں چن نوں چیر دیاں
وجا عصا تعجب کس گل دا
پتھراں چوں پانی نت چل دا

جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا جناب ہمیں پانی کی ضرورت ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو بارہ چشمے نکلے۔ وہ نبی کا معجزہ تھا، نہیں، یقین کرو پتھروں میں سے پانی ویسے نکلتا ہی نکلتا ہے۔ پہاڑی علاقوں میں جا کر دیکھ لو پتھر سے پانی نکلنا کوئی اتنی عجیب بات نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بیان کرتے ہیں ایک موقعہ پر ہم نے نبی ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ پانی ختم ہوگیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ پانی لے کر آؤ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم ایک لوٹے میں پانی لے کر آئے میرے آقا علیہ السلام نے اپنا ہاتھ لوٹے (پیالہ) میں ڈبو دیا اور پانچ انگلیوں سے پانچ نہریں جاری ہوگئیں۔

او وجا عصا تعجب کس گل دا
پتھراں چوں پانی نت چل دا
پنجاں انگلیاں چوں نکلیاں پنج نہراں
اے انگلاں نے میرے پیر دیاں
اک ٹیلہ سوا سیر دانے سی

بارہ چودہ سو فوجیاں نے کھانے سی
تُھکیا ہانڈی کنالی دے وچ سوہنے
پکھاں نکلیاں سارے لشکیر دیاں
آ اہلحدیثاں تو سُن سجناں
جے گلاں سنیاں ای مدنی پیر دیاں
او جدی عمر دی قسم خدا کھاوے
جدیاں انگلیاں چن نوں چیر دیاں

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وقت ہو چکا ہے وقت ختم ہوسکتا ہے مگر عنوان ختم نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یتیم مکہ

﴿اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی﴾ (الضحیٰ: 6)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے ایک آیت میں نے تلاوت کی ہے اس مقام عظیم الشان کو میرے اور آپ کے خالق و مالک نے امام الانبیاء، حبیب خدا، محبوب کبریا، خیرلوریٰ، سدرالعلی، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر مکہ معظّمہ میں نازل فرمایا ماہِ ربیع الاول جس کا آج آپ دوسرا خطبہ جمعہ سننے کے لیے تشریف لائے ہیں۔

گذشتہ خطبہ جمعہ کے اندر جد الانبیاء جناب ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام کی دُعاؤں کا تذکرہ آپ لوگوں نے سنا آج کے خطبہ جمعہ کے اندر آمنہ کے لال علیہ السلام کی ولادت اور آپ ﷺ کے بچپن کے دور پر کچھ عرض کروں گا۔ بالترتیب اِن شاء اللہ آئندہ خطبات جمعہ کے اندر بھی آپ ﷺ کی زندگی کے سیرت کے مختلف پہلوؤں پر کچھ نہ کچھ بیان کروں گا، اللہ تعالیٰ کے حضور میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق سچ بیان کر کے اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دو باتوں کا خیال ضرور رکھا کرو بار بار مجھے یاد نہ کروانا پڑے کہ اللہ تعالیٰ کا قرآن سن کر پیار محبت کے ساتھ سبحان اللّٰہ ضرور کہا کرو اور خطبہ کے اندر بار بار نام پاک آئے گا محمد ﷺ۔ وہ شخص لعنتی ہے جو آمنہ کے لال کا نام سنتا ہے اور درود نہیں پڑھتا، اللہ تعالیٰ ان سب کو رحمتی بنا، لعنتی نہ بنا، پروانو! ہمارے پاس باتیں ہی دو ہیں یا اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے یا صاحب قرآن کا فرمان۔ قرآن سن کر سبحان اللّٰہ کہا کرو اور آقا علیہ السلام کا نام پاک سن کر ﷺ کہا کرو۔ ربیع الاول دو لفظ ہیں ربیع لفظ الگ ہے، اول لفظ الگ ہے، یہ دو الفاظ کا

مجموعہ ہے۔ ربیع کے معنی موسم بہار اول کا معنی پہلا، جب بھی خزاں ہوتو خزاں کے بعد بہار کا موسم آتا ہے، باغات کے اندر کلیاں کھلتی ہیں طرح طرح کے پودے اُگتے ہیں نئی نئی انگوریاں پیدا ہوتی ہیں جب بھی خزاں آئے تو خزاں کے آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد بہار آئے گی۔ وہ مکہ کا دور کہ جب بچیوں کو زندہ درگور کیا جاتا چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل وغارت شروع ہو جاتی فساد، خون ریزی کا آغاز ہو جاتا خاندان کے خاندان تباہ و برباد ہو جاتے۔ خون کی ندیاں بہا دی جاتیں زمینوں پر قبضے کر لیے جاتے یتیموں کا حق چھین لیا جاتا۔ مسکینوں پر ظلم وستم کیا جاتا۔ کوئی قانون نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں کوئی سمجھانے والا نہیں۔

پھر ایک ایسا وقت آیا کہ ایک آنے والا اس دنیا پر آیا جس نے زندہ درگور ہو جانی والی صنف نازک کو امن وسلامتی کا پیغام دیا، یتیموں اور مسکینوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا بھائی کو بھائی کے حقوق بتائے خاوند کو بیوی کے حقوق بتائے اولاد کو والدین اور والدین کو اولاد کے حقوق بتائے ہمسایہ کو ہمسایہ کے حقوق سے آگاہ کیا۔ زندگی گزارنے کا طریقہ سلیقہ سکھلا دیا جو جہنم کو جاتے تھے اُن کو جنت کی راہ پر چلا دیا، بیٹیوں کے قاتلوں کو اُن کا محافظ بنا دیا، چوروں کو پہرے دار بنا دیا، جان کے دشمنوں کو جان و مال کا محافظ بنا دیا۔ یہ کون آیا؟ اس کا نام ہے محمد ﷺ اللہ یہ تمہارا نبی آیا ہے۔ اللہ نبی تو بے شمار آئے ہیں، اے میرے رب یہ لوگ پوچھتے ہیں اس نبی کی کوئی خاص صفات ہیں کوئی علیحدہ خوبیاں ہیں؟

فرمایا تم نہیں جانتے یہ میرا نبی تمام انبیاء کے کمال اور تمام انبیاء کی خوبیاں لے کر آیا ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ اور جس طرح کا یہ آیا ہے اس طرح کا اس سے پہلے کوئی دنیا پر آیا ہی نہیں، نہ اس سے قبل آیا ہے اور نہ قیامت کی دیواروں تک آئے گا۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ قرآن کے پروانو! قرآن اور اپنے پیر کی عظمت سن کر اپنا ایمان تازہ کرلو۔

آواز آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَالضُّحٰى ٥ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ٥ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ٥ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ٥ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٥ اَلَمْ يَجِدْكَ

یَتِیْمًا فَاٰوٰی o﴾ (الضحیٰ: 1تا7)

''اے میرے محبوب ہم نے تمہیں دُرِ یتیم پیدا کر دیا ہے۔ پروانو سنو ذرا بات سن لیا کرو۔ یہ کائنات کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ کے آنے سے پہلے میرے نبی علیہ السلام کا باپ عبداللہ دنیا سے جاچکا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے مگر کس طرح آئے کیا عظمت لے کر آئے اور کن خوبیوں کا مجموعہ بن کر آئے ذرا نوٹ کرلو۔ میرے آقا علیہ السلام دنیا پر میں تشریف لائے تو اس وقت عرب کی آب وہوا کا مسئلہ تھا جس وجہ سے وہاں کے بچے بیمار ہو جاتے تھے۔ میں نے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جس سال جناب محمد ﷺ پیدا ہوئے (سارے بولو جب میرے آقا پیدا ہوئے) اس سال باہر کے علاقوں میں سے اس مکہ کے اندر کم از کم تین سو کے قریب دائیاں آتی ہیں، اس کتاب کے اُتارنے والے کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اور فیصل آباد والے اہلحدیث کی زبانی نوٹ کر لے ذرا اہلحدیث کی زبانی یہ پیغام سن لے ذرا آمنہ کے لال کی عظمت سن لے، ذرا اپنے دل ودماغ کی تختیوں پر منقش کر کے لے جا۔ تین سو کی تعداد میں دائیاں آئی لیکن ربِ کعبہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ ایک دائی جس کا نام ہے حلیمہ رضی اللہ عنہا اس کے علاوہ کسی اور دائی کا نام کسی اور کو آتا نہیں، اللہ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا جو میرے نبی کے دروازہ سے خالی چلی گئیں، میں نے ان کا نام ونشان مٹا دیا اور جس کا تعلق میرے نبی سے جڑ گیا تو اُس کو میں نے قیامت تک چمکا دیا۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

جو لڑ لگیاں سو تر گئیاں
او پار سلامت گئیاں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی ﷺ کی ہمراہی نصیب فرمائے۔

تے جس نے نافرمانی کیتی
او کم کیتے من مانی
او کد پار سلامت گئیاں

ایک دائی آئی، وہ نبی علیہ السلام کے در سے خالی واپس چلی گئی، کیوں اس کی وجہ کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ دنیا سے رخصت ہو چکا ہے اور جس کا باپ دنیا پر نہ ہو اس گھر سے ہمیں کیا مال ملنا ہے کیا مزدوری ملنی ہے؟ اس لیے اس کو رہنے دو ہم کسی امیر گھرانے کا لڑکا لے کر چلی جاتی ہیں۔ باری باری سب آئیں مگر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم سمجھ کر چھوڑ کر چلی گئیں اور بات سن لو ذرا پروانو قرآن والو! جب یہ آ رہی تھیں تو راستہ کے اندر اسی دائی حلیمہ کی سواری سب سے پیچھے رہ جاتی تھی، کیونکہ اس کی سواری بہت کمزور ہے، بڑی لاغر ہے، یہ اتنا سفر طے نہیں کر سکتی، کبھی چلتی، کبھی رک جاتی، کبھی آرام کرتی اور پھر چلنے لگتی۔ اور جو دوسری دائیاں ہیں وہ مذاق کرتی، باتیں کرتیں کہ اے حلیمہ اگر تمہاری سواری اس قابل نہیں تھی تو ہمارے ساتھ کیوں آئی ہو تم نے ہمیں پریشان کر دیا ہے۔ نہ ہم جا سکتی ہیں اور نہ ہم رہ سکتی ہیں، اس طرح کر جلدی جلدی ہمارے ساتھ چل، یہ پہلے پہنچتی ہیں اور امیر گھرانے کے بچوں کو وصول کر لیتی ہیں۔ سارے مکہ میں صرف ایک بچہ باقی بچا ہے جس کا نام ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، قرآن کے پروانو! جب میرے آقا علیہ السلام دنیا پر آئے تو اس وقت قیصر و کسریٰ کے محلات پر کپکپی طاری ہو گئی اُن پر زلزلہ برپا ہو گیا۔

وہ چودہ کنگن کھو گئے آواز آ رہی ہے وہ ایک والا آ گیا ہے کیا مطلب وہ جو کوہِ صفا پر چڑھ کر اعلان کرے گا "لا الہ الا اللہ" ایک رب کی دعوت دینے والا آ گیا، کفر و شرک کو مٹانے والا آ گیا، ایک رب کی دعوت دینے والا آ گیا، توحید کا پیغام پہنچانے والا آ گیا۔ قرآن کے پروانو! عرب کا دستور تھا عرب کا رواج یہ تھا کہ وہ لوگ دعوت کرتے جس طرح ہم بچوں کا (عقیقہ) کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان نام سردار عبدالمطلب ہے انہوں نے دعوت کی، سرداروں کو بلوایا ایک آیا، دوسرا آیا، تیسرا آیا، چوتھا، پانچواں آیا، دسترخوان لگا ہے اور آنے والے بیٹھتے جاتے ہیں، ایک آہستہ سے دوسرے سے پوچھتا ہے وہ عبداللہ کا لختِ جگر سردار عبدالمطلب کا (پوتا) جو دنیا میں آیا ہے اس کا نام کیا رکھا گیا ہے؟ اور ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا گیا ہے، ایک

دوسرے کے چہرے کی طرف دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نام اس سے پہلے سنا نہیں اس سے پہلے کسی نے رکھا نہیں ہے اس سے پہلے یہ نام ہمارے سامنے آیا نہیں ہے۔ مولانا سعید اُلفت رحمہ اللہ اللہ اُن کی قبر منور فرمائے وہ اپنی زبان میں بڑی پیاری بات کر گئے بڑی پیاری سن کر تڑپ جانا وہ فرماتے ہیں۔

محمد (ﷺ) توں پہلے زمین و آسمان وچ
کسے ماں دے پتر دے حصے نہ آیا
جیہڑا شان میرے محمد نے پایا
میں دساں کسے دی سمجھ کیوں نہ آیا

ایسے نہ کہا کرو کہ اہلحدیث نبی ﷺ کو بڑے بھائی جیسا سمجھتے ہیں، آؤ ذرا سن لو

اے ناں کسے کیوں نہ رکھیا رکھایا
اجے شکم مادر چ ہیں سن پیغمبر
اوستیا ہویاں کئی دفعہ خواب دے اندر

بی بی آمنہ نوں بتایا گیا سی او قدرت توں اے سبق پڑھایا گیا سی:

تیرے بیٹے جیسا کروڑیں نہ لکھیں
توں نام اُس دا سوہنا محمد ہی رکھیں
جدوں سوہناں دنیا تے آیا
اے ناں سب تو پہلے سرور نے پایا

وہ سردار آئے اور کہتے کیا ہیں

عبداللہ دی بن کے نشانی جو آیا
او کی نام لڑکے دا رکھیا رکھایا
دادے نے سُنیا تے اگوں سنایا
میں لڑکے دا نام محمد (ﷺ) رکھایا

بات سن لو

محمد (ﷺ) جا سُنیا تے پے گئے پکارے
محمد (ﷺ) دے دادے نوں کہندے نے سارے
اے ساڈے نزدیک اوکھا جیا اے
اے نام محمد (ﷺ) انوکھا جیا اے

سردار عبدالمطلب نے یہ بات سنی کہنے لگے ہم نے پہلے یہ نام سُنا نہیں ہے کہنے لگے کہ بڑا عجیب وغریب نام ہے؟

دادے جاں سنیا تے اندر سدھائے
آقا نوں گودی اُٹھا کے لیائے

جب لے کر آئے تو کیا کہا:

او سردارو ذرا اکھاں تے چکو
میرے سوہنے بچڑے دا مکھڑا تے تکو
اوجنوں تک تک کے نئیں رجدیاں اکھاں

واہ بھئی اہلحدیثو، ٹھنڈے اہلحدیثو، لوگ تو آج کل کے پیروں کی باتیں سن کر ناچنے لگتے ہیں اور تم کائنات کے پیر کی عظمت سن کر بھی نہیں لہلہائے اس مجمع میں بہار نہیں آئی سردار صاحب کہتے ہیں

او سردارو اکھاں تے چکو
میرے سوہنے بچڑے دا مکھڑا تے تکو
او جنوں تک تک کے نئیں رجدیاں اکھاں

آ سن لے ذرا اہلحدیث کا پیر کون ہے، میرا رہبر، میرا رہنما، میرا مقتدیٰ، میرا پیشوا کون ہے۔ میرا ہادی کون ہے، میں کس کی دعوت دیتا ہوں میں کس کی طرف تمہیں بلاتا ہوں؟

اوجنوں تک تک کے نئیں رجدیاں اکھاں

میں نام اُس دا کیوں نہ پھر محمد (ﷺ) ہی رکھاں

کہتے ہیں اگر میں اس کا یہ نام نہ رکھوں تو پھر کیا رکھوں؟ پروانو اب بھی نہیں سمجھے تو بات سن لو کسی کے گھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے باپ کو محلے کا کوئی کونسلر آ کر مبارکباد دیتا ہے، کہیں کوئی چودھری آ کر مبارکباد دیتا ہے، کہیں آ کر کوئی مبارکباد دیتا ہے کہیں آ کر تایا مبارکباد دیتا ہے کہیں دادا آ کر مبارکباد دیتا ہے، کہیں بھائی آ کر مبارکباد دیتا ہے کہیں شریک آ کر مبارکباد دیتا ہے، کہیں یار آ کر مبارک باد دیتا ہے مگر میرے اللہ یہاں کیا بنے گا؟ میرے آقا علیہ السلام کا تو باپ دنیا سے رخصت ہو چکا ہے، یہاں کون مبارکباد دے گا؟

آواز آتی ہے اے آمنہ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آج رشتہ دار نہ آئیں شریک نہ آئیں سردار نہ آئیں مکہ والے نہ آئیں آج تمہارے دروازہ پر آ کر آسمانوں کے نوری فرشتے مبارکباد دیں گے یہ میرے آقا علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے ہیں اور آسمان کے فرشتے آ کر مبارکباد دے رہے ہیں، میرے آقا علیہ السلام نے دنیا میں آنکھیں کھولی ہیں اور میرے رب فرماتے ہیں۔

﴿اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى٥﴾ (الضحیٰ: 6)

یہ میرا پیارا دنیا پر آیا ہے، یہ میرا محبوب دنیا میں آیا ہے۔ قرآن کے پروانو ذرا بات سن لو، میں تو کہا کرتا ہوں جب بچہ چلنے دوڑنے لگتا ہے تو باپ اپنے بچے کو انگلی سے لگا کر کبھی بازار لے جاتا ہے کبھی گلی میں لے جاتا ہے کبھی محلے میں لے جاتا ہے اے میرے اللہ یہ جو بچہ دنیا میں آیا ہے نہ اس کا باپ موجود ہے، نہ اس کا کوئی بھائی ہے؟ آواز آتی ہے اے آمنہ گھبرانے کی ضرورت نہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں اگر تیرے بچے کا سیر کرنے کو دل کرے گا تو میں اس کو آسمانوں پر بلا کر جنت کی سیر کرا دوں گا، اگر تیرے بچے کا کھیلنے کو دل کرے گا، لوگوں کے بچے تو دنیا میں بنی ہوئی چیزوں کے کھلونوں سے کھیلتے ہیں لیکن میں تمہارے بچے کے لیے آسمان کا چاند کھلونا بنا دوں گا یہ انگلی کا اشارہ کرے گا تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا یہ میرے آقا علیہ السلام دنیا میں آئے

ہیں مولانا فرماتے ہیں۔

کون آیا اج دنیا اندر ہویاں گلی گلی روشنائیاں

پچھلے جمعہ سنا تھا، ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (البقرہ:129)

کون آیا ہے اج دنیا اندر ہویاں گلی گلی روشنائیاں
ابراہیم گلشن اندر عجب بہاراں آیاں
تے جس نوں حاصل کرن دی خاطر پیاں مکے وچ دہائیاں
اعظم لال حلیمہ لے گئی ہتھ ملدیاں رہ گئیاں دائیاں

نبی علیہ السلام بچپن میں بھی برکتوں، عظمتوں اور بڑی شان وشوکت والے ہیں۔قرآن کے پروانو ذرا بات سن لو اور لہلہا جانا، اپنے پیر کی عظمت سننا اور تڑپ جانا، دیکھو ذرا بات سن لو، میرے آقا پیدا ہوئے، کہو میرے آقا علیہ السلام پیدا ہوئے رب کا نور بھی پیدا ہوتا ہے ہاں بولو کیا رب کا نور بھی پیدا ہوتا ہے؟

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝﴾ (الاخلاص: 1تا4)

یہ کبھی پڑھ لیا کرو نا، اگر تمہیں ٹائم ملے تو اس کا ترجمہ بھی پڑھ لیا کرو اور۔

میرے آقا علیہ السلام بولو پیدا ہوئے ہیں دائی حلیمہ آئی حلیمہ کہنے لگی اے بی بی آمنہ (رضی اللہ عنہا) میری عمر گزر چکی ہے میں نے آج تک اپنی آنکھوں سے اتنا حسین لڑکا دیکھا ہی نہیں ہے۔ حسین کتنے سبحان اللہ حلیمہ کہتی ہے میں نے اتنا حسین لڑکا دیکھا ہی نہیں۔ بی بی حلیمہ اور بی بی آمنہ باتیں کر رہی ہیں۔ جبرائیل مبارکباد دینے کے لیے آیا ہے اور کہتا ہے اے عورتوں تم تو کہتی ہو کہ ہم نے دیکھا ہی نہیں تم نے زیادہ سے زیادہ عرب دیکھا ہوگا تم نے کہاں سے دیکھ لیا ہوگا۔ میں مشرق اور مغرب بھی شمال اور جنوب بھی میں تو ساری دنیا کا چکر

لگا کر آیا ہوں میرے رب نے اس جیسا کوئی دوسرا بنایا ہی نہیں ہے۔

ایمان کے ساتھ جواب دینا اس کتاب کے اتارنے والے رب کا واسطہ دے کر جواب لینا چاہتا ہوں جب اس نبی جیسا کوئی ہے ہی نہیں کہو اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں جس کا ایمان ہے وہ پیار اور محبت کے ساتھ بول کر کہے کہ جب کوئی دوسرا ہے ہی نہیں تو پھر وہ بدقسمت ہی ہو گا جو اس نبی کو چھوڑ کر غیروں کی طرف دیکھتا ہے ہماری محبت پتہ کیا ہے۔ آ ؤ بتاؤں۔

اوروں سے کہا تم نے اوروں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا
او تیرا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے
عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے

آ سُن لے ذرا ہم سے بھی سن لے ہم کہتے ہیں ہماری محبّت کا معیار یہ ہے ہم کہتے ہیں نبی پاس بھی نہیں اور ہم کسی اور کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ تم پاس بھی بٹھاتے ہو اور دوسروں کو بھی دیکھتے ہو، پاس بھی بٹھاتے ہو، باتیں کسی اور کی بھی مانتے ہو پاس بٹھاتے بھی ہو اور ترجیح غیروں کو دیتے ہو؟ بولو اس طرح کی محبت اعتبار والی ہوتی ہی نہیں، بولو اس طرح کا پیار اعتماد والا نہیں ہوتا، اس طرح کے پیار پر تو کوئی بھی اعتماد نہیں کرتا ہے۔ اس طرح کے پیار پر تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا، اے اللہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کے ساتھ حق سچ والا پیار نصیب فرما آمین! سبحان اللہ سبحان۔

باتیں ہو رہی ہیں حلیمہ اس طرح کا بچہ میں نے نہیں دیکھا حلیمہ کہتی ہے میں نے بھی نہیں دیکھا، اچھا میں اپنے خاوند سے صلاح مشورہ کرتی ہوں، اگر میرے خاوند نے اجازت دے دی تو میں اس کو لے جاؤں گی۔ خاوند کے ساتھ صلاح مشورہ کیا، خاوند کہتا ہے اے حلیمہ اس طرح کر وہ بچہ ہی لے آ، ہوسکتا ہے ربّ کریم اس کی وجہ سے ہمارے گھر میں برکت فرما دے۔ میں آج ایک سیرت کی کتاب پڑھ رہا تھا اس میں لکھا ہے سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میرے گھر میں آمنہ کا لال نہیں آیا تھا، تو ان کے آنے سے پہلے

میرے گھر میں جو بکریاں تھیں اُن کے (تھنوں) میں دودھ بھی نہیں تھا، میرے گھر میں ایک وقت کا کھانا بھی نہیں تھا، وہ فرماتی ہیں یہاں تک کہ میری اپنی چھاتی میں بچے کو پلانے کے لیے دودھ بھی نہیں تھا۔

اب دیکھنا ذرا جب لے کر آئے تو کیا ہوا؟ جب میرے آقا علیہ السلام کو دائی حلیمہ لے کر چلی، آگے خاوند بیٹھا ہے پیچھے دائی حلیمہ بیٹھی ہے او درمیان میں انہوں نے میرے آقا جناب محمد ﷺ کو بٹھایا۔ دیکھنا ذرا آگے خاوند پیچھے بیوی اور درمیان میں میرے آقا اور سواری چلتی نہیں، دل میں کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے سے بھی گئی، پہلے تو تھوڑا بہت چلتی تھی مگر اب چلنے سے بھی رہ گئی ہے اب واپس کیسے جائیں گے۔ سیّدہ حلیمہ کا خاوند کہتا ہے اے حلیمہ میری ایک بات سن لے! جو بچہ ہے لے کر آ اس کو میں اپنی گود میں بٹھاؤں سبحان اللہ سبحان اللہ! پروانو! جب سیّدہ حلیمہ نے میرے آقا علیہ السلام کو اپنے خاوند کی جھولی میں بٹھایا وہ سواری جو آتے وقت سب بھی پیچھے ہے مگر اب جاتے ہوئے سب سے آگے دوڑی جارہی ہے۔

ایسے ہی کہتے ہو ان کو شان نہیں آتی ہم بیان کرتے رہتے ہیں ساری رات کانفرنس کرتے ہیں آقا علیہ السلام کی عظمت بیان کرتے رہتے ہیں۔

مولوی کہتا ہے لوگو مانا نہیں دِکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔ اس سے کوئی پوچھے اس کے پاس ایسا کون سا تھرمامیٹر ہے جس سے یہ دل کے راز جان لیتا ہے یہ اوپر سے بیان کرتے ہیں یا اندر سے بیان کرتے ہیں۔

اے کون آیا جدے آیاں بہاراں مسکرا پیاں
کھلے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں
بڑی کمزور سی ڈاچی سواری پیر مدنی دی
حلیمہ نے جدوں پھڑیاں مہاراں مسکرا پیاں
جناں راواں تو لنگ گئی سواری پیر مدنی دی
او راواں بن گئیاں جنت فضاواں مسکرا پیاں

کھڑے سن منتظر سارے نبی مسجد اقصیٰ دے وچ
امام الانبیاء آئے قطاراں مسکرا پیاں

یہاں کیا ہے نبی بھی پاس ہے اور گیا گزرا مولوی جائے نماز پر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں تو ابراہیم علیہ السلام نبی بھی نہیں کھڑے ہوتے وہاں تو نبی یعقوب علیہ السلام بھی نہیں کھڑے ہوتے وہاں تو نبی یوسف علیہ السلام بھی کھڑے نہیں ہوتے! ہاں بات سنو! اس طرح کر کے جبرائیل علیہ السلام آئے ہاتھ پکڑ کر جائے نماز پر کھڑا کر دیا اور کہہ دیا کہ جہاں آپ ہوں وہاں کوئی اور امام ہو ہی نہیں سکتا۔

جتھے توں ہوویں اوتھے اے ہو ہی نئی سکدا
مصلےٰ تے کوئی کھلو ہی نئی سکدا

میرے آقا علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر جائے نماز پر کھڑا کر دیا یہ کون آیا ہے دنیا میں، سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی سواری چلی ایک سے آگے گزری دوسری سے گزری تیسری کو کراس کیا یہ جا رہی ہے وہ جو عورتیں آتے ہوئے باتیں کر رہی تھیں اب آوازیں دے رہی ہیں۔ اے حلیمہ سعدیہ ذرا رک جا اے حلیمہ ذرا رک جا بات کیا ہے یہ سواری بدل لی ہے، کیا مکہ سے سواری بدل لائی ہو؟ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں کہ میں نے سواری نہیں بدلی سوار بدل لیا ہے۔ جس سواری پر آمنہ کا لال سوار ہو جائے وہ سواری سب سے آگے نکل جاتی ہے اور جس صدیق کے کندھوں پر سوار ہو جائے وہ پیچھے رہ جائے؟ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین! ایسے ہی نہ شک کیا کرو نبی کے صحابہ پر (تبرا بازی) نہ کیا کرو۔

ہاں سن لے ذرا میرے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بٹھایا سواری چلتی جا رہی ہے گزرتی جا رہی ہے اور وہ دائیاں کہتی ہیں!

سانوں دس نی حلیمہ ڈاچی کیوں نئی رُکدی
او جیویں روکدی ایں اوویں جاندی پیر چکدی
او کیہڑے ہادی نوں مہاراں تو پھڑائی جانی ایں

کیوں اپنی تیز ڈاچی نو دوڑائی جانی ایں
کیہڑی چیز جیڑی ساڈے تو لکائی جانی ایں

کہتی بھلا کیا ہیں۔

ذرا ٹھہر جا نی مکھڑا وکھائی جائیں نی

بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا وہ جو باتیں کرتی تھیں اور میرے آقا کے در سے نامراد اور رنا کام لوٹنے والی یتیم سمجھ کر چھوڑ کر واپس آنے والی دائیوں کا سیّدہ حلیمہ نے جواب دیا، اُن کا منہ توڑ کر رکھ دیا اور قیامت تک لکھ دیا گیا، سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا جواب دیتی ہیں۔

نی جندی کوئی نہ مثال بے مثال لبیا
مینوں آمنہ دی گودی وچوں لال لبھیا

سبحان اللہ سبحان اللہ! اے اللہ ہم سب کو اسی نبی کا مرید رکھنا آمین!

کئی لوگ پوچھتے ہیں مولوی صاحب کس کے بیعت ہو، کس کے مرید ہو؟ کس سرکار کے مرید ہو؟ میں کہتا ہوں کہ ہماری سرکار ایک ہی ہے ایک ہی ہے ہمارا دربار مکہ میں اور ہماری سرکار مدینہ میں۔ ہمارا دربار بھی ایک اور ہماری سرکار بھی ایک، ہم در در کی خاک نہیں پھانکتے۔ ہاں بات سن لے ذرا سیّدہ حلیمہ جواب دیتی ہیں۔

او جندی کوئی نہ مثال بے مثال لبھیا
مینوں آمنہ دی گودی وچوں لال لبھیا

آج کا پیغام گلی گلی پہنچا دو نگری نگری پہنچادو تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اہلحدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کرتے ہیں۔

میں چاہتا ہوں تمہاری آواز بھی ٹیپ ریکارڈ میں ریکارڈ ہو جائے۔ گلی محلوں میں پہنچ جائے۔

او جندی کوئی نہ مثال بے مثال لبھیا
مینوں آمنہ دی گودی وچوں لال لبھیا

اوسے لال نوں میں سینے نال لائی جانی آں
تایوں اپنی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں

ساتھ ہی سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

نی تسی چھڈ آئیاں جنوں یتیم جان کے
میں تے چُم لیا دِلاں دا حکیم جان کے
ہادی جگاں دا میں ڈاچی تے بٹھائی جانی آں
تایوں اپنی تیز ڈاچی نوں دوڑائی جانی آں

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میں اپنے گھر کے دروازہ پر قدم رکھتی ہوں، اپنے گھر کی دہلیز پار کرتی ہوں اللہ ذوالجلال کی قسم مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میرے گھر میں برکتوں خوشیوں رونقوں اور خوشبوؤں نے ڈیرے ڈال دیئے ہیں میری چھاتی میں دودھ آگیا، بکریوں کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے۔ میرے گھر میں رونقیں ہی رونقیں لگ گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور بھائی جس کا نام عبداللہ تھا۔ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا اُس کو بھی دودھ پلاتیں تھیں۔

آقا علیہ السلام کو دائیں طرف سے اور عبد اللہ کو بائیں طرف سے دودھ پلاتیں، سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک دن میں بھول گئی میں نے اپنے بیٹے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھول کر دودھ پلانے کے لیے بائیں طرف لٹادیا، میں نے دودھ پلانے کی کوشش کی۔ میں نے دودھ پلانے کے لیے آپ کا منہ قریب کیا تو آپ نے منہ موڑ لیا۔ اللہ کریم یہ لوگ کہتے ہیں اس میں راز کیا ہے؟ آواز آتی ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

کہ میرے نبی کے پیدا ہونے سے لے کر فوت ہونے تک اس کا ایک ایک عمل لوگوں کے لیے نمونہ بن جانا ہے۔

میں نے بتانا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں بھی اپنے بھائی کا حق نہیں کھاتے تھے، کیا

ہم نے کبھی چھوڑا ؟ہم نے کبھی معاف کیا؟ ہم کہتے ہیں چلو مولوی صاحب آدھا حصہ آپ کو بھی مل جائے گا کوئی ایک حدیث ہی ڈھونڈ دو مولوی صاحب کوئی ڈھونڈ و کوئی ضعیف ہی ڈھونڈ دو تا کہ میں اپنے بھائی کا حق مار سکوں۔ استغفر اللہ۔

بابا جی سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ۔شکاری شکار کھیلنے گئے ایک مولوی بھی ساتھ چلا گیا اور جال لگایا تو جال میں فاختہ چیل سے کہتی ہے تو کیوں روتی ہے؟ وہ کہتی ہے تم کیوں روتی ہو وہ کہتی ہے چھوڑ و میری بات تم بتاؤ تم کیوں روتی ہو چیل کہتی ہے پہلے تم بتاؤ۔ وہ کہتی ہے میں تو اس لیے روتی ہوں کہ میں حلال ہوں میں نے تو رونا ہی رونا ہے۔ ابھی انہوں نے مجھے ذبح کر لینا ہے تم بتاؤ تم کیوں روتی ہو۔چیل کہتی ہے میں روتی ہوں ایک مولوی آیا ہے اُس نے میرے لیے بھی کوئی دلیل ڈھونڈ لینی ہے۔ یہ کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی دلیل تلاش کر لے گا۔

میرے بھائی کسی کا حق نہ کھایا کرو۔ نبی ﷺ نے منہ پھیرا اور بتا دیا کہ میں اپنے بھائی کا حق نہیں کھانا چاہتا۔ رسول اکرم ﷺ کی دودھ کی بہن جس کا نام ہے شیما رضی اللہ عنہا۔ اے نوجوانو! ان بہنوں سے دعائیں کروایا کرو۔ بیٹیوں والو ان بیٹیوں سے دعائیں کروایا کرو۔اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں۔ منبر رسول ﷺ پر بیٹھا ہوں میرا یقین اور ایمان ہے کہ رب کریم ان بیٹیوں کے اُٹھے ہاتھ کبھی خالی نہیں موڑتا کہو گے دلیل؟ آؤ میں تمہیں دلیل دوں۔ نبی ﷺ کی چھوٹی سی عمر ہے اور آپ ﷺ کی دودھ کی بہن شیما، سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی آپ کو اس طرح اپنے ہاتھوں پر اُٹھا لیتی اور سارا دن آپ کے ساتھ کھیلتی رہتی اور دعائیں کیا کرتی تھی۔

((یَا رَبِّ اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا ﷺ .))

”اے میرے اللہ میرے بھائی کو کائنات کا پیر بنا دے۔ اللہ کریم اس کی زندگی لمبی فرما۔ اللہ کریم اس کے دشمنوں کو برباد کر دے۔ اللہ کریم میرے بھائی کو کائنات کا سردار بنا دے۔“

اس کتاب کو اتارنے والا رب کریم گواہ ہے جب پچاس پچپن سال گزر گئے اور جنگ حنین میں جب سیّدہ شیما رضی اللہ عنہا قیدی بن کر آئیں اور بہن نے جو بچپن میں وہ دُعائیں کیں آج بہن نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں رب کریم نے سب قبول کر لی ہیں۔

ایک دن میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اماں جی یہ میری بہن شیما کہاں جاتی ہے؟ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں اے میرے بیٹے یہ تیری بہن بکریاں چرانے کے لیے جاتی ہے! کہا آج کے بعد میں نے بھی جانا ہے، مجھے اجازت دو؟ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں بیٹا تم نے ساتھ جا کر کیا کرنا ہے تم نہ جاؤ تھکاوٹ ہو جائے گی، فرمایا نہیں میں نے جانا ہے۔ اجازت مل گئی تو میرے آقا علیہ السلام بکریاں چرانے کے لیے ساتھ چلے گئے۔

جاؤ سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لو کہ سیّدہ شیما بیان کرتی ہیں کہ جب شام کو ہم بہن بھائی واپس آئے تو ماں نے پوچھا اے بیٹی آج تمہارا بھائی گیا تھا کوئی بات سناؤ کیا کرتا رہا؟ بیٹی کہتی ہے اے میری ماں میں کیا سناؤں، کیا نہ سناؤں اس کے جانے سے پہلے جو بھیڑیا آ کر روزانہ بکریوں کو چیر پھاڑ کرتا تھا، بکریوں کو زخمی کرتا تھا آج میرا بھائی ساتھ گیا ہے تو وہ بھیڑیا آ کر چوکیداری کرتا رہا، وہ بھیڑیا آ کر نگہبان بن گیا، پہرے دار بن گیا، ماں کہتی ہے بیٹی کوئی اور بات سناؤ؟

سیّدہ شیما رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں امی جان یہ میرا بھائی ہاتھ میں لاٹھی لے کر بکریوں کے پیچھے جس جس طرف چلتا تھا، تو آسمان سے بادل کا ایک ٹکڑا اس کے سر پر سایہ کرتا جاتا تھا۔ ارے او گستاخ اس طرح کالے کر آ قیامت آ سکتی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی خاک جیسا بھی کوئی نہیں مل سکتا۔ اہلحدیثو! تمہیں اہلحدیث ہونا مبارک ہو ایسے ہی مولوی آوازیں دیئے جاتے ہیں۔

او لب کے لیاواں کیتھوں سوہنا تیرے نال دا

تمہیں اب بھی سمجھ نہیں آئی تمہیں عادت جو ہے ادھر ادھر جھانکنے کی دائیں بائیں دیکھنے کی، گھر گھر جانے کی اس لیے تو تو کہتا ہے کہ

لب کے لیاواں کیتھوں سوہنا تیرے نال دا

میں کہتا ہوں

اوسانوں تے لوڑ کوئی نئی لب کے لیان دی
مولا کمی چھڈی کوئی نئی سوہنے نوں بنان دی
اوساڈیاں تے لوڑاں سوہنا مدنی مکا گیا
دینی دنیاوی گلاں سبے سمجھا گیا

یہ ہے میرا پیر آ دیکھ لے، سیّدہ شیمارضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بادل کا ٹکڑا اوپر آ کر سایہ کرتا ہے۔

پروانو میں نے تو سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا بو طالب اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میرے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو غسل کرا کر کپڑے پہنا دے، بیوی کہتی ہے کہ جب بھی میں غسل کرانے کا ارادہ کرتی تو میری یہ بات مکمل ہونے سے پہلے مجھے پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کوئی آ کر خود ہی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) نہلا جاتا تھا۔

ابو طالب کی بیوی کہتی ہے کبھی آنکھوں میں سرمہ ڈالنے کی حاجت ہی نہیں ہوئی، رب کریم نے قدرتی سرمہ ڈال دیا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام کا بچپن آہا سبحان اللّٰہ! بچے ہمارے بھی ہیں آج کے دور کے بعض بچے اتنی اتنی گالیاں دیتے ہیں جتنے یہ خود نہیں ہوتے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟

یہ ہمارا پیر ہے۔ لوگوں کے پیر جواری، لوگوں کے پیر شرابی بھی بھنگی بھی اور کبوتر اُڑانے والے بھی۔ اور ہمارا پیر بچپن میں کیا ہے؟

اے نوجوانو! تم بھی سنو۔ اپنی جوانی کی طرف دیکھو اور آقا علیہ السلام کا بچپن بھی دیکھو،

او گڈی پتنگاں غبارے نہ پٹاخے
میں صدقے کدی نہ کبوتر اُڑائے
نہ مٹی اُڑائی نہ کنڈے کھلارے

نہ رولا نہ رپا نہ روڑے چلائے
نہ تتر بیڑے نہ بلبل چکوراں
نہ بکرے نہ کتے نہ ککڑ لڑائے
نہ دن ویلے سرمہ نہ شوکت نہ شاناں
ننگے بدن ہوئے نہ بودے رکھائے
گیا بچپن آئی سوہنی جوانی
میں صدقے میرا سوہنا انج کر کے رہیا
کیوں آیا محمد (ﷺ) کیوں پھر داسی ایتھے
کیوں کھلوتا سی ایتھے کسے اے نہ کہیا

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک دن ایک قبیلے کے بچے میلہ دیکھنے جارہے تھے، وہ کہنے لگے اماں جی ہمارے بھائی کو بھی بھیجو؟ اماں جی کہنے لگیں یہ چھوٹا ہے اس نے نہیں جانا، بچے ضد میں آ گئے اور کہنے لگے ہم نے ضرور لے کر جانا ہے یہ ضد میں آ کر ساتھ لے گئے۔ راستہ میں جاتے ہوئے دوپہر ہو گئی راستہ میں ایک درخت آیا اور نبی ﷺ کہنے لگے اے دوستو یہاں آرام کرلیں۔ میرے آقا علیہ السلام لیٹے اور رب نے نیند عطا کر دی۔ اپنے نبی کو سلا دیا وہ کہنے لگے لگتا ہے اس کی قسمت میں میلہ نہیں ہے۔ اس نے نہیں دیکھنا چلو ہم خود دیکھ آتے ہیں اس کو سونے ہی دو۔ یہ بچے میلہ دیکھ کر واپس آئے تو میرے آقا علیہ السلام ابھی بھی سوئے ہوئے تھے۔ ہم نے اپنا بابا ڈھونڈنا ہو تو بابا میلے سے ملتا ہے۔

جبکہ میرے نبی نے بچپن میں بھی میلہ نہیں دیکھا یہاں اَسّی سال کا بوڑھا ہو کر گھر نہیں بیٹھتا، توبہ اللہ میری توبہ! بچے کہنے لگے اسے اُٹھاؤ اس کی قسمت میں میلہ تو نہیں تھا اب گھر کو چلیں، آواز آتی ہے اے لڑکو! یہ خود نہیں سویا میں نے خود سلا دیا ہے، میں نے قیامت تک آنے والی امت کو بتانا ہے کہ یہ میرا نبی بچپن میں بھی میلے میں نہیں جاتا تھا تم بھی وعدہ کرو آج کے بعد میلے میں نہیں جاؤ گے۔ ہاتھ کھڑا کر کے وعدہ کرو کوئی میلہ پر نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ بچا کر رکھے۔

وقت کافی ہو چکا ہے۔

ان شاء اللہ آئندہ جمعہ اس سے آگے بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اِتباع وفرمانبرداری

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥﴾ (الحجرات: 1تا2)

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ اے لوگو ایمان کا دعویٰ کرنے والو! ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ خبردار آگے نہ بڑھنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا ﴿اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ اے لوگو! ایمان کا دعویٰ کرنے والو اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اُونچی نہ کرو۔ ﴿وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ اور نہ نبی ﷺ سے اس رویہ سے بات کرو جس طریقہ سے تم آپس میں باتیں کرتے ہو۔ ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥﴾ اگر یہ کام کسی سے ہوگیا، تو اُس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور اس کو خبر بھی نہ ہوگی۔

سامعین محترم! اللہ رب العالمین کی پُر رحمت کتاب میں سے دو آیات کریمہ اور ان کا ترجمہ آپ حضرات نے سماعت فرمایا اس مقام عظیم الشان کو میرے اور آپ کے خالق ومالک نے آمنہ کے لال ﷺ پر مدینہ منورہ میں نازل فرمایا۔ آپ بڑے خوش قسمت اور مقدر والے لوگ ہیں جو اس جمعہ کی گھڑی کے اندر اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے فریضہ کو ادا کرنے کے لیے اس کے گھر میں حاضر ہوتے ہیں۔ اے دُعاؤں کو قبول کرنے

والے ان آنے والے تمام لوگوں کی نیک اور جائز خواہشات پوری فرمادے آمین! آج کا جمعہ اچھی طرح نوٹ کرنا، محبت و اطاعت، مقتدیٰ، پیشویٰ، رہبر ورہنما، مقتدیٰ کی پیروی، جب اپنے مقتدیٰ، پیشوا، رہنما کے ساتھ محبت ہوگی تب ہی اس کی اطاعت ہوگی۔

ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز بھی نہ ہو۔ عمل مکمل نہیں ہوتا، آج کے خطبہ جمعہ کے اندر آپ حضرات نے یہ نوٹ کرنا ہے کہ نجات جو ہے وہ پیروی اتباع کرنے والوں کی ہوگی، یا کسی کی رشتہ داری بھی اس میں کام آجائے گی کیا بس اتباع اطاعت ہی کام آئے گی؟ یا کسی کا کوئی تعلق واسطہ بھی کام آئے گا؟ یہ قرآن میں سے آج فیصلہ کرنا ہے کہ روزِ قیامت نبی کا بیٹا ہو نبی کی بیوی ہو، نبی کا باپ ہو، نبی کی بیٹی ہو، نبی کا چچا ہو۔ اس کی کوئی نجات نہیں۔ جب تک کہ اس کے پاس نیک صالح اعمال نہیں۔ جب قرآن نے یہ آخری فیصلہ کر دیا تو آج کے انسان کے دعوے کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے، کوئی جتنا مرضی کہے میں کام آؤں گا کعبہ کے رب کی قسم ہے یہ قرآن گواہ ہے اُس دن تو انبیاء علیہم السلام نے بھی کام نہیں آنا، اُس دن کام آنا ہے تو ہمارے پیر ﷺ نے آنا ہے۔ یہ صرف ہمارا پیر ہی نہیں بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام کا بھی پیر ہے۔ ہمارا امام نہیں بلکہ امام الانبیاء ہے۔ ﷺ۔

جس نے کام آنا ہے اُس کا نام احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نبی کا ہمیں ساتھ عطا فرمائے۔ آمین! بات ہورہی تھی بغیر اتباع وفرمانبرداری کے کوئی نجات نہیں۔ کہو گے دلیل ذرا قرآن کے الفاظ سن لو یہاں دونبیوں کی بیویوں کا تذکرہ ہونے لگا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ٥﴾ (التحریم:10)

اب بات سمجھنا یہ دونوں ہی رب کے نبی ہیں، ایک نبی نے ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی دوسرا نبی جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا بھتیجا لگتا ہے اس کا نام لوط علیہ السلام ہے، اس کی بیوی اور

نوح علیہ السلام کی بیوی بھی اپنے اپنے نبی پر ایمان نہیں لائیں، یہ نبیوں کی بیویاں ہیں، اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ دونوں ہی نبیوں کی بیویاں ہیں اور نبی بھی بڑی شان اور مقام والے ہیں، نبیوں کے بچے پیدا کرنے والی نبیوں کی بیویاں نبیوں کے نکاح میں آنے والی ،انہوں نے اپنے اپنے نبی خاوندوں کی اطاعت نہیں کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُن دونبیوں کی بیویوں کو ہم نے جہنم کا ایندھن بنا دیا، نبیوں کی بیویاں ہونا اُن کو جہنم سے بچا سکیں نہیں۔ ایک مقام اور سن لو نوح علیہ السلام کا ایک بیٹا ہے اور بیٹا کیا کرتا ہے؟ نبی نے اس طرح جب دُعا مانگی اللہ تعالیٰ نے کہا اے نبی انتظار کرو، کشتی بنائی، جوڑا جوڑا بٹھایا، حکم دیا کہ ہر جاندار کا جوڑا جوڑا بیٹھا لینا مگر مشرک نہیں بٹھانا۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ رب کریم نے کہا کتوں کا جوڑا، خنزیر کا جوڑا، بندروں کا جوڑا، ہر جاندار کا جوڑا بٹھا لینا مگر مشرک کو نہیں بٹھانا۔

بات سمجھ آئی، کہ یہ اتنے بُرے ہو کر بھی رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے، مشرک ان سے بھی بُرا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے آمین! بات سننے والی ہے کہا جوڑا جوڑا بٹھالو، جوڑا جوڑا بٹھا دیا، اب دن کا انتظار ہے، پانی آ گیا، پانی آیا اور کشتی میں بیٹھ گئے، کشتی میں جنہوں نے مانا وہ بھی بیٹھ گئے بات نوٹ کرلو اللہ کے نبی نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال وعظ کیا ہے، ساڑھے نو سو سال میں اسی پچاسی آدمی مسلمان ہوئے ہیں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں مولویوں کی باتوں میں دم نہیں رہا۔ یہ نہیں کہتے کہ گناہوں کی تہہ اتنی لگ گئی ہے دل اتنے بنجر ہو گئے ہیں دماغ اتنے مفلوج ہو چکے ہیں دل اور دماغ کی بنجر زمین کو قرآن کی بارش سے سیراب اور شاداب کیا کرو۔ اے اللہ ان کے سینے قرآن کے نور سے منور فرما۔ آمین!

کہا ان کو بٹھالو بٹھالیا اور کہا مشرک اندر نہیں بٹھانا صرف توحید پرست اور موحد بٹھانے ہیں۔ کشتی چلنے سے پہلے سامنے نظر پڑی تو وہاں بیٹا نظر آ گیا، باپ کی محبت بھی جاگ اُٹھی آواز دیتے ہیں اے میرے بیٹے ﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ۝﴾ اے میرے بیٹے میری کشتی میں بیٹھ جا۔ ان نافرمانوں کے ساتھ نہ رہ جو میری اتباع نہیں کرتے جو میری پیروی نہیں کرتے، جو میری فرمانبرداری نہیں کرتے جو میری

اطاعت نہیں کرتے جو میرے حکم پر نہیں چلتے ان کا ساتھی نہ بن، یہ کون کہہ رہا ہے؟ نوح علیہ السلام کس سے کہہ رہے ہیں اپنے بیٹے سے باپ کون ہے؟ رب کا نبی ہے! وعظ کتنے سال کی؟ ساڑھے نو سو سال۔ بیٹا نہیں مانا اب نتیجہ سامنے آنے لگا ہے۔لوگو سن لو وہاں رشتہ داری کام نہیں آئے گی، وہاں تعلق کام نہیں آئے گا، وہاں کسی کی نسبت بھی کام نہیں آئے گی۔

اللہ کریم کون سی چیز کام آئے گی؟ یہ قرآن کہتا ہے سننا چاہتے ہو قرآن کیا کہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمارے عقیدے درست کر دے آمین! قرآن کے ساتھ ہمیں پیار نصیب کر دے۔ آمین! باپ نے کہا ﴿يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ٥﴾ باپ کہتا ہے ان کا ساتھی نہ بن، میرے ساتھی کشتی میں سوار ہو جا۔ بیٹا آگے سے کیا کہتا ہے؟ ﴿قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ٥﴾ (ھود: 43) اب بیٹے کا عقیدہ کیا ہے کہ اللہ کے علاوہ یہ پتھر درخت اور پہاڑ بھی بچا لیتے ہیں جیسے آج ہمارے مسلمانوں کا بھی عقیدہ ہے وہ کیا کہتا ہے ﴿قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ﴾ وہ اُونچا پہاڑ ہے میں دوڑ کر اوپر چلا جاؤں گا۔نوح علیہ السلام جواب دیتے ہیں۔ ﴿قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾ اے بیٹے آج پہاڑوں کی چوٹی، پہاڑوں کی بلندیاں یہ نہیں بچا سکتیں۔ عقیدہ توحید سمجھو اور اتباع رسول بھی سمجھو۔نوح علیہ السلام کہتے ہیں بیٹا پانی آ گیا ہے آج پہاڑ بھی نہیں بچائیں گے، آج میں بھی نہیں بچا سکوں گا، کون، کس طرح بچے گا؟ ﴿اِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾ جسے آسمانوں والا بچائے گا تو وہی بچے گا۔ ابھی باتیں ہو رہی ہیں قرآن کیا کہتا ہے۔ ﴿وَ حَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ٥﴾ ادھر سے پانی کی لہر آئی اور بیٹا غوطے کھانے لگا، ڈوبنے لگا، باپ کی فطری محبت جوش میں آ گئی رب کریم کو آواز دی، قرآن سن کر سبحان اللہ کہا کرو اور اپنے رب کی جنت میں اپنے لیے درخت لگوایا کرو۔ ﴿وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ٥﴾ سبحان اللہ، سبحان اللہ، نبی کی شفقت پدری جوش میں آ گئی

ہے۔ کہتے ہیں اللہ ﴿اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ﴾ اللہ کریم یہ میرا بیٹا میرا اہل ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے (کہ تمہارے اہل کو بچاؤں گا)، اے اللہ اپنے وعدہ کو سچا کر کے دکھا، آواز آتی ہے، ﴿قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِیۡنَ ○﴾ (ھود: 46) نبی نے دعا کی کس کے سامنے؟ بولو ذرا کس کے لیے؟ بیٹے کے لیے رب کے سامنے! اللہ میرا بیٹا میرا اہل ہے اس کو بچالے تیرا وعدہ ہے؟ اب رب کریم نے فرمایا: ﴿یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ﴾ اے نوح یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔ اے میرے رب اس کی وجہ؟ ﴿اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ﴾ فرمایا اے میرے نبی اس نے تیرا ایک بھی حکم آج تک نہیں مانا، اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا، اس نے تمہاری اتباع نہیں کی، اس نے تمہاری فرمانبرداری، تابع داری نہیں کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ﴾ اے میرے نبی نوح (علیہ السلام) خبردار! رب کریم کا لہجہ سخت ہو گیا، غضب ناک ہو گیا۔ فرمایا: خبردار جس بات کا تمہیں علم نہیں وہ سوال مجھ سے مت کرنا ﴿اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِیۡنَ ○﴾ اگر اب تم نے اس کو بیٹا سمجھ کر بیٹے کے لیے مجھ سے دعا کی تو میں تمہارا نام انبیاء علیہم السلام کی لسٹ سے نکال دوں گا۔ یہ اتباع کوئی عام بات ہے۔ دوستو بتاؤ جو مہینے بعد بھی غسل نہیں کرتا جو غسل کے فرائض ہیں وہ مکمل نہیں کرتا دو دو مہینے چار پانچ چھ سات یا سال گزر جاتا ہے وہ غسل نہیں کرتا کیا وہ مسلمان رہتا ہے؟ نہیں رہتا ہے! تم کہو ہم نہیں مانتے یہ ہم میں اور تم میں فرق ہے۔ آؤ بتاؤں ولی کون ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○﴾ ہر مومن رب کا ولی ہے۔ بولو بولو ہر مومن رب کا ولی ہے۔ مومن وہ ہے: ﴿الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ○﴾ (البقرۃ: 3) ولی وہ ہوتا ہے جو نماز کا پابند ہے جو صوم وصلاۃ کا پابند ہے اللہ تعالیٰ کے ان اولیاء کے جوتوں کی خاک ہماری آنکھوں کا سرمہ ہے، اُن کو ولی مان لو جو میرے مصطفیٰ علیہ السلام کے تابع دار ہیں جو میرے آقا علیہ السلام کے فرمانبردار ہیں۔ جو نماز

نہیں پڑھتا میں اس کو مسلمان نہیں مانتا ہوں، ولی ہونا تو دور کی بات جو نماز نہیں پڑھتا میں اس کو مسلمان نہیں مانتا یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ قرآن کہتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان نہیں، کافر اور مسلمان میں فرق کیا ہے؟ بس نماز کا! اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

اب بات سن لو کہا اے نبی اگر بیٹے کے متعلق سوال کیا تو تمہارا نام انبیاء علیہم السلام کی لسٹ سے نکال کر ﴿اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِیۡنَ o﴾ جاہلوں کی فہرست میں لکھ دوں گا۔ توبہ اللہ میری توبہ جب رب کو اتنا غصہ آ گیا تو نوح علیہ السلام کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے ہیں۔ تو نوح علیہ السلام عرض کرتے ہیں ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـَٔلَكَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ o﴾ (ھود: 47) اے اللہ مجھے معاف فرما دیجیے میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اللہ میں آج کے بعد وہ بات نہیں کروں گا جس کا مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ تو پتہ یہ چلا کہ اگر اطاعت بیوی نہ کرے تو نجات نہیں بیٹا نہ کرے نجات نہیں، باپ نہ کرے نجات نہیں، چچا نہ کرے نجات نہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے اتباع تابع داری حبشہ کا بلال رضی اللہ عنہ کرے گا تو رب کریم اتنی عظمت دے گا کہ زمین سے اُٹھا کر آسمانوں تک پہنچا دے گا۔ یہ ہے تابع داری کا پھل، یہ محبت کا پھل ہے۔ میرے آقا علیہ السلام معراج کی رات گئے سبحان اللہ میرے آقا علیہ السلام جا رہے ہیں، آگے جوتے کے چلنے کی آواز آئی پوچھا جبرائیل علیہ السلام یہ کون ہے؟ کہا آگے تو کوئی نہیں مگر زمین پر آپ کا پیارا بلال چل رہا ہے، کہو سبحان اللہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ کہا آپ کا بلال ہے جو زمین پر چل رہا ہے، قربان جاؤں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی عظمت پر کعبہ کے رب کی قسم، یہ حبشہ سے آیا ہے، نہ کوئی رنگ، نہ کوئی شکل، نہ کوئی شریک، نہ کوئی برادری، نہ دولت، نہ زمین، نہ کوئی قبیلہ، نہ کوئی برداری مگر آیا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع دار بن گیا، آقا علیہ السلام کا مطیع بن گیا، آقا علیہ السلام کے در پر اپنا آپ لٹا دیا۔ رب کریم نے ان کو اتنی عظمت دی کہ مؤذن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنا دیا۔ آؤ بتاؤں جس نے اطاعت کی اُن کو کیا ملا۔ قرآن کی زبانی۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ o﴾ (الحجرات: 1)

ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہیں بڑھنا۔کیا مطلب؟ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تین شخص آئے، آ کر آقا ﷺ کی زندگی کے متعلق معمولات پوچھے۔آقا علیہ السلام کے دن رات کے عمل کیا ہیں؟ زندگی گزارنے کا طریقہ کیا ہے؟ اب میری طرف دیکھنا میرے آقا علیہ السلام قرآن کی تفسیر اور اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی تفسیر ہے۔ ہے کہ نہیں دلیل سے منواتا ہوں۔آقا علیہ السلام جب چلے گئے جتنے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم مسائل پوچھنے کے لیے آئے اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر آئے۔آپ تفسیر تشریح کر کے سمجھاتی ہیں جتنے بھی مسائل آپ سے مروی ہیں۔آپ بیان کرتی ہیں، آنے والوں نے پوچھا آقا علیہ السلام کی زندگی کے معمولات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ آقا رات کو قیام اور آرام دونوں کرتے ہیں۔ بات سمجھنا قرآن کی جو آیت میں نے پڑھی ہے سورت حجرات کا ابتدائی مقام ہے۔گھر جا کر تفسیر لے کر پڑھنا، کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے آگے نہیں بڑھنا۔ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آقا علیہ السلام کا معمول کیا ہے؟ کہا آقا علیہ السلام رات کو جاگتے بھی ہیں اور سوتے بھی ہیں! ایک صحابی کہنے لگا میں ساری رات ہی جاگ کر نفل پڑھوں گا میں سوؤں گا نہیں۔ دوسرے صحابی نے سوال کیا آقا روزے کتنے رکھتے ہیں؟ نبی پاک کی عادت تھی کہ ہفتہ میں دو روزے رکھتے سوموار اور جمعرات کو! اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آقا روزہ رکھتے بھی ہیں اور افطار بھی کرتے ہیں! دوسرا صحابی کہتا ہے میں نے روزے تو رکھنے ہی ہیں لہٰذا میں کسی دن بھی روزہ نہیں چھوڑوں گا! بات زیادہ ہوئی ناں۔تیسرے صحابی نے پوچھا آقا علیہ السلام نے کتنی شادیاں کی ہیں؟ (یہ تین روایات ہیں۔ایک روایت میں آقا کی نو بیویاں ایک میں گیارہ اور ایک میں تیرہ ہیں) یہ تیسرا صحابی کہنے لگا میں آج کے بعد شادی نہیں کروں گا۔ بخاری کی روایت ہے ایک صحابی نے کہا میں نے ساری رات جاگنا ہے، دوسرے صحابی نے کہا میں نے کبھی روزہ نہیں چھوڑنا۔تیسرے صحابی نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔آقا علیہ السلام آئے پوچھا تم کیوں ساری رات جاگو گے؟ تم مجھ سے زیادہ جاگو گے، میری سنت سے زیادہ عمل کرو گے، سن لو اگر ایسا

کرو گے تو ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال ضائع کر دیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے گا۔

ایک بات تو حل ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جتنی دیر میں جاگتا ہوں تمہیں بھی اتنی دیر جاگنے کی اجازت ہے۔ دوسرے صحابی کا کہنا تھا کہ میں متواتر (نفلی) روزے ہی رکھتا رہوں گا کسی دن بھی نہیں چھوڑوں گا سوائے شرعی رخصت کے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں روزے چھوڑتا بھی ہوں اور رکھتا بھی ہوں۔تم زیادہ کرو گے ﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ اللہ کے رسول سے آگے نہیں بڑھنا، اگر تم نبی سے زیادہ روزے رکھو گے ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہوگا اور تمہارے اعمال تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

تیسرے صحابی کا کہنا تھا کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ فرمایا: "اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ" جب تک نکاح نہیں ہوتا انسان کا ایمان آدھا ہوتا ہے اور جب نکاح ہو جائے تو اس وقت اس کا ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے شادی کی ہے تم کیوں نہیں کرو گے؟ اگر تم نہیں کرو گے تو تم نبی کے حکم کی نافرمانی کرو گے اور تمہارا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں ہونا۔

نہیں سمجھے ایک اور بات سن لو جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ سب کہو ﷺ جو ایک بار کہے گا رب کریم ستر رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ آقا علیہ السلام کے پاس سیّدنا زید صحابی تھے، اُدھر سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا آ گئیں زید رضی اللہ عنہ غلام تھے اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا مالدار اور آزاد تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی عدالت میں نکاح کا فیصلہ آیا، میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا اے زینب رضی اللہ عنہا تم زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلو۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگیں کہ میں مال و دولت والی، زمینوں والی، میں قبیلہ اور برادری والی ہوں۔ اور یہ غلام ہے میں اس سے نکاح کروں آسمانوں والے کو ان کی یہ بات کہی پسند نہ آئی۔ یہ واحد صحابی سیّدنا زید رضی اللہ عنہ ہیں جن کا مکمل نام اگر قرآن میں ہے تو وہ انہی کا ہے۔ سنو ذرا کیا کہا کہ میں دولت مند، امیر

ترین، زمینوں برادری والی ہوں اور یہ غلام ہے میں اس سے نکاح کروں؟ آسمانوں سے آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًاo﴾ (الاحزاب: 36)

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کردیا، قرآن اتار کر کہہ دیا! اے لوگو یادرکھ لینا اس بات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اُس مومنہ سے کہا کہ تو اس سے نکاح کرلے، اُس نے کہا کہ میں مال ودولت والی ہوں۔ یہ غلام ہے میں نکاح نہیں کروں گی؟ لیکن نبی ﷺ کے کہنے پر اس نے نکاح کرلیا، وقت گزرتا گیا، ٹائم گزرتا گیا، ایک وقت ایسا آیا کہ رشتہ قائم نہ رہ سکا، اور چھوڑ دیا طلاق ہوگئی۔ بعد میں یہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا پریشان رہنے لگیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اُدھر سے آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًاo﴾ (الاحزاب: 37)

اُس وقت تو تم نے کہا تھا میں مال ودولت والی، زمینوں والی یہ جو زید ہے یہ غلام ہے میں اس سے کس طرح نکاح کرسکتی ہوں تعلق قائم نہ رہ سکا۔ بعد میں پریشان رہنے لگیں ایک دن میرے آقا علیہ السلام نے اپنے ساتھ نکاح کا پیغام بھیجا انہوں نے قبول کیا اور آسمانوں سے آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ اے زینب رضی اللہ عنہا جو نبی کی بات مان لیتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو اس کا بہتر نعم البدل دیتے ہیں۔

سبحان اللہ! مجھے یاد آیا میں آج ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ مدینہ کے اندر ایک سیاہ فام آدمی آیا آکر عرض کی اے اللہ کے رسول میں مسلمان ہوگیا ہوں، اب میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا میرا یہ خط لے کر فلاں گھر چلے جاؤ، جا

کر دروازہ کھٹکھٹانا، میرا خط دے کر پیغام دینا کہ مجھے آقا علیہ السلام نے بھیجا ہے۔ اس صحابی رسول نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے میرے آقا کا دوسرا اصحابی آیا جس کی طرف بھیجا تھا۔ بات چیت ہوئی کہ کس طرح آئے، خط پڑھا، بیوی بھی پیچھے پیچھے آ گئی، بابا جی اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! بات بڑی پیاری کر گئے فرماتے ہیں، خاوند کہتا ہے۔

سوہنے نے اک بندہ بھیجیا کالے جے رنگ دا
بہت غریب گھر آٹا نی ڈنگ دا
ساڈے کولوں او لڑکی دا رشتہ ہے منگدا
تو دیویں صلاح میرے تائیں
تے کہندی بیوی جے اونوں بھیجیا سوہنے نبی الٰہی آ
پر رنگ دا کالا اپنی بات سنائی آ
اور کوئی عذر ساڈا ناہیں

خاوند سے بات ہوئی، یہ آدمی دیکھتا ہے کہ بیوی سے بات ہوئی ہے، بیوی کہتی ہے بات تو ٹھیک ہے کہ نبی علیہ السلام نے پیغام بھیجا ہے مگر غریب ہے تو کوئی بات نہیں ہے، لیکن یہ رنگ کا کالا ہے اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے اس کی وجہ سے میرے دل میں وسوسے ہیں، خیالات ہیں اس لیے میں ابھی تک مطمئن نہیں ہوں۔ جس لڑکی کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا گیا ہے وہ بھی کان لگا کر سن رہی ہے۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے وہ لڑکی کان لگا کر سن رہی ہے، یہ سن کر بیٹی نے اپنے ماں باپ سے کہا۔

آکھدی لڑکی اماں ہن بس کر جان دے
اے کالے تے گورے نیو کم ایمان دے
ایں تے حکم بھیجے نبی سلطان دے
تسی کوئی عذر لیاؤ ناہیں

یہ ہے محبت اور اتباع اس کا نام ہے، اس کا نام فرمانبرداری ہے۔ اس کا نام ہے آقا

کی تابع داری۔ وہ بندہ خط لے کر آیا ہے باپ کے پاس، باپ نے بیوی سے مشورہ کیا، بیوی اس کے سیاہ رنگ کی وجہ سے بات گھمانے لگی نکاح بیٹی سے ہونا ہے۔

سبحان اللہ !سبحان اللہ !اتنی بات ہوئی نکاح کیا اور بیوی بنا کر روانہ کر دیا۔ایک عورت اور آئی ۔قربان جاؤں میرے آقا اور ایک صحابی بیٹھے ہیں، وہ کہتی ہے آقا مجھ سے نکاح کر لیجیے۔آقا علیہ السلام نے اپنا مونہہ پھیر لیا، وہ کہتی ہے آقا مجھ سے نکاح کر لیجیے۔آقا علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ دی۔صحابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے اے اللہ کے رسول اگر آپ اس سے نکاح نہیں کرنا چاہتے تو پھر میرا ہی کرا دیجیے؟ آقا علیہ السلام مسکرا دیئے۔**سبحان اللہ** پیر ہو تو اس طرح کا، آج کا کوئی پیر ہوتا تو وہ کہتا کہ تم مجھ سے بھی جلدی میں ہو، میں نے ابھی اپنا فیصلہ نہیں سنایا۔مگر وہ تو جہانوں کے پیر بدرِ منیر تھے۔اللہ کے رسول میرا دل بڑا کرتا ہے نکاح کرنے کو، اگر نکاح نہیں کرنا چاہتے تو میرا اس سے نکاح پڑھا دیجیے۔فرمایا اچھا، تمہارے پاس حق مہر کے لیے کوئی چیز ہے، کہا اے اللہ کے رسول کوئی نہیں، آپ نے فرمایا جاؤ کوئی لوہے کا کنگن ہی لے آؤ، صحابی گیا تو لوہے کا کنگن تو نہ ملا البتہ ایک چادر ملی جو جسم سے لپیٹتا ہے کہتا ہے اے اللہ کے رسول چیز کوئی نہیں مگر نکاح کرنے کو بہت دل چاہتا ہے تاکہ ایمان مکمل ہو جائے۔ہم کہتے ہیں نکاح پر حق مہر کتنا دینا ہے۔کہتے ہیں سوا بتیس روپے، یہ کون سی حدیث ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو چالیس اُونٹ حق مہر میں دیئے تھے۔

آج کی چالیس گائیں بھینسیں سمجھو۔چالیس اونٹ حق مہر میں دیئے۔یہاں کیا ہے،سوا بتیس روپے باندھ دو، ویسے پٹاخوں پر پچاس ہزار لگ جائیں گے فوجی بینڈ میں پچیس ہزار لگ جائیں گے۔میرج ہال پر پچھتّر ہزار لگ جائیں گے لیکن حق مہر سوا بتیس روپے ہیں۔ افسوس مسلمان، تیری مسلمانی پر قربان جاؤں۔حق مہر میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا اپنی استطاعت کے مطابق باندھو، جتنی حیثیت ہے اتنا باندھ دو۔ یہ سوا بتیس روپے والی بات ابھی تک ہم سے دفعہ نہیں ہوئی۔اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے ۔آمین! یہ سوا بتیس روپے والی

کوئی حدیث نہیں ہے۔ صحابی آ کر عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ایک ہی چادر ہے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کیا قرآن کی کچھ سورتیں تمہیں یاد ہیں؟ کہا ہاں اللہ کے رسول مجھے کچھ آیات یاد ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ سورتیں اسے یاد کروا دینا تمہاری طرف سے وہی حق مہر ہے۔ **سبحان اللہ** نبی ہو تو اس طرح کا۔ اے حکمرانو! پندرہ فیصد تنخواہیں بڑھا کر تیس فیصد مہنگائی کرنے والو، تم نے عوام سے کیا ہمدردی کرنی ہے۔ کہتے ہیں غربت مکاؤ۔ جبکہ حقیقت میں غربت نہیں غریب مکاؤ کے اس منشور پر عمل ہو رہا ہے۔

رب کعبہ کی قسم ہے۔ جتنا مشفق اپنی امت کے لیے، انسان کے لیے، کائنات کے لیے، انسانیت کے لیے آمنہ کا لال آیا ہے اُس جیسا کائنات میں نہ پہلے آیا ہے نہ بعد میں آئے گا۔ اگر تم تاجر ہو تو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تاجر کی طرف دیکھو، سوداگر ہو تو مکہ کے سوداگر کی طرف دیکھو، اگر تم جرنیل ہو فاتح بدر و حنین کی طرف دیکھو، اگر تم فاتح ہو تو فاتح مکہ کی طرف دیکھو، اگر تم سپہ سالار ہو تو حنین کے سپہ سالار کی طرف دیکھو۔ میں بتانا یہ چاہتا ہوں اگر شوہر ہو تو اُمّ المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی طرف دیکھو۔ اگر امام ہو تو مسجد نبوی کے امام کی طرف دیکھ لو، اگر خطیب ہو تو انبیاء علیہم السلام کے خطیب کی طرف دیکھو۔ اگر کوئی یتیم ہے تو آمنہ کے دریتیم کی طرف دیکھ لے، کس کس طرف جاؤ گے کون سا راستہ چھوڑو گے۔ کونسا ساتھی رکھو گے۔ نبی کی اتباع سے ہی نجات ہو گی۔ تھوڑی بہت بھی کمی بیشی کی تو نجات نہیں ہے۔

بخاری کی روایت سن لو مسلم میں بھی ہے صحاح ستہ میں موجود ہے جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ تبوک کا اعلان کیا۔

آقا علیہ السلام کا جب جنگ کا ارادہ ہوتا تو ظاہر نہ فرماتے تھے کہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی کہ تیاری رکھو۔ جس طرح کوئی تیاری کر سکتا ہے اُس طرح تیاری جاری رکھو، جنگ پر جانا ہے، مدینہ سے تیرہ سو کلو میٹر کے فاصلہ پر میدان تبوک ہے صحابی سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس اس سال دو سواریاں ہیں پہلے کبھی نہیں تھیں۔ مال کی فراوانی

غلہ بہت زیادہ ہے اور پھلوں کے تیار ہونے کا موسم ہے۔ اس صحابی نے جانا، پھر واپس آ جانا، ادھر سے آ قاعلیہ السلام نے حکم دے دیا، آ قاعلیہ السلام کے ساتھی چلے گئے اس وقت اتنی تعداد تھی کہ کسی کی بغیر حاضری لگائے کسی کا پتہ نہ چلتا تھا کہ کون آیا اور کون نہیں آیا، آ قاعلیہ السلام روانہ ہو گئے، یہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہم اجمعین یہ تین صحابی پیچھے رہ گئے، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سوچا کہ آج تیاری کرتے ہیں، چلو کل کرلیں گے اور ساتھ مل جائیں گے۔
لشکر جرار تبوک پہنچا اور جاتے ہی نبی پاک نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یاد کیا۔ (موسیٰ ڈرے موت سے موت آگے کھڑی) بات سمجھنے والی ہے، یہ دیکھنا اطاعت میں تھوڑی سی لچک آئی ہے، یہ جو مثال دی ہے نہ اس کی طرف غور کرنا، اطاعت وفرمانبرداری میں تھوڑی سی اپنی قیاس آرائی کی ہے۔نتیجہ کیا نکلنے لگا نبی نے جاتے ہی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یاد کیا کعب کہاں ہے؟ ایک صحابی کہنے لگا اُس کے پاس سواریاں بہت ہیں اس کو کیا ضرورت تھی آنے کی۔ مال ودولت کی فراوانی، اس کے باغ کا پھل تیار ہے۔ایک صحابی سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اُٹھے کہنے لگے خبردار اُس کے بارہ میں بات نہ کرنا، وہ مسلمان ہے اُس میں نفاق کی کوئی چیز نہیں۔ آ قاعلیہ السلام نے دونوں کو بٹھا دیا۔ جنگ ہوئی اور واپس آ گئے۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بازار میں آ گیا تو مدینہ کے اندر مجھے وہ لوگ نظر آئے جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منافقت کی لعنت ہے یا واقعی کوئی معذور ہے، کسی کی ٹانگ یا بازو کام نہیں کرسکتے اور وہ جنگ میں نہیں جا سکتے۔اتنی دیر میں آ قاعلیہ السلام بھی مسجد میں واپس آ گئے۔ آ قاعلیہ السلام سفر سے آتے تو آ قاعلیہ السلام کا معمول تھا کہ آتے ہی پہلے دو رکعت مسجد میں ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق عطا کرے۔آمین! آ قاعلیہ السلام بیٹھ گئے اور جو لوگ میدان جنگ میں جانے سے رہ گئے تھے، وہ آ، آ کر عذر معذرت پیش کرنے لگے۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں باتوں میں ہوشیار بڑا چالاک بڑا فصیح اللسان میرے دل میں خیال آیا کہ میں بھی کوئی ادھر اُدھر کی لگا کر بات کرلوں، مگر میری زبان نے اس بات کی اجازت ہی نہ دی چنانچہ میں نے آ قاعلیہ السلام سے سچ سچ بتا دیا کہ یہ معاملہ ہو گیا تھا، آ قاعلیہ السلام نے فرمایا

چلے جاؤ۔ جا کر اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کہہ دیا کہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان تینوں سے کوئی سلام دعا نہیں رکھ سکتا۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیّدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اسّی سال کے بوڑھے تھے، وہ گھر میں ہی بیٹھ کر روتے رہتے چلنا، پھرنا، آنا جانا اور میں ذرا سخت جان تھا جوان تھا، میں نے مدینہ کی گلیوں میں مسجد میں نمازیں پڑھنا نہ چھوڑا میں نماز پڑھتا تو آقا علیہ السلام میری طرف نہ دیکھتے اور جب میری توجہ آقا علیہ السلام کی طرف ہوتی تو آقا علیہ السلام اپنا چہرہ گھما لیتے، میں نماز پڑھ کر چلا جاتا، کہتے ہیں میرے چچا کے بیٹے سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا باغ تھا، میں چھلانگ لگا کر اندر گیا تو وہ گوڈی کر رہا تھا، میں نے کہا تجھے اللہ کا واسطہ، کیا میں مسلمان نہیں، کیا میں کلمہ پڑھنے والا نہیں؟ اطاعت اب اس کا نام ہے، وہ آگے سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اس کا رسول جانے! سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پھر کہتے ہیں کہ کیا میں مسلمان نہیں، کیا میں نبی کا کلمہ پڑھنے والا نہیں مجھ سے بات کرو؟ وہ کہتا ہے "اَللّٰہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ" میں اس کے علاوہ تم سے بات ہی نہیں کر سکتا، نبی ﷺ نے بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں وہاں سے بھی واپس آ گیا۔ چالیس دن گزر گئے، اور ہم تینوں کے لیے ایک اور آرڈر آ گیا کہ تینوں اپنی بیویوں سے جدا ہو جاؤ، تم قربت اختیار نہیں کر سکتے۔ سیّدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی صاحبہ آئیں عرض کرتی ہیں اے اللہ کے رسول وہ بزرگ چارپائی سے حرکت نہیں کر سکتا، اُس کو کھانے پینے کی اجازت دے دو؟ آپ نے فرمایا ہاں ازدواجی زندگی کے علاوہ تمہیں اس کے گھر رہنے کی اجازت ہے، اس کو کپڑے دو اس کو کھانا پکا کر دو اس کا بستر بچھاؤ۔ یہاں تک تمہارا معمول ہے، دوسروں کو اجازت کوئی نہیں ہے۔ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بازار میں جا رہا تھا کہ شام کے ملک سے ایک قبطی آیا۔ اس کے بادشاہ نے میرے لیے ایک خط بھیجا کہ تمہارا نبی تم سے ناراض ہو گیا، ہے تم ایک اونچی برادری کے آدمی ہو، تم سے یہ سلوک اچھا نہیں ہے، تم اس طرح کرو ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہیں اپنے دربار

میں کوئی خاص وزارت دیتے ہیں، سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا اور مزید پریشان ہو گئے، کہنے لگے کہ یہ نئی مصیبت مجھ پر آ گئی ہے، خط پھاڑ کر آگ میں پھینک دیا، کہنے لگے چاہے کچھ بھی ہو جائے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر چھوڑ کر نہیں جانا، اپنے گھر گئے اور گھر جا کر اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ میں گر گئے۔ (بولو کس کے آگے اللہ تعالیٰ کے سامنے غلطی کتنی سی تھی کہ نبی نے کہا کہ چلو، کہا اچھا میں کل چلا جاؤں گا۔) اتنی ہی کہی تھی نا پچاس دن بائیکاٹ، بول چال ختم، مدینہ کی گلیاں بھی تنگ، بیوی سے بول چال بھی بند، رشتہ داروں سے بھی بول چال ختم ہے۔ فجر کا وقت ہے۔ ایک آدمی پہاڑی پر چڑھ کر آواز دے رہا ہے۔ اے کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر آ رہا ہے۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس گھوڑے نے تو آنا تھا مگر اس سے اس کی آواز جلدی آ گئی، کہتے ہیں میں نے دیکھا مہاجرین میں سے پہلے جو مجھے والا تھا وہ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھا، یہ مجھ سے ملا میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گیا، جہانوں کے پیر کا چہرہ چمکنے لگا آقا علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا اے کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) خوش ہو جاؤ، جب سے تم پیدا ہوئے ہو تمہیں آج تک اتنی خوشی نہ ملی ہو گی جتنی خوشی تمہیں ملنے لگی ہے۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف سے یا رب کریم کی طرف سے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں رب کریم کی طرف سے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی! سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ کہنے لگے اللہ کے رسول اگر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کر لی ہے تو میں تمام مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیتا ہوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں سب نہ کرو کچھ اولاد اور گھر والوں کے لیے بھی حصہ رکھ لو اور باقی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو۔ تو معلوم ہوا کہ جہاں آمنہ کا لال ہو پیکر حسن جمال ہو، آقائے دو جہاں ہو سرور کون ومکان ہو، وہاں ابراہیم علیہ السلام کی نبوت بھی نہیں چل سکتی۔ موسیٰ علیہ السلام کا حکم نہیں چل سکتا، عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نہیں چل سکتی۔ نظام کس کا چلے گا اللہ تعالیٰ کا چلے گا فرمان کس کا چلے گا اُس کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چلے گا۔ نظام چلے گا تو قرآن وحدیث کا چلے گا اور جو اس کے علاوہ چلائے گا تو اللہ تعالیٰ

فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ٥﴾ (آل عمران : 85)

جو دین اسلام کے علاوہ کوئی تیسرا طریقہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر کسی تیسرے کے پیچھے چلے گا وہ اور اس کا عمل قبول نہیں ہوگا۔ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ٥ وہ قیامت والے دن خسارہ پانے والوں ،نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اُن سے بچا کر رکھے۔ آمین! اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے نبی ﷺ کے فرمانبردار اور مطیع لوگوں میں سے قیامت کے دن اُٹھائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

دورِ جاہلیت

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ (آل عمران: 81)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب کے سامنے میں نے اس وقت خطبہ جمعہ کے اندر تلاوت فرمایا ہے اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن کا تیسرا پارہ سورت کا نام آل عمران ہے۔

ماہِ ربیع الاول کا آغاز ہو چکا ہے اور ہر مکتبہ فکر کا کلمہ گو مسلمان اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق اپنی اپنی عقیدت اپنے اپنے اظہار کے تحت وہ نبی ﷺ کی ولادت کی خوشی کر رہا ہے، یہ بات ٹھیک ہے کہ نبی کے آنے کی خوشی ہر مسلمان کو ہے، میرے آقا کا پھر آنا کن حالات میں کس وقت میں کس دور میں وہ دور جس میں بیٹے کو باپ کی تمیز نہیں ۔ بہن اور بھائی کی آپس میں تمیز نہیں، رشتہ داروں کو آپس کی رشتہ داری کی کوئی پاسداری نہیں، اُس معاشرہ میں عورت نام کی عزت کی کوئی چیز نہیں، ادھر سے چنگاری اُٹھی بغیر تحقیق کے ایک قبیلہ اُٹھا اور دیکھتے دیکھتے دوسرے بھی ساتھ مل گئے اور جنگ شروع ہوگئی یہ قبیلہ در قبیلہ لڑائی چلتی رہی لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے تھک ہار کے بیٹھ جانا پھر جتنے گھر کے افراد ہوتے اُتنے معبود بنائے ہوتے۔ اگر باپ ہے اس نے اپنا الگ معبود مانا ہے، اگر بیوی ہے اس نے علیحدہ الٰہ مانا ہے۔ اگر بھائی ہے اس نے الگ رب مانا ہے اگر بہن ہے اس نے الگ الٰہ مانا ہے۔ اگر بیٹا ہے اس نے الگ رب مانا ہے یہ جتنے گھر کے افراد ہیں اتنے گھر میں معبود

موجود ہیں۔ یہ کیا کرتا ہے یہ آندھیاں لے کر آتا ہے آج کل سنا ہے تم نے کہ فلاں میلہ میں ہر سال آندھیاں چلتی ہیں۔

یہ وہ چودہ سو سال پہلے کی روش آج تک ذہنوں میں بیٹھی ہے قرآن سے دوری حدیث سے دوری کی وجہ سے لیجئے جی آج بھی سال بعد آندھیاں آجاتی ہیں یہ کیا ہے یہ جی فلاں سرکار کا میلہ ہے کعبہ کے رب کی قسم ہے مذاق نہیں کر رہا ہوں، تمہارے ایمان کو مضبوط کر رہا ہوں، تمہیں بیدار اور ہوشیار کر رہا ہوں۔ کیا آج کی رسم و رواج اور قبل از اسلام قبل از نبوت اُن میں کچھ فرق نظر آتا ہے نہیں آتا میرے اللہ نے نبی تو بہت زیادہ بھیجے ہر بستی کی طرف نبی ائے کہیں خلیل اللہ آئے کہیں ذبیح اللہ آئے کہیں کلیم اللہ آئے اور کہیں عیسیٰ روح اللہ آئے کہیں نوح آئے کہیں یوسف کنعانی آئے کہیں ایوب صابر آئے کہیں زکریا اور یحییٰ آئے کہیں شعیب اور لوط آئے کہیں ہود اور صالح آئے کہیں ادریس اور نبی سلیمان علیہ السلام آئے۔ یہ اپنے اپنے علاقوں میں آئے اپنی اپنی نبوتیں اپنی اپنی شریعتیں اپنی اپنی کتابوں کے سکے جاری کیے۔ انہوں نے اپنا اپنا وقت گزارا اور چلتے بنے۔ سنو ذرا ابھی کوئی بھی نبی اُس کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی صورت میں دنیا میں نہیں بھیجا تھا، عالمِ ارواح جہاں سب روحیں اکٹھی ہوئیں، جہاں عالم ارواح میں انبیاء بھی اولیاء بھی ،اتقیاء بھی فقہاء بھی ،صلحاء بھی، عابد بھی، زاہد بھی، کافر بھی، ظالم بھی، فاسق بھی، فاجر بھی، رب کے باغی بھی، رب کے نافرمان بھی یہ سب روحیں اکٹھی ہو کر پھر عالمِ دنیا میں آتی ہیں۔

میرے اللہ نے عالمِ ارواح میں دو اجتماع کیے، ہوشیار ہو کر بیٹھو اور آقا ﷺ کے ساتھ اپنی محبت کا پیار کا عقیدت کا اور محبت کا ثبوت دو، تمہاری آواز میرے کانوں سے ٹکرائے اور فرشتے تمہاری طرف سے درود لکھیں۔ رب کی رحمتوں کا نزول ہو، یہ کس نبی کا تذکرہ ہونے لگا ہے اور جس نبی کا نام رکھا ہے تو محمد ﷺ رکھا ہے۔ قرآن پڑھنے لگا ہوں اور شانِ مصطفیٰ ہے، قربان جاؤں میرے رب نے دو اجتماع کیے عالم ارواح میں ایک اجتماع عام کیا انبیاء کرام تم بھی آؤ، اولیاء تم بھی آؤ، صدیقین تم بھی آؤ، شہید و تم بھی آؤ، فقیر و تم

بھی آ ؤ، اہلحدیثو تم بھی آ ؤ، دیو بندی، بریلوی ، شیعہ، عیسائی، سکھ، مرزائی، ہندو، یہودی، انگریز غیر مسلم یہ جتنے بھی لوگ ہیں ان کا عام اجتماع کیا، سب کا عام اجتماع کیا اور میرے اللہ فرماتے ہیں اب قرآن سننا اور تڑپ جانا اور قرآن کے ساتھ پیار کا ثبوت دینا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ o﴾ (الاعراف : 172)

سب کہو سبحان اللہ۔ اللہ ان سب کے سینے اس قرآن کے نور کے ساتھ منور فرما۔ آمین! ان کے ذہنوں کو اس قرآن کی خوشبو سے معطر فرما۔ آمین! اللہ اس قرآن پر عمل کی توفیق نصیب فرما۔ آمین! رب کیا فرماتے ہیں۔

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے ایسے ہی لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ ہماری تو روح کی غذا ہے ہماری جان جو ہے ہمارے ایمان کی بقا جو ہے ہمارے ایمان کی جان جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ اللہ اللہ یہ نبی بھی بیٹھے ہیں اور ولی بھی بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اے آدم کی اولاد اللہ کیا آرڈر ہے۔ فرمایا سب آ گئے ہو۔ نبیو، ولیو، صدیقو، شہیدو جو جو بھی ہو آ گئے ہو۔ قیامت تک آنے والی تمام روحیں آ گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کون پوچھتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بتاؤ میں تمہارا رب ہوں یا نہیں۔ سب یک زبان ہو کر کہتے ہیں انبیاء بھی، اولیاء بھی، صدیقین بھی، شہداء بھی، اولیاء بھی، اتقیاء بھی، فقہاء بھی، اہلحدیث بھی ، دیوبندی بھی ، بریلوی بھی، شیعہ بھی، مسلم بھی، غیر مسلم بھی، سب جواب دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ میں تمہارا رب ہوں کہ نہیں سب کہتے ہیں۔ قَالُوْا بَلٰى اللہ تم ہی ہمارے رب ہو، ماننے والو کہو

اللہ تم ہی ہمارے رب ہو، جو نعرہ عالم ارواح میں لگا کر آئے ہو وہ نعرہ اُس کو زندہ کر لو یاد کر لو قَالُوْا بَلٰی اللہ ہاں تو ہی ہمارا رب ہے اللہ تم ہی ہمارے مشکل کشا ہو اللہ تم ہی ہمارے حاجت روا ہو۔ اللہ تم ہی پار لگانے والے ہو۔ اللہ تم ہی اولاد دینے والے ہو۔ اللہ تم ہی گنج بخش ہو، اللہ بیماریاں بھی دینے والا تو ہے، اللہ تندرستی دینے والے بھی تم ہو، اللہ ہر نفع ونقصان کا مالک تو ہے، ہم نے تمہیں اپنا الٰہ مانا ہے، قَالُوْا بَلٰی اللہ تم ہی کارساز ہو۔ اللہ تم ہی روزی دینے والے ہو۔ رب کیا فرماتے ہیں قَالُوْا شَهِدْنَا بات ہو جائے تو بات پر گواہی ہونی چاہیے نہ، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قَالُوْا شَهِدْنَا. اے بات کرنے والو گواہ ہو جاؤ میں تمہارا رب ہوں۔ اب اس بات پر قائم رہنا اس سے پیچھے نہیں ہٹنا جو بندہ بندے سے بات کر کے بھول جائے لوگ کہتے ہیں محفل سے دفعہ ہو جاؤ۔

تم کوئی انسان ہو تمہاری زبان کوئی نہیں، جو رب سے بات کر کے جھٹلا دے رب اس کو اچھا سمجھے گا؟ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین! سب نے کہا تھا مشکل کشاء حاجت روا رزق عطا کرنے والا، نفع ونقصان کا مالک، عزت و ذلت کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ آج کچھ روگردانی کر رہے ہیں۔

میں پھر کہوں گا ڈنکے کی چوٹ کہوں گا کعبہ کے رب کی قسم اُٹھا کر کہوں گا۔ اہلحدیثو! تمہیں اہلحدیث ہونا مبارک ہو، وہ وعدہ جو عالمِ ارواح میں ہم اپنے رب سے کر کے آئے ہیں اُس وعدہ پر اہلحدیث کا بوڑھا بھی، اہلحدیث کا جوان بھی، اہلحدیث کا بچہ بھی، اگر اس وعدہ پر آج قائم ہے تو اہلحدیث قائم ہے۔ جو یہ بات کرتا ہے کہ ہر نفع ونقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اللہ اس وعدہ پر موت تک قائم رکھنا آمین جو اس وعدہ پر قائم رہ گیا وہ کامیاب ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شَهِدْنَا گواہ ہو جاؤ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کہیں قیامت والے دن یہ نہ کہو ﴿اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝﴾ ہمیں تو پتہ ہی نہ چلا ہم تو بے خبر تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گواہی دو قربان جاؤں یہ ایک اجتماع ہو گیا۔

اللہ نے جب اپنی وحدانیت کا اجتماع کر لیا فرمایا اولیاء، صدیقین، شہداء اور دوسرے

جتنے بھی سب کو چھٹی اور کون رہ جائیں اکیلے میرے انبیاء کرام علیہم السلام رہ جائیں۔ یہ خاص مہمان رہ جائیں یہ مہمانانِ خصوصی ان کی الگ مجلس ان کا الگ اجلاس ہوگا، اس کی وجہ کیا ہے، اللہ ان دوسروں کو بھیج دیا ہے۔

فرمایا اب بات جس کی آنے والی ہے وہ ہے بھی سب سے اعلیٰ ہے۔

اے اللہ ان کو بھیج دیا ہے فرمایا وہ عام بات تھی اب بات خاص ہے۔ خاص بات عام لوگوں میں نہیں کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب دوسرا اجتماع کیا یعنی جو یہ کانفرنس ہوئی ہے اس کی دوسری نشست کا اجلاس شروع ہونے لگا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ** کہو سبحان اللہ۔ آج کے پیر کی شان نہیں ہے آج کے پیروں کی شان اور دھوکے اخبارات میں بھرے پڑے ہیں۔ قربان جاؤں میرے نبی ﷺ کی شان کے ساتھ رب کا قرآن بھرا ہوا ہے۔ سنو ذرا ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ (آل عمران:81)

اے میرے آدم ہاں رب جی، اے میرے نوح جی رب جی اے میرے خلیل اللہ جی اللہ جی، اے میرے ذبیح اللہ جی رب جی، اے میرے کلیم اللہ جی رب جی، اے میرے یوسف جی رب جی، اے میرے یعقوب جی رب جی، اے میرے ایوب جی رب جی، اے میرے شعیب جی رب جی، اے ادریس جی اللہ جی، تم سب آ گئے ہو جی اللہ جی آ گئے ہیں میں تمہیں نبوتیں دے دوں، اللہ دے دو، کتابیں دے دوں، اللہ دے دو، شریعتیں دے دوں، اللہ دے دو، فرمایا تم دنیا پر چلے جاؤ، اپنے اپنے علاقوں میں چلے جاؤ، اور جا کر اپنی اپنی نبوتوں کے سکے چلاؤ، اپنی اپنی شریعت نافذ کرو، اپنی اپنی کتابوں کے حکم جاری کرو، ہوا کیا کہیں موسیٰ علیہ السلام کا ڈنکا گرج رہا ہے، کہیں عیسیٰ علیہ السلام کا ڈنکا بج رہا ہے، کہیں زبور کا بول بالا ہے، کہیں صحیفے جو ہیں ان کا بول بالا ہو رہا ہے، اے میرے انبیاء کرام ہوگا کیا

ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ جوسب کے بعد آئے گا۔ وہ کیا کرے گا۔
ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ تم میں ایک آخرالزمان رسول آئے گا کیا کرے گا مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ تمہاری پہلی کتابوں کی تصدیق کرے گا۔ تمہاری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ اللہ یہ آمنہ کا لال ابھی تو تم روحوں سے مخاطب ہو۔ اللہ ابراہیم آیا، نبی اسماعیل آیا، نبی موسیٰ آیا، نبی زکریا آیا، نبی یحییٰ آیا، نبی شعیب آیا، نبی ادریس آیا، نبی لوط آیا، نبی نوح آیا، نبی الیاس آیا، نبی سلیمان آیا اور ان کے آنے کے بعد میں نے ان کو نبوتیں دیں، یہ جب آئے ان کو وقت کے مطابق نبوتیں دیں، وقت کے تحت ان سے نبوتیں لے لیں۔ یہ جو نبی آخرالزماں جناب محمد ﷺ ہے۔ اللہ شان کب دی ہے۔ بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین! اللہ کی قسم بابا جی نے بڑی پیاری بات کی ہے اگر لاکھوں من سونا ہو لکھنے کے قابل ہے لکھ کر لے جاؤ۔ بابا جی کہتے ہیں شاہ عبدالغنی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین!

اپنے بزرگوں کے لیے دُعائیں کیا کرو۔

وہ دوسرا اجتماع جس کے اندر انبیاء علیہم السلام کی کانفرنس تھی، بابا جی کیا کہتے ہیں۔

ک کن دیاں منزلاں اجے پہلیاں سن

فیصل آباد والو یہ نہ کہا کرو کہ اہلحدیث کو نبی ﷺ کی عظمت سے پیار نہیں ہے۔ نبی ﷺ کی شان نہیں آتی ہے۔ نبی کے ساتھ ان کو عقیدت نہیں ہے۔ نبی کا احترام نہیں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں بڑے بھائی جیسا جانتے ہیں اللہ کی لعنت ہو اس پر جو نبی ﷺ کو بڑے بھائی جیسا سمجھتا ہے وہ جو نبی کو بڑے بھائی جیسا سمجھے اس پر لاکھوں لعنتیں ہوں، ہم کیا کہتے ہیں۔

سڑ جائے زبان اُس گستاخ نکارے دی
کردا اے توہین جیہڑا جگاں دے لاڑے دی
اُو لعنت تمام اُس تے رب جبارے دی

کج نئی سو کھٹنا جگوں اوترا ہی جاوناں

میرا پیر کون ہے۔

چن تے سورج جسدے حسن لے تے جھول دے
فرشتے وی جسدا حکم نمیں عدول دے
زمین آسمان ایسے گل تے نے پھول دے
روضہ رسول جھاتی رَج رَج پاونا

ایسے ہی کہا کرتے ہو کہ ان کو خوشی نہیں ہے کہ سوائے ابلیس کے سب خوشیاں کر رہے ہیں ٹائم پر بتاؤں گا کون خوشی کرتا ہے اور کون خوشی نہیں کرتا ہے۔ سن لو ذرا میں کیا بتانا چاہتا ہوں۔

اللہ شاہ عبدالغنی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ آمین!

ک کن دیاں منزلاں اجے پہلیاں سن
جدوں میرے نبی دی لوئی ہوئی سی
رب لکھ دِتا سی ختم رَسالتاں دا
مٹی آدم دی اُودوں اجے گوئی ہوئی سی

کوئی بات سمجھ آئی ہے کہ نہیں آئی، پھر سمجھ لو پنجابی کی بات ہے، فرماتے ہیں۔
ک کن یعنی رب کُن کہے اور ہر کام ہو جاتا ہے۔

ک کن دیاں منزلاں اجے پہلیاں سن
جدوں میرے نبی دی لوئی ہوئی سی
رب لکھ دِتا سی ختم رَسالتاں دا
مٹی آدم دی اُودوں اجے گوئی ہوئی سی

آگے کیا کہتے ہیں بات بڑی پیاری کرتے ہیں۔

آیا سارے جہان دا چن بن کے

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے میرے بڑے سلف صالحین جو دنیا سے چلے گئے ہیں اُنہوں نے اپنی زندگی گزاری ہے تو محبتِ مصطفیٰ علیہ السلام میں گزاری ہے۔کوئی کتاب کھول کر دیکھ لو۔ کبھی کسی اور کی تعریف نظر نہیں آئے گی۔ایمان سے بولو یہ تعریف کس کی ہو رہی ہے آمنہ کے لال علیہ السلام کی۔کہتے ہیں۔

آیا سارے جہان دا چن بن کے
جدی وچ بابل پیش گوئی ہوئی سی
صمصام اُس زمین نوں پاگ لگے
جیہڑی مدتاں تو موٹی سیوئی سی

میرے اللہ نے وہاں وعدہ لے لیا۔

ثُمَّ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ میرے نبیو آخری نبی آجائے تو تم نے کیا کرنا ہے۔مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ اس کی تصدیق کرنی ہے۔لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ اُس پر ایمان لانا ہے۔اس کی پیروی کرنی ہے۔اس کی اتباع کرنی ہے۔اس کی فرمانبرداری کرنی ہے۔لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ اور میرے نبی کی مدد بھی کرنی ہے۔اب یہاں کوئی کہہ سکتا ہے کہ لیجئے یہاں رب نہیں کہہ رہا کہ نبی کی مدد کرو۔ یہ شرک نہیں، زندہ سے دنیا کے کاموں میں ایک دوسرے سے مدد لینا جائز ہے۔مردہ سے مدد لینا جائز نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام نے وعدہ کر لیا اللہ ٹھیک ہے کہ تیرا نبی آئے اور اللہ فرماتے ہیں تم کیا کرو گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ اُدھر کیا تھا وہاں کہا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا گواہ ہو جاؤ۔ یہاں کہا قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ کیا تم گواہی دیتے ہو۔انبیاء علیہم السلام کہتے ہیں۔قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ہاں اللہ ہم سب گواہی دیتے ہیں ﴿قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝﴾ (آل عمران:81) وقت گزرتا گیا۔ٹائم گزرتا گیا جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے حالات اس طرح کے تھے میں تو تفسیر کی کتب میں پڑھ رہا تھا۔

اللہ نے اُس بستی کی طرف نبی بھیجا ہے جو بستی تباہ ہو چکی ہوتی تھی، اُن کی حالتیں خراب ہو چکی ہوتیں۔ یعنی اُن میں تہذیب وتمدن ہر چیز ختم ہو چکی ہوتی۔ اللہ اُن کی اصلاح کے لیے بھیجتے یہ دیکھو ان کا حال کیا تھا ایک خود بتاتا ہے کہتا ہے کہ میں سفر پر چلا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میرا سامان باندھ دو۔ سامان باندھ دیا، قافلہ کا سامان تیار ہو گیا زادِ راہ اس نے میری سواری پر رکھ دیا، میں نے سفر شروع کر دیا، کہتا ہے چلتے چلتے عبادت کا ٹائم آ گیا۔ میں نے تھیلہ کھولا اس میں سے میرا رب غائب تھا، اندر سے میرا رب غائب تھا، مشکل کشاء خود ہی غائب ہو گیا کہتا ہے میں حیران پریشان ہو گیا کہ رب کہاں چلا گیا ہے، حقیقت بات ہے کہ مشرک کی عقل ختم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس شرک جیسی لعنت سے بچا کر رکھے آمین۔

اللہ کی قسم ہے کہ یہ شرک اللہ تمہارا احسان ہے مولا کہ تم نے ہمیں شرک جیسی لعنت سے بچایا ہے شرک نے ہمارے گھر آ کر جوتے کھانے ہیں شرک تو خبیثوں کا گھر ڈھونڈتا ہے کون سے گھر جاؤں جو مجھے گلے ملیں۔ ہمارا کوئی شرک سے تعلق نہیں ہے۔ ہمارا ازل سے دشمن ہے۔

توحید اور شرک کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔ سنت اور بدعت کا آپس میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔ سنو کہتا ہے کہ میں وہ تھیلہ اور اس کا سامان ڈھونڈوں مگر میرا رب غائب ہے، اب عبادت کا ٹائم ہے اور میں کس کی عبادت کروں۔ رب تو غائب ہے۔ کہتا ہے میں پریشان کھڑا ہوں توبہ اللہ میری توبہ۔ کہتا ہے اتنی دیر میں میری اُونٹنی نے پیشاب کر دیا، میری اُونٹنی نے پیشاب کیا اور وہ جگہ گیلی ہو گئی میں نے وہاں سے مٹی اٹھائی معبود بنایا اور اس کے سامنے سجدہ کیا، اُس کو میں نے سجدہ کیا اور اس کو وہاں پھینک کر آگے روانہ ہو گیا، جب سمجھ آ گئی جب میرا نبی آ گیا آمنہ کا لال آ گیا اُس وقت سُن لیا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝﴾ (اخلاص) جب یہ سن لیا پھر سب معبودوں کی چھٹی ہو گئی، یہ ایک اور آیا ہے جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ کے پاس یہ زمانہ نبوت کے قبل سے پہلے کی بات ہے۔ حالات کیا تھے، یہ کیا

کرتے تھے، کن حالات میں سے گزرتے رہے، بابا جی حالی رحمۃ اللہ علیہ کہہ گئے ہیں۔

قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا
کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا
اسی طرح در در نیا اک خدا تھا
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
قیدوں میں کٹتا تھا اُن کا زمانہ
چلن اُن کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہوا کیا یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جان دے بو کو بے بشرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی بہلوئے آمنہ سے ہویدا
دُعائے خلیل اور نوید مسیحا

بھول گئے ہو نہ میرا عیسیٰ بشارتاں دے کر گیا:

﴿وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ﴾ (الصف : 6)

میرے بعد ایک احمد آئے گا، آقا کا آسمانوں پر نام احمد اور زمین پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

قرآن کے پروانو بات سن لو ذرا میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ میرے آقا علیہ السلام سے پہلے کے حالات کس طرح کے تھے، میں جب عمرہ کرنے گیا حاجیوں کو پتہ ہے کہ ابھی بھی وہ نشان باقی ہیں جب بیت اللہ کی طرف جائیں جو وہ سڑک بڑی شاہراہ صحن حرم کی طرف آتی ہے۔

وہاں ساتھ پل کے قبرستان ہے جہاں پہلے وقت کی زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کی قبروں کے نشان باقی ہیں آج تک باقی ہیں۔ بیت اللہ کی طرف جاتے ہوئے جدہ کی طرف سے آتے ہوئے حرم سے باہر مسجد کے صحن سے باہر ایک پل آتا ہے پل کراس کریں تو بائیں طرف نیچے کنواں نما جگہ ہے وہاں وہ قبروں کے نشان باقی ہیں میں نے دوستوں سے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے کہنے لگے یہ وہ جگہ ہے جہاں کافر بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ توبہ اللہ میری توبہ۔ قرآن کے پروانو بات سن لو ایک آدمی آیا یہ گھر سے چلا ہے۔ ابھی میرے آقا علیہ السلام نے اعلانِ نبوت نہیں کیا، یہ آدمی گھر سے چلا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے گھر کی اُمید تھی۔

اپنی بیوی سے کہنے لگا اے میری گھر والی میں تو تجارت پر جا رہا ہوں پتہ نہیں مجھے سال یا دو سال لگ جائیں یا مجھے تین سال لگ جائیں۔ اگر رب نے مجھے بیٹا دیا تو رکھ لینا اگر بیٹی دے تو اسے قتل کر دینا آج کا معاشرہ دیکھو آج کے معاشرہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو نعوذ باللہ معاذ اللہ کہتے ہیں ہمارے لیے ہی بیٹیاں رہ گئی ہیں۔ جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ نے فرمایا یہ قرآن میرے ہاتھ میں ہے بات میری نہیں میرے آقا علیہ السلام کی بات ہے میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مسلمان کے گھر میں تین بیٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تین بیٹیاں پیدا ہوں، میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا جب بیٹی پیدا ہوتی ہے تب رب کی دس رحمتیں ساتھ لے کر آتی ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جس کی تین بیٹیاں ہیں وہ اپنی بیٹیوں سے محبت اور پیار کرتا ہے اُن کی پرورش کرتا ہے اُن کو تعلیم سکھاتا ہے اُن کو دین کی تعلیم سکھاتا ہے وہ بچیاں جوان ہو جاتی ہیں اور اُن کا دینی گھرانے میں نکاح کر دیتا ہے اُن کو روانہ کر دیتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جہانوں کے پیر نے فرمایا جب سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو میرے نبی الوداع کرنے لگے تو میرے آقا علیہ السلام نے سینے سے لگایا اور میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمایا اے میری بیٹی فاطمہ اللہ تعالیٰ نے قانون ایسے بنائے ہیں اگر یہ بیٹیاں گھر رکھنے والی چیزیں ہوتیں اے میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا میں کبھی بھی تمہیں جدا نہ کرتا،

مگر اللہ تعالیٰ کا حکم اور آرڈر یہ ہے جہانوں کے پیر فرماتے ہیں کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ تین بیٹیاں عطا کرتا ہے اے بیٹیاں والو قسمتاں والو جن کو اللہ تعالیٰ نے بیٹیاں عطا کی ہیں۔ اے میری ماؤں بہنو تم بھی نوٹ کرلو۔ اپنے دل و دماغ کی تختیوں پر منقش کر لینا یہ کتاب وسنت کے پھول اور کلیاں اپنی جھولی کی زینت کر کے لے جانا تمہارے بارہ میں میرے آقا علیہ السلام نے کیا فرمایا جس کے گھر میں تین بیٹیاں ہیں اُن کو تعلیم سکھاتا ہے وہ جوان ہوں تو اُن کی شادی کرتا ہے، دینی گھرانے میں اُن کی شادی کرتا ہے۔ جہانوں کے پیر ﷺ فرماتے ہیں۔ کل جنت الفردوس میں اس طرح میرے ساتھ ہوگا۔ ایک اُٹھا کہتا ہے سوہنیا جس کی تین نہ ہوں دو ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ہاں وہ بھی تربیت کرے اس طرح اُن کی پرورش کرے اور نکاح کرے وہ بھی جنت میں اس طرح میرے ساتھ ہوگا، اللہ جن بہنوں کے بھائی نہیں ہیں ان کو نیک بھائی نصیب فرما آمین! اللہ جن کے پاس نرینہ اولاد نہیں اُن کو نرینہ اولاد نصیب فرما آمین! اللہ جن بہنوں کے پاس بھائی نہیں اُن کو نیک بھائی نصیب فرما آمین!

شالا وچھڑن نہ ویر بھیناں دے
تے ایناں ہور نمانیاں بھیناں
جناں بھیناں دے ویر نہ ہون
اُوناں کی دنیا تے رہنا

یہ آدمی آیا بات سننے والی ہے ذرا یہ آدمی چلا گیا ڈھائی تین سال کے بعد آیا واپس آیا اور کیا دیکھتا ہے اس کے گھر میں ایک ڈھائی تین سال کی بڑی پیاری بچی کھیل رہی ہے۔ کبھی اندر جاتی ہے کبھی باہر آتی ہے کبھی اپنی ماں کی گود میں بیٹھتی ہے کبھی باہر گلی میں چلی جاتی ہے کبھی اپنی ماں سے پیار کرتی ہے کہتا ہے محبوب میں دیکھتا ہوں یہ بچی کون ہے کس کی ہے کہتا ہے سوہنیا میں نے اپنی بیوی سے پوچھا یہ بچی کون ہے کہتا ہے میری بیوی نے بات ٹالنے کی کوشش کی کہ یہ ہمسایوں کی بچی ہے۔ مگر سوہنیا خون اپنا اپنا ہی ہوتا ہے مجھے پتہ چل گیا کہ یہ میری بچی ہے کہتا ہے میرے محبوب وہ بچی مجھے بڑی پیاری لگی مجھے اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں

بڑی پیاری لگیں مجھے اس کے بھولے بھولے گال بڑے خوب صورت لگے اس کی چھوٹی چھوٹی باتیں مجھے بڑی اچھی لگیں۔ وہ باہر سے دوڑتی ہوئی آئی اور پوچھتی ہے ماں یہ کون ہے ماں نے کہا یہ تیرا باپ ہے، بچی دوڑ کر میرے سینے سے لگ جاتی ہے کہتی ہے اے ابو تم کہاں گئے تھے، جو دوسرے محلے کے بچے تھے اُن کے باپ روزانہ آ جایا کرتے تھے مگر ابو تم اتنی دور کیوں چلے گئے تھے کہتا ہے سوہنیا وہ بچی مجھے بڑی پیاری لگتی ہے میں اس کو انگلی سے لگا کر مکہ کے بازار میں چلا جاتا ہوں۔

کہتا ہے سوہنیا وہ بچی میرے ساتھ پیار محبت کی باتیں کرتی ہے اس کتاب کو اتارنے والے کی قسم ہے لوگو بیٹو سے زیادہ بیٹیاں پیاری لگتی ہیں ان بیٹو کے لیے جن کے لیے روزی کماتے ہو جن کے لیے جائیداد بناتے ہو پتہ نہیں انہوں نے تیرے مرنے کے بعد تیرے جنازہ کو کندھا بھی دینا ہے کہ نہیں دینا انہوں نے تمہاری قبر پر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے۔ جو بیٹیاں ہیں یہ والدین کے دُکھ سہنے والی والدین کے دُکھ اُٹھانے والی ہیں کہتا ہے سوہنیا وہ بچی مجھے بڑی پیاری لگتی ہے اور میں مکہ کے بازار میں چلا گیا، آگے مکہ والے ابو جہل اور اس کے دوست بیٹھے ہیں کہتا ہے اُنہوں نے مجھے دیکھا اور دور سے ہی مجھے طعنے مارنے لگے۔ وہ دیکھو داماد والا آ گیا ہے۔ وہ دیکھو بیٹی والا آ گیا ہے۔ اس کی غیرتیں ختم ہوگئی ہیں کل کو اس کا داماد بنے گا، کل کو یہ داماد والا کہلوائے گا، کل کو اس کی بیٹی کسی کے گھر جائے گی، کہتا ہے سوہنیا اُنہوں نے مجھے اتنے طعنے دیئے کہ میں نے بچی کو واپس لیا اور میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اس کو کپڑے پہناؤ۔

اس نے اس کو خوبصورت کپڑے پہنائے کہتا ہے میں اپنی بیوی سے نظر بچا کر کھدال جو ہے اپنے کندھوں پر رکھ لیتا ہوں۔ بچی کو میں انگلی سے لگا کر مکہ کے بازار کی طرف چل پڑتا ہوں یہ تم بھی جانتے ہو کہ باپ کچھ دنوں کے بعد سفر سے واپس گھر جائے تو چھوٹے چھوٹے بچے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ابو کہاں جا رہے ہو کیا لینے جا رہے ہو، ہمیں کیا لا کر دو گے، بچی نے بھی سمجھا میرا باپ آیا ہے مجھے ساتھ لے کر جا رہا ہے۔ کہتی ہے ابو اتنی

دیر بعد آئے ہو اب مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو، کہتا ہے سوہنیا میں تو اس وقت درندہ بنا ہوا تھا، مجھ پر کوئی بات اثر نہیں کر رہی تھی۔ میں اس بچی کو لے کر چلتا جا رہا تھا اس کو جنگل کی طرف لے کر جا رہا تھا، وہ چھوٹی بچی کبھی میرے آگے کبھی میرے پیچھے دوڑتی ہے کبھی دائیں کبھی میرے بائیں طرف دوڑتی ہے۔ کہتا ہے سوہنیا چھوٹی سی زبان سے باتیں کرتی ہے کہتا ہے میں نے جنگل بیابان میں جا کر گڑھا نکالنا شروع کر دیا۔ کہتا ہے محبوب وہ بھولی، پیاری اور گناہوں سے پاک صاف بچی بیٹھ گئی۔

میرے چہرہ کی طرف دیکھتی ہے اور کہتی ہے ابو اس گڑھے کا کیا کرنا ہے اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی کہتا ہے سوہنیا وہ اپنے ہاتھوں سے اُس گڑھے یا قبر سے مٹی نکالتی ہے جب میرے چہرے پر یا کپڑوں پر گردوغبار پڑ جاتی تو وہ اپنا کپڑا اتار کر میرا چہرہ صاف کرتی ہے کبھی میرے ہاتھ اور کبھی میرے پاؤں صاف کرتی ہے کہتا ہے محبوب میں گڑھا تیار کرتا جا رہا ہوں اور بچی پوچھتی ہے ابو اس کا کیا کرنا ہے اس کی کیا ضرورت ہے کہتا ہے جب گڑھا تیار ہو گیا میں نے بچی کو اُٹھا کر گڑھے میں پھینک دیا میں نے برتن میں مٹی لے کر اس پر پھینکنا شروع کر دی، یہ بچی کہتی ہے ابو میرا کوئی گناہ تو بتاؤ، میرا کوئی قصور تو بتاؤ، ابو میرا کوئی جرم یا کوئی خطا تو بتاؤ، ابو مجھے ڈھائی تین سال ہو گئے ہیں تیرا راستہ دیکھتے کب میرا باپ آئے گا اے ابو میرا گناہ تو بتاؤ، میں نے تمہاری عزت میں فرق تو نہیں کیا اے ابو میں نے تمہاری عزت کو داغ داغ تو نہیں کیا اے ابو میں نے تم سے روپوں کا مطالبہ تو نہیں کیا، اے ابو میں نے تم سے کسی چیز کا مطالبہ تو نہیں کیا، اے ابو تم مجھے کیوں مار رہے ہو، آخر میرا گناہ جرم اور میری خطا تو بتا دو، کہتا ہے میں برتن مٹی کے بھر بھر کے اوپر پھینک رہا ہوں، بچی چیخیں مارتی جا رہی ہے اور بچی ایک بات کہتی ہے۔

نہ تیرے کولوں پیسے منگاں
نہ تیرے وَل آواں
کلیاں چھوڑ نہ جاویں بابل

میں روندی روندی مر جاواں

کہتا ہے سوہنیا میں اُوپر مٹی پھینکتا جا رہا ہوں اور بچی کے آخری سانس رہ گئے تو بچی ایک بات کرتی ہے۔ ابو

جس دن روز حشر دا ہوسی مولا دے دربارے
اُس دن لبھ لواں گی تینوں لے لاں گی بدلے سارے

ایسے ظالم لوگ بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے تھے، بچیوں کو ناجائز قتل کرنے والے بچیوں کو ناجائز دفن کر کے واپس آ جانے والے، مگر میرے نبی جنابِ محمد ﷺ آئے میرے آقا علیہ السلام آئے۔ تو بچیوں کو عزتیں ملیں، مظلوموں کو سہارا ملا، یتیموں کو شفقت کا ہاتھ ملا، جو حق دار تھے اُن کو حق ملا، کفر جو ہے دوڑ گیا، بابا جی ایک بڑی پیاری بات کرتے ہیں، بات بڑی پیاری لکھ گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

ودھے حوصلے کل کمزوراں دے
ٹٹ زور گئے شاہ زوراں دے
سوہنا دکھیاں نوں گل لان آیا
کائنات دا سوہنیا امام آیا
جدے حسن دی جگ وچ دُھم پے گی
سب نبیاں دا سلطان آیا
اُوناں بچیاں روندیاں تے کرلاندیاں نوں
قبراں وچ پوریا جاندا سی
اُوناں بے بس تے مظلوماں لی
سوہنا رحمت دا پیغام آیا
کائنات دا کلا امام آیا
کائنات دا سوہنا امام آیا

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین! میں ان باتوں پر اکتفا کرتا ہوں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں، یہ حالات میرے آقا علیہ السلام کے آنے سے پہلے کے تھے کہ لوگ کس طرح جاہلیت کے اندر اپنا وقت گزار رہے تھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بچپن جناب ابراہیم علیہ السلام

﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنَآ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ﴾

(الانبیاء: 51)

اور البتہ تحقیق ہم نے دکھائی راہ ابراہیم علیہ السلام کو نیک وَمِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَالِمِیْنَ اور اس سے پہلے بھی ہم اُس کی خبر رکھتے تھے۔

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کا ترجمہ! اس وقت عام فہم اپنی اُردو زبان میں سماعت فرمایا ہے۔ یہ مقام عالی شان اللہ احکم الحاکمین کی پُر رحمت اور پُر حکمت کتاب کا سترہواں پارہ، سورۃ کا نام سورۃ انبیاء ماہِ ذوالحج کے اندر ایک واقعہ حجِ بیت اللہ کا اور دوسرا بڑا اہم واقعہ جناب اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کا ہے۔ انسان قربانی کئی قسم کی پیش کرتا ہے۔ کوئی قربانی اپنے مال کی دیتا ہے اور کوئی قربانی بھیڑ بکرے کی دیتا ہے کوئی قربانی گائے کی کرتا ہے اور کوئی قربانی اُونٹ کی دیتا ہے۔ اس کی یہ قربانی ہے مگر سب سے بڑی قربانی یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی قربانی دے۔ اپنی خواہشات کو ترک کرے اور اللہ کے حکموں کی پیروی کرے یہ سب سے بڑی قربانی ہے۔ یہ دو چار ہزار دس ہزار کا جانور خرید کر قربانی کر دینا ٹھیک ہے۔ اجر وثواب ہے مگر جو قربانی اپنی جان کی قربانی ہے اُس کے اجر وثواب کا کیا کہنا یہ جو اسلام آج ہم تک پہنچا ہے یہ اسلام کوئی ویسے ہی نہیں ہم تک پہنچ گیا۔ اس اسلام کو ہم تک پہنچانے کے لیے سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں انبیاء علیہم السلام نے صدیقوں نے، اولیاء الرحمٰن نے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش کیں۔

اگر وہ اپنی قربانیاں پیش نہ کرتے تو یہ اسلام ہم تک نہ پہنچتا۔ ہم نے بھی آج پتھروں

کی کوئی نہ کوئی شکل پوجنا تھی، لیکن اُن کی قربانیوں کا ثمر اُن کی قربانیوں کا صلہ اُن کی قربانیوں کا پھل اور نتیجہ آج اسلام جو ہم تک پہنچ چکا ہے اور جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے۔ اللہ زندہ رکھنا تو اس اسلام پر رکھنا موت دینا تو اس اسلام پر دینا۔ آج میں واقعہ آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال صاحب شرف و کمال نبی بے مثال اور ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جدِّ امجد جناب ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام سب کہہ دو (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا تذکرہ شروع کر رہا ہوں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کون تھے۔ کن حالات میں دنیا میں تشریف لائے، کن حالات میں سے گذرے ہیں۔ کون سی آزمائشوں میں سے گزر کر گئے ہیں۔ کتنے ان پر امتحان آئے ہیں اور کتنے امتحانوں میں پاس ہوئے ہیں۔ اللہ کی رحمت جس پہ ہو جائے اُس کے قدم نہیں ڈگمگاتے۔ کوئی ایک امتحان نہیں آیا بلکہ کئی امتحان آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے سب میں کامیاب کر دیا ہے۔ جناب نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے بولو کتنے بیٹے تھے چار، آپ علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ ایک کا نام تھا حام۔ ایک کا نام تھا سام، ایک کا نام تھا کنعان، اور چوتھے بیٹے کا نام تھا یافث تین بیٹے نوح علیہ السلام کے آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور کنعان جو ہے وہ پانی میں غرق ہو گیا۔

باقی جو تین بیٹے تھے جناب نوح علیہ السلام کے باقی بچے ان کی نسل آگے چلی ایک بیٹا جناب نوح علیہ السلام کا سام جو تھا، اس کی نسل میں سے چلتے چلتے چلتے چلتے چھٹی جگہ پہ جا کر جو ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اُس کا نام مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے یافث سام میں سے پیدا ہوتا ہے ارفخشذ اس میں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں سے شاروصپیدا ہوتا ہے، اُس میں سے یافث پیدا ہوتا ہے اصل میں یہی نمرود تھا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام اور نمرود چھٹی پشت میں جا کر نوح علیہ السلام کی نسل میں ملتے ہیں۔ آپس میں تایا چاچا کے بھائی بھائی تھے، سام کی نسل میں سے نمرود ہوا کنعان جو غرق ہو گیا ہے اور حام جو بھائی بچا ہے حام کے گھر میں سے آگے جو بیٹا پیدا ہوتا ہے اُس نے پھر اس کا نام کنعان رکھا۔ بات سمجھنا نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام کنعان تھا اور ایک پوتے کا نام کنعان تھا۔ یہ حام میں سے جو کنعان پیدا ہوا نوح علیہ السلام کا

پوتا۔ اس میں سے چلتے چلتے چلتے چلتے اولاد نسل در نسل بڑھتی بڑھتی ابراہیم علیہ السلام کا باپ تورات میں لکھا ہے تارخ اس کا نام ہے۔

قرآن نے اس کا نام آزر بیان کیا ہے۔ قالیدی زبان کے اندر آزر ایک لقب ہے نام نہیں ایک تخلص ہے۔ آزر اُس کو کہا جاتا تھا جو بتوں کا سب سے بڑا پجاری اور بتوں کو بنانے والا اور فروخت کرنے والا۔

تارخ۔ آزر بندہ ایک ہے تارخ اُس کا نام لے تو آزر اُس کا لقب مفسرین رحمہ اللہ نے بیان کر دیا ہے۔ یعنی کہ یہ بتوں کی پرستش میں اُن کی پوجا میں اُن کی خرید وفروخت میں اتنا مشہور ہوا کہ اس کا نام ہی آزر پڑ گیا۔ بابل شہر جو نمرود کا دارالخلافہ دارالحکومت اُس کے قریب ایک قصبہ ہے جس کا نام عور ہے۔ جہاں جناب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں۔ اب بات سن لو ذرا! بات ذرا دھیان سے توجہ سے نوٹ کرنا سماعت کر لینا۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ان شاء اللہ الرحمٰن میں مسلسل خطباتِ جمعہ کے اندر جناب ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر آپ علیہ السلام کی اولاد تک کے جوان ہونے کا اور فوت ہونے کا تذکرہ کروں گا۔

ایک رات کا ٹائم ہے نمرود کو ایک خواب آئی اب خواب کی بات سُن لو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خواب اچھی بھی آتی ہے اور خواب بری بھی آتی ہے۔ مسئلے کی بات سمجھ لو۔ یہ خواب ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ کچھ بندوں کی عادت ہوتی ہے چار پائی پر اُٹھ کر بیٹھتے ہیں اور کوئی بات نہیں کرتے۔ اُٹھتے ہی پہلی بات کرتے ہیں کہ آج مجھے بہت بُری خواب آئی ہے۔

میرے آقا علیہ السلام نے اس بات سے منع فرمایا خواب اُس کے سامنے بیان کرو جو خواب کی تعبیر سمجھتا ہے خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ یہ جب تک خواب کی تعبیر بتائی نہ جائے۔ لٹکتی رہتی ہے۔ مکمل نہیں ہوتی۔ تعبیر بتانے والا جو تعبیر بتا دے پھر اُس کی تعبیر بتائی پر عمل کرنا چاہیے۔

نمرود کو خواب آئی کہ آسمان پہ رات کا ٹائم ہے ایک ستارہ چمکا ہے۔

وہ ستارہ جو چمکا ہے اُس کی روشنی اتنی بڑھتی ہے وہ بڑھتی بڑھتی روشنی اتنی زیادہ ہو جاتی

ہے کہ دوسرے ستاروں سے اُس کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے ۔ یہ اُٹھا اور اپنے وقت کے نجومیوں کو بلاتا ہے اُن کو اکٹھا کرتا ہے اور اس پر کپکپی طاری ہے لرزہ براندام ہے کہتا ہے اے میرے دربار والو! میرے وزیرو اور مشیرو! آج رات میں نے ایک خواب دیکھی ہے اور خواب میں نے کیا دیکھی ہے۔ آسمان پہ ایک ستارہ چمکا ہے جس کی روشنی دوسروں سے زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے ستاروں کی روشنی کو ختم کرتا ہے ایک وقت آتا ہے کہ چاند کی روشنی بھی ختم کرتا ہے ۔ مجھے بتاؤ یہ کیا خبر ہے یہ کیا بات ہے۔ نجومی جو ہیں یہ اپنے علم کا حساب لگا کر بتاتے ہیں کہ تمہیں یہ جو خواب آئی ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ ایک بچہ تمہاری سلطنت میں پیدا ہونے والا ہے کہ وہ ہدایت بن کر آئے گا اور تمہاری سب سلطنت پہ مشہور ہو جائے گا۔ تمہاری حکومت کو نیست و نابود کر دے گا ۔ طے و بالا کر کے رکھ دے گا۔ کہنے لگا اچھا وہ بچہ کب پیدا ہونے والا ہے۔ انہوں نے کہا جناب یہ جو سال جا رہا ہے اِسی سال میں ہی بچہ پیدا ہونے والا ہے ۔ اب بات سننا فیصل آباد والو! اس نے آرڈر جاری کر دیا اس نے بھرتھ کنٹرول کا قانون نافذ کر دیا۔ کہ کسی گھر اولاد پیدا نہ ہو اگر کسی گھر لڑکی پیدا ہو اُس کو رہنے دو بچہ پیدا ہو تو اُسے قتل کر دو۔ میں نے تو ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھا ہے اس نمرود نے اپنا اقتدار بچانے کے لیے اسی ہزار بچوں کو قتل کیا۔ ایک دو ہزار نہیں مگر جس کو رب رکھے اُسے کون چکھے، جس کو رب بچائے بولو اُس کو کوئی مار سکتا اُس کو کوئی نہیں مار سکتا ۔ یہ آرڈنس کہ اولاد لوگوں کے گھروں میں پیدا نہ ہو۔ یہ پہلا قانون، نمرود نے نافذ کیا۔

جس کی گھڑی ابھی چلتی چلتی ہمارے پاکستان میں بھی موجود ہے۔ یہ بچے زیادہ پیدا نہیں ہونے چاہیے کہ آبادی بڑھ جائے گی یہ منصوبہ بندی برتھ کنٹرول کا قانون مسلمانوں کا نہیں نمرودیوں کا ہے نمرودیوں کا ہے یا پھر فرعونیوں کا ہے بولو مسلمانوں کا نہیں۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جتنی زیادہ میری اُمت ہو گی اُتنا ہی میں اپنی امت پر زیادہ فخر کروں گا ، مگر جس نے دنیا پہ آنا ہے اُس نے آ کر ہی رہنا ہے دنیا کی کوئی طاقت اُس کو آنے سے نہیں روک سکتی۔ ٹائم گزرتا گیا وقت گزرتا گیا جناب ابراہیم علیہ السلام نام کتنا پیارا ہے

ابراہیم کہو نا کیا نام ہے ابراہیم علیہ السلام یہ دو لفظ ہیں سریانی زبان کے اندر (اب) لفظ الگ ہے راہیم الگ ہے۔اب کا معنی باپ ہے راہیم کا معنی رحمت ہے۔ دو لفظ بنے ابراہیم کیا مطلب رحمت کا باپ ، ابراہیم علیہ السلام کے نام کا معنی کیا ہے رحمت کا باپ ابراہیم کی پیدائش کا ٹائم قریب قریب آ رہا ہے یہ جو قصبہ ہے عور بابل شہر کے قریب جو ہے جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام عوفہ بنت سحر ہے ابراہیم کی والدہ یہ کیا کرتی ہیں نمرود کے سپاہیوں سے بچنے کے لیے نمرود کے قانون سے بچنے کے لیے اس کی نظروں سے بچنے کے لیے وہ جو گاؤں ہے قصبہ گاؤں ہے اُس کے باہر کی طرف پہاڑی علاقہ ہے اُن پہاڑوں میں ایک غار ہے اُس غار میں جا کر رہنے لگتی ہیں وقت گزرتا جاتا ہے ٹائم گزرتا جاتا ہے۔دن گزرتے جاتے ہیں اللہ کے حکم کے مطابق جناب ابراہیم علیہ السلام یہ جو ہیں پیدا ہو جاتے ہیں۔قرآن کے پروانو بات سُن لو ذرا رب اپنی قدرت کے کرشمے کس کس طرح دکھاتا ہے جس کو رب رکھے اُس کو کوئی نہیں مار سکتا اور جس کو رب مارے اُس کو بچا کوئی نہیں سکتا۔جس کو رب اُٹھائے اُس کو گِرا کوئی نہیں سکتا اور جس کو رب گرائے اُس کو اٹھا کوئی نہیں سکتا اور جس کو رب دبائے اُس کو اٹھا کوئی نہیں سکتا۔جس کو رب بچائے اُس کو مِٹا کوئی نہیں سکتا۔

جناب ابراہیم علیہ السلام پیدا ہو جاتے ہیں اور مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے ابراہیم علیہ السلام جو ہیں بہ نسبت دوسرے بچوں کے کس طرح بڑھتے ہیں دوسرا بچہ جتنا ایک مہینے میں بڑھتا ہے ابراہیم علیہ السلام ایک دن میں اُتنا بڑھتے ہیں عام بچے جتنا ایک مہینے میں بڑھتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ایک دن میں اُتنا بڑھتے ہیں۔عام بچے ایک سال میں جتنا بڑھتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ایک ہفتے میں اتنا بڑھتے ہیں۔یہ قدرت بولو کس کی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔رب نے اپنی توحید کا علم لہرانا تھا اپنی قدرت کا کرشمہ دکھانا تھا ابراہیم علیہ السلام دن بہ دن بڑھتے جا رہے ہیں بڑھتے جا رہے ہیں۔اور میں نے تو ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو دودھ پلا کر آنا ایک روایت میں لکھا ہے اس غار سے باہر نکلنا اور غار کے دروازہ کے آگے ایک پتھر رکھ دینا ایک روایت میں لکھا ہے کہ ایک پتھر خود بخود آنا اور غار کا دروازہ بند ہو جانا ،اِدھر سے جناب

ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے گھر سے نکلنا اور غار کے قریب پہنچنا اور رب ذوالجلال کی قدرت کے ساتھ وہ پتھر پیچھے ہو جانا۔ ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے غار میں چلے جانا اور دودھ پلا کر آنا ایک دن ٹائم سے ذرا لیٹ ہوگئیں غار میں آئیں اور ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے دیکھا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے منہ میں اپنا انگھوٹا ڈالا ہے اور اُس میں سے دودھ نکل رہا ہے یہ بچے چھوٹے چھوٹے عام اپنا انگھوٹا منہ میں ڈال لیتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے انگھوٹھا منہ میں ڈالا ہے اور اس میں سے دودھ کی نہر جاری ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ!

ٹائم گزرتا گیا وقت گزرتا گیا قرآن کے پروانو! بھاگنے دوڑنے لگ پڑے اور نبی جو ہو اس کے نبوت کے آثار رب بچپن میں ہی دکھا دیتے ہیں یہ تو نہیں کہ مرزا قادیانی کو سکول میں مُرغا بنا کر مار پڑتی ہو۔ اور کل کو خبیث اُٹھ کر کہہ دے کہ میں بھی نبی ہوں اور آنکھوں سے بھی اندھا ہو۔

بولو یہ بات ماننے میں نہیں آتی۔ جناب ابراہیم علیہ السلام مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کم از کم آٹھ نو برس کے ہوئے۔ والدہ ان کو لے کر آ گئی۔ غار میں سے نکلے جب ہفتوں کے حساب سے بڑھتے رہے ہیں اتنی عمر لگتی ہے جس طرح بچہ آٹھ نو سال کا ہے۔ راستے میں باغات ہریالی سرسبزہ کھیتی باڑی نظر آئی اور یہ جڑی بوٹیاں نظر آئیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام اپنی والدہ سے پوچھتے ہیں اے میری ماں یہ کیا چیز ہے۔

مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ جواب دیتی ہے یہ سب رب ہیں۔ اَب دھیان کرنا ذرا یہ بات میں کوئی آج نہیں کرنے لگا۔ نمرود کے وقت کی ہونے لگی ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کہتی ہے رب ہیں۔ کہنے لگے اچھا اتنے زیادہ رب ہیں۔ ماں کہتی ہے جتنے لوگ ہیں اُتنے ہی رب ہونے چاہیے۔ رات ہوگئی رات سبحان اللہ سبحان اللہ! رات ہوئی رات کی تاریکی چھا گئی۔ آسمان پر ستارے چمک گئے قرآن سننے کو دل کرتا ہے۔ یہ قرآن نے نقشہ کھینچا ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام رات کا ٹائم ہے اور اپنی والدہ کے پاس بیٹھے ہیں ان کا باپ ہے نا

جو باپ یہ نمرود کی سلطنت میں وفاقی وزیر ہیں اُس کی جو فیکٹری ہے نا بت خانہ وہ صنم کدہ اُس کے ڈائریکٹر ہیں۔ اُس کے منیجر سمجھ لو اس کے افسر ہیں ۔ بت بنانے فروخت کرنے بیچنے خریدنے لوگوں تک پہنچانے، رات کا ٹائم ہے اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے آسمان پر ستارے چمکتے دیکھے اور پوچھا ماں جی یہ کیا چمکتے ہیں ماں کہتی ہے یہ بھی رب ہیں اتنے سارے رب ہیں یہ بھی رب ہیں زمین پر بھی رب ہیں اور آسمان پر بھی رب ہیں یہ مشرک کی عقل کمزور تھی نا بات سُن لو ذرا قرآن اب کیا نقشہ بیان کرتا ہے ۔ اُن ستاروں میں سے ایک ستارہ ایسا نظر آتا ہے جس کی روشنی زیادہ ہے۔

اور اللہ نے اپنے نبی کی زبان میں سے نبوت کے آثار بھی ظاہر کرنے ہیں باتیں ہی اُس طرح کی شروع کروانی ہیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کیا دیکھتے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۝﴾ (الانعام: 77)

''ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام یہ سارے رب ہیں اور ابراہیم کی ایک چمکتے دمکتے ستارے کی طرف نظر پڑی کہنے لگے اگر یہ سارے رب ہیں تو یہ جس کی روشنی زیادہ ہے یہ پھر میرا رب ہے یہ قرآن کہہ رہا ہے یہ بات میری نہیں۔

﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا﴾ اور جب انہوں نے ستاروں کو چمکتے دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ،قَالَ هٰذَا رَبِّيْ یہ جو زیادہ چمکتا ہے جس کی روشنی زیادہ ہے هٰذَا رَبِّيْ یہ میرا رب ہے۔۔

﴿فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۝﴾ (الانعام: 77) اور قرآن کہتا ہے

اُس کی وجہ کیا ہوئی ادھر سے چاند جو ہے چمکا چاند نکلا ۔ چودھویں کا چاند نکلا۔ ستاروں کی روشنی کم ہوگئی اور یہ ستارہ نظر آنا بند ہو گیا اور ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ یہ غروب ہو گیا ہے یہ غائب ہو گیا ہے اور جو غروب ہو جائے غائب ہو جائے وہ

رب ہوسکتا نہیں یہ چاند چمکا قرآن کیا کہتا ہے قرآن کی زبانی سن لو قرآن کے پروانو! لہلہا جانا قرآن کے ساتھ محبت کا ثبوت دینا۔

قرآن یہ اعلان کرتا ہے۔

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ اور جس وقت چاند چمکا ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں وہ چھوٹا سا تھا غروب ہوگیا ہے یہ اُس سے بڑا ہے یہ بہت خوب صورت ہے اس کی روشنی زیادہ ہے یہ چمکتا زیادہ ہے قَالَ هٰذَا رَبِّیْ یہی میرا رب ہے اور پھر تھوڑی دیر گزری وہ بڑھتا گیا روشنی بڑھتی گئی رات کا ٹائم گزرتا گیا چاند جو ہے یہ غروب ہونے پہ آ گیا اس کی روشنی اِدھر سے کم ہونے لگ پڑی اور سورج کے طلوع ہونے کا ٹائم آ گیا چاند غروب ہوگیا اور سورج نکل آیا اور ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں ﴿فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَo﴾ (الانعام: 78)

وہ پہلا بھی غروب ہوگیا یہ بڑا آ گیا یہ بھی غروب ہوگیا تو خیال آیا کہ سورج نکل رہا ہے کہنے لگے اُس کی روشنی کم تھی یہ جو بعد میں آیا ہے اس کی روشنی زیادہ تھی یہ بھی غروب ہو گیا ہے یہ غروب ہونے والے کو میں رب نہیں مان سکتا۔ ہاں غروب ہونے والا رب نہیں ہو سکتا، بولو غروب ہونے والا رب فوت ہونے والا مشکل کشاء فوت ہونے والا حاجت روا ہو سکتا، فوت ہونے والا بیماریاں دور نہیں کرسکتا فوت ہونے والا اُولاد نہیں دے سکتا۔ اسی وجہ سے میرے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہہ گئے ہیں۔

او جو حاجت مند خود ہووے
اُو نئی حَاجت روا ہندا

فیصل آباد والو!

او جو حاجت مند خود ہووے
او نئی حاجت روا ہوندا
جنوں خود مشکلاں آون

او نئی مشکل کشاء ہوندا
اور جو عابد لوگو خود ہووے
او معبود نئیں ہو سکدا
شریعتِ مصطفیٰ ﷺ دے وچ
بشر مسجود نئیں ہوندا
او جو حاجت مند خود ہووے
او نئی حاجت روا ہوندا
جنوں خود مشکلاں آون
او نئی مشکل کشاء ہوندا

بات سن لو ذرا ادھر سے سورج چمکا اس کی روشنی بڑھتی ہے تو جناب ابراہیم علیہ السلام دیکھتے ہیں اور قرآن اعلان کرتا ہے۔میرے اللہ اعلان فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ دیکھا یہ سورج چمکا اس کی روشنی بھی زیادہ ہے اُن دونوں سے بڑا ہے بڑھتا گیا بڑھتا گیا دن میں روشنی ہی روشنی ہوگئی۔ آخر اس کے غروب ہونے کا ٹائم آیا اور سورج بھی بولو سورج بھی بولو تم کیوں ڈرتے ہو غروب ہونے لگے ہو سورج بھی غروب ہو گیا اور ابراہیم علیہ السلام اب کیا کہتے ہیں۔

کہو سبحان اللہ یہ ہے اللہ کی توحید اس کی ہر کسی کو سمجھ نہیں آتی اب یہ سورج غروب ہو گیا۔ کہتے ہیں ﴿فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام: 79) کہتے ہیں یہ بھی غروب ہو گیا ہے یہ بھی رب نہیں ہو سکتا۔ میں تو آزاد ہوں میں دور ہوں ان سے میرا کوئی تعلق نہیں۔میرا کوئی واسطہ نہیں اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ میں شرک سے آزاد ہوں میں شرک نہیں کر سکتا۔بات سُن لو قرآن کے پروانو! جناب ابراہیم علیہ السلام اعلان کرتے ہیں پکار یہ دیتے ہیں ایک آواز بلند کرتے ہیں۔

تم بھی یاد کر لو کہتے ہیں:

﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝﴾ (الانعام: 80)

کہنے لگے میں ان سے آزاد ہوں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں میرا ان سے کوئی رشتہ نہیں میں اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنا چہرہ اُس کی طرف کرتا ہوں وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ جو یہ ستارے اور سورج اور اس زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے۔ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۝

قرآن کے پروانو! اب بات سن لو ذرا ایک دن گھر بیٹھے ہیں اور اپنی والدہ سے کہتے ہیں اے میری والدہ میرا رب کون ہے ماں پھر کہتی ہے وہ باتیں اُس طرح کی ہی کرتی ہے میں عمرہ کرنے گیا اللہ تم سب کو بھی لے جائے وہاں ایک بڑھیا گوجرانوالہ سے گئی یہ نہیں پتہ عرفات کا میدان کون سا ہے وہاں کیا ہوتا ہے کیا نہیں ہوتا کہتی ہے بیٹو وہ جہاں ضیاء الحق نے (غاں) لگائی تھیں مجھے وہاں لے جاؤ۔ وہ میدان جہاں نماں لگی ہیں وہ دیکھنی ہیں یہ پتہ ہے کہ نماں لگی ہیں یہ نہیں پتہ حج کہاں ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے اللہ ہمیں صحیح مسلمان بنا دے آمین! پروانو جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ اور جناب ابراہیم علیہ السلام کا مقابلہ ہو رہا ہے آپس میں مذاکرات ہو رہے ہیں کہتے ہیں میرا رب کون ہے؟ اس کی ماں کہتی ہے میں تیرا رب ہوں کہتے ہیں تمہارا رب کون ہے کہتی ہے میرا رب تمہارا باپ ہے کہتے ہیں اُس کا رب کون ہے۔ کہتی ہے اُس کا رب نمرود ہے اُس کا رب کون ہے آگے سے کہتی ہے اس طرح کی باتیں نہیں کرتے اگر کوئی وہابی اس طرح کی کرے تو کہتے ہیں لگتا ہے تم وہابی ہوتے ہو پھر یہاں آ کر بات ختم ہو جاتی ہے اس طرح کی باتیں نہیں کرتے۔ شام ہوئی آزر گھر میں آیا اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے باتیں کیں اور ابراہیم علیہ السلام نے گلی محلّہ میں نکلنا ان لوگوں سے بھی کہنا یہ کیا کرتے ہو یہ کیا رکھا ہے یہ ہمارے خدا ہیں اچھا تمہارے الگ ہیں تمہارے الگ ہیں یہ تمہارے جدا ہیں تمہارے الگ ہیں۔ کہا جتنے گھر کے افراد ہو اُتنے اُتنے رکھتے ہو۔ توبہ اللہ میری توبہ میں طعن و تشنیع نہیں کر رہا مسلمانو! تمہیں سمجھا رہا

ہوں آج کیا ہے جتنے گھر کے ہم افراد ہیں اُتنے بزرگ مان لیے ہیں۔تم فلاں سے حاجتیں پوری کرواؤ اور تم فلاں سے کرواؤ۔

وہ جو سب کا حاجت روا ہے وہ اکیلا اچھا نہیں لگتا اس سے حاجات مکمل کروا۔ وہ جو انبیاء علیہم السلام کی بھی حاجات مکمل کرتا رہا۔ وہ جو خود حاجت مند ہو وہ دوسرے کی حاجت مکمل کر سکتا۔ ایمان سے بتاؤ پیشاب کرنا حاجت ہے کہ نہیں بولو ایک آدمی اگر جائے کہ میری حاجت مکمل کر دو۔اس کو اپنی حاجت آجائے وہ کہے تم رُکو میں اپنی حاجت مکمل کر آؤں پھر تمہاری بعد میں کروں گا اللہ تمہیں اپنی توحید کی سمجھ عطا فرمائے آمین! قرآن وحدیث کی بات سنا کرو قرآن وحدیث کے مسائل سنا کرو کہنے لگے اچھا نمرود بھی رب ہے اُس کا رب کون ہے کہنے لگے آگے سے بات نہیں کرنا شام ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے ساتھ بات کی آزر بھی کہتا ہے اے گھر والی تمہیں میں کیا بتاؤں آج نمرود نے مجھے بھی بلا کر کہا ہے کہ جو تمہارا لڑکا ہے اُس کی شکایات مجھے ملی ہیں وہ کہتا ہے کہ فلاں نہیں کرسکتا فلاں نہیں کرسکتا فلاں نہیں کرسکتا فلاں نہیں کرسکتا ایک ہی ہے کرنے والا بات یہ ہے توحید والا ایک جہاں بھی ہو اُس کا پتہ بولو اُس کا پتہ مل ہی جاتا ہے توحید والا کبھی جھک کر رہ سکتا نہیں۔

اُدھر سے آرڈر آگیا اے آزر تم اور تمہارا بیٹا ابراہیم علیہ السلام ہماری عدالت میں حاضر ہو اب جناب ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہتا ہے کہ میں تمہیں سمجھاتا تھا کہ تم باز نہ آئے چلو اب کیے کی سزا پانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔چل چلیں نمرود کے پاس کہنے لگے ابا جی ٹھیک ہے چلو چلتے ہیں میں پہلے سے تیار ہوں۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ مجھے کب لے کر چلیں میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ کب مجھے لے کر جاؤ دیکھا یہ توحید والا ہے۔حکمرانوں کے پاس کوئی مفاد حاصل کرنے نہیں جاتے یہ کہتے ہیں کہ کب ٹائم آئے اور اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کر کے بتادوں۔ اہلحدیثو! تمہارے بڑوں کا شیوا تمہارے بڑوں کے بڑوں کی تاریخ یہ ہے کہ وہ کبھی چاہے نمرود کا دربار ہو چاہے فرعون کا دربار ہو اُس کے دربار میں بھی حق کا اعلان کرنے سے باز نہیں آئے

نمرود کہنے لگا اے آزر یہ تمہارے لختِ جگر ہے ہاں ہاں اس کو سمجھاؤ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اس سے بات نہ کرو مجھ سے کرو سبحان اللہ کہتے ہیں اس سے بات نہ کر مجھ سے بات کر مجھ سے کرو کہتا ہے اچھا تم سے کروں ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں چلو بات شروع کرو اب بات سننا یہ بھی قرآن کہتا ہے اب بات شروع ہونے لگی ہے وہ وقت کا بادشاہ بولو وقت کا بادشاہ وقت کا حکمران دربار لگا ہے وزیر بیٹھے ہیں مشیر بیٹھے ہیں سپاہی فوجی اس کے بیٹھے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں تم کیا کرتے ہو کہتا ہے میں مارتا بھی ہوں اور زندہ بھی کرتا ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں میرا رب جو ہے وہ مارتا بھی ہے اور زندہ بھی کرتا ہے کہتا ہے یہ کام میں بھی کرتا ہوں میں بھی زندہ کرتا ہوں ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں تم کیسے زندہ کرتے ہو مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے اس کے پاس دو قیدی تھے بولو دو قیدی ایک کو اس نے آرڈر دیا تھا سزائے موت کا ایک کو آرڈر تھا عمر قید کا اور بدبخت کرتا کیا ہے جس کو سزائے موت تھی اس کو چھٹی کرا دی اور جس کو عمر قید تھی اُس کو سزائے موت دے دی۔ کہتا ہے دیکھو جو مرا تھا اُس کو میں نے چھوڑ دیا اور جو زندہ تھا اُس کو میں نے مار دیا۔

ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اچھا تم مار بھی لیتے ہو اور زندہ بھی کر لیتے ہو کہتا ہے ہاں ہاں تو ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اب غور کرنا میں ایک اور بات کرنے لگا ہوں۔ میرا رب ایک کام اور کرتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا رب کیا کرتا ہے۔ میرے اللہ قرآن کے اندر اعلان کرتے ہیں قرآن سُن لو اور تڑپ جاؤ میرے اللہ فرماتے ہیں اے میرے محبوب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے محبوب میرے قرآن کے اندر سے وہ واقعہ سنا دو جب میرا نبی ابراہیم اُس نمرود سے لڑ رہا تھا جھگڑ رہا تھا اس سے مذاکرات کر رہا تھا۔ قرآن سننا اور تڑپ جانا آواز آتی ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ٥﴾ (البقرۃ: 258)

ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں میرا رب وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا ہوں میں بھی مارتا ہوں اور ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں کہ میرا رب وہ ہے فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ میرا رب وہ ہے جو سورج مشرق کی طرف سے طلوع کرتا ہے اور اگر تم بھی رب ہو تو مغرب کی طرف سے طلوع کر کے دکھا۔

فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ اس کافر کا منہ بند ہو گیا اس کا منہ جواب دے گیا اُس کا منہ بند ہو گیا کہنے لگا پکڑ لو پکڑ لو اس کو مارو اس کا علاج کر دو اس کو ختم کر دو یہی وہ بچہ ہے جس کی مجھے اطلاع مل رہی ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اے بادشاہ بات سن لے آج تیری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر کے جا رہا ہوں۔ آج کے بعد میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا اعلان دن کو بھی کروں گا رات کو بھی کروں گا۔ صبح بھی کروں گا شام بھی کروں گا۔ علی الاعلان بھی کروں گا، گلیوں، محلوں میں بھی کروں گا۔ چوکوں چورستوں میں بھی کروں گا اور تمہارے دربار میں بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کروں گا۔

پتہ کیا چلا توحید والا چاہے منبر پر ہو چاہے تختہ دار پر ہو یہ توحید کا اعلان کرنے سے باز آ سکتا نہیں آ سکتا، تم آ ؤ گے ابھی گھبرا گئے ہو آدھے بولے ہو نہیں آہستہ بولے ہو نہیں تھانہ قریب ہے دیکھنا نام نہ لکھ کر لے جائے۔ تم سب کا تو نام بھی نہیں آنا نام تو میرا ہی آنا ہے ہاں بولو باز آ ؤ گے باہر جو بیٹھے ہیں وہ بھی بولیں باز آ ؤ گے نہیں آج کیا ہے آج یہ اسلامی حکومت کا وزیرِ داخلہ اگر کوئی CID والا موجود ہے تو لکھے یہ بیان دے رہا ہے کہ جہادی تنظیموں کے پوسٹر اُتار دو۔ ان کے دفاتر بند کر دو جہاد بند کر دو ہونا چاہیے جہاد بند ہو جانا چاہیے آہستہ بولنا اہلحدیثو آہستہ بولنا جہاد بند ہو جانا چاہیے یہ دفاتر جو ہیں یہ جہادی تنظیمیں جو ہیں بند ہو جانی چاہئیں نہیں سُنو بسنت بند ہونی چاہیے۔ بولو بسنت بند ریکارڈنگ بند ہونی چاہیے یہ عریانی فحاشی بند ہونی چاہیے یہ کیبل سسٹم اور ڈش انٹینا عریانی فحاشی اس کو بند کیا جائے اور ریکارڈنگ میوزک کو بند کیا جائے جہادی تنظیمیں بھی بند نہیں ہوں گی ان کے دفاتر

بھی بند نہیں ہوں گے اور جہاد بھی بولو بند نہیں ہوگا۔ اے بیٹو کس باغ کی مولی ہو تم وہ جس نے مولویوں سے ماتھا لگایا وہ کبھی رہا نہیں۔

بھول جاتے ہو نا بھول جاتے ہو یہاں تو نظیراں بی بی بھی نہ رہی یہاں تو ماشاء اللہ وہ سر سے گنجا میاں نواز شریف بھی نہ رہا یہاں لغاری بھی نہ رہا اور صدر اسحٰق بھی نہ رہا۔ یہاں ایوب بھی نہ رہا اور یہاں ذوالفقار علی بھٹو بھی نہ رہا۔ یہ حکومت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رہے گی اس کے دین کی رہے گی ان شاء اللہ یہ ہمیشہ حکومت جو ہے یہ ہمیشہ نظام جو ہے یہ قرآن و حدیث کا رہے گا۔ انگریز کا قانون بولو ہمیشہ رہ سکتا تم قبول کرو گے آج یہ کہا جا رہا ہے کہ جو جہادی ہیں اب بند نہیں ہوں گے گولی مار دیں گے صدقے جاؤ تمہارے پیدا ہونے پر گولی مار دیں گا اور جو جہادی ہیں اُن کی بندوقوں سے میرے خیال میں انگور نکلتے ہوں گے جو تم نے آگے سے پکڑ کر کھا لینے ہیں اے بیٹو جب تم علماء کی طرف آؤ گے اللہ ذوالجلال کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ ہم کٹ جائیں گے لیکن توحید و سنت کا اعلان کرنے سے باز نہیں آئیں گے اور جہاد سے ہم دستبردار ہو سکتے نہیں ہوں گے۔

بولو جہاد بند نہیں ہوگا جہاد تا قیامت جاری رہے گا۔ انڈیا تباہ ہوگا امریکہ برباد ہوگا اور جو اس کے حمایتی ہیں وہ بھی ان شاء اللہ ذلیل و رُسوا ہو کر رہیں گے تیرے جیسے کئی وزیر داخلہ آئے اور کئی ہم نے اپنے جوتوں کی ٹھوکروں سے اُڑائے۔ ان کے قانونوں کو اُڑایا ہم تمہارے اس قانون کو تسلیم کریں گے نہیں اے مسلمانو! آگے تو ہم جہاد کے لیے صرف اپنا مال پیش کرتے تھے آج کے بعد نیت کرو اسلام کے لیے اگر جان دینی پڑی تو تیار ہو ہاتھ کھڑے کر کے کہو تیار ہو ان شاء اللہ ہم کتاب و سنت کا اعلان کریں گے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں روک سکتی نہیں ہم اپنے نبی علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہیں۔

اور آقا علیہ السلام کے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہیں گلی گلی نگر نگر قریہ قریہ، بستی بستی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کر کے دکھائیں گے ہوا کیا وہ جو آزر ہے کہنے لگا اے ابراہیم! وہاں سے آج جان بچ گئی ہے اور تم آتے آتے اُسے پھر دھمکی لگا آئے ہو اس

طرح نہ کیا کرو۔ میٹھی میٹھی وعظ کر لیا کرو میٹھی میٹھی ایمان سے بتاؤ ابراہیم علیہ السلام گالیاں نکالتے تھے نعوذ باللہ بُرا بولتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام گھر آئے نا گھر باپ بھی بیٹھ گیا اور باپ کہتا ہے چلو میں تم سے گھر جا کر بات کروں گا ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں ابا جی کوئی بات نہیں گھر پہنچ لو وہاں بھی کر لیں گے۔ اب قرآن کیا کہتا ہے۔ سننا اور تڑپ جانا قرآن کہتا ہے۔

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّاo اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔاo يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّاo يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّاo﴾

(مریم: 41تا44)

فیصل آباد والو! توحید والوں کا انداز ہے۔ اللہ کے نبی توحید والے ہیں۔ انداز کیا ہے بڑا میٹھا گالی نہیں دی بُرا نہیں کہا اور سُن لو لہجہ تلخ نہیں کیا۔ کہا: ﴿يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّاo﴾ (مریم: 45) گھر آئے اور دیکھا دو چار درجن رب پڑے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہتا ہے اب تم جوان ہو گئے ہو لو اب ان کو فروخت کر آؤ۔ کہنے لگے ابا جی بات نہیں کرنی کہا شام کو بیٹھ کر کریں گے۔ یہ مزدوری کا ٹائم ہے مزدوری کر لیں شام کو فارغ ہو کر کریں گے۔ کہنے لگے کیا کروں میں پھر کہا جاؤ تم جوان ہو گئے ہو جاؤ میں بناتا ہوں اور تم فروخت کیا کرو۔ آگے میں خود بناتا تھا اور خود فروخت کرتا تھا اب کاروبار ہمارا زیادہ ہو جائے گا۔ میں بناؤں گا اور تم فروخت کرو گے ٹھیک ہے ابا جی میں فروخت کر کے آؤں گا کہتے ہیں اچھا دو دے دیئے اور ابراہیم علیہ السلام گھر سے باہر نکلے سبحان اللہ سبحان اللہ ۔ اللہ جہاں تمہارا نبی سویا ہے کروڑوں رحمتیں نازل فرما آمین! مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے ابراہیم علیہ السلام کا باپ تو اپنے خداؤں کو سر پر رکھ کر فروخت کرتا تھا کہا سر پر جیسے لوگ کہتے ہیں رب دل میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا دل میں رب داخل ہو جاتا ہے بولو ذرا یہ بات بھی اب سمجھ لو دل میں رب نہیں آتا موسیٰ علیہ السلام نے کہا

تھا اللہ میں نے تمہیں دیکھنا ہے فرمایا میرے موسیٰ علیہ السلام تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ ناخن کے نیچے جتنا ماس ہے نا گوشت اللہ تعالیٰ نے اپنے اتنے سے نور کی تجلی پائی پہاڑ وغیرہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ خبیث تم میں سب رب داخل ہو جاتا ہے اور تمہیں کسی طرف سے پھٹنے کا نام نہیں آتا تو کہتے ہو رب دل میں آ گیا ہے دل میں رب نہیں آتا بات سن لے ذرا ابراہیم علیہ السلام گھر سے باہر نکلے تو کوئی پندرہ بیس رسیاں بھی ڈھونڈ لیں۔ باپ فروخت کرتا تھا سر پر رکھ کر انہوں نے نیچے رکھ لیا کسی کی گردن سے رسّی باندھ لی اور کسی کی ٹانگ سے باندھ لی کسی کے بازو سے باندھ لی اور کسی کو کمر سے باندھ لی۔ اِشْتَرَوْا مِنِّیْ اِشْتَرَوْا مِنِّیْ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا کہیں تمہیں اس کا ترجمہ آ جائے تو تم تڑپ جاؤ اِشْتَرَوْا مِنِّیْ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا کہتے ہیں خرید لو مجھ سے یہ رب اے لوگو جو دیکھتے ہی نہیں ہیں اے لوگو! جو سنتے ہی نہیں ہیں اور اے لوگو جو نفع دے سکتے نہیں۔ خریدو گے ان کو ایمان سے کون کیوں خریدتا اگر گلی میں ایک آدمی امرود بیچنے آ جائے اُوپر سے چمکتے ہوں لیکن اندر ایک ایک انچ کے کیڑے ہوں کہتا ہے لے لو پیرے اور گنڈیریاں اس طرح کی کہ دانت کے نیچے رکھیں چاہے دانت نکل جائے لیکن کہتا ہے یہ بھی پیرے ہی ہیں۔

سامان جس طرح کا ہو اُس طرح کا ہی کر کے بیچنا چاہیے اور سامان ہیرا پھیری سے نہیں بیچنا چاہیے۔ امرود کیڑے والے اور کہتا ہے ابھی باغ سے لے کر آیا ہوں یہ تر و تازہ لے کر آیا ہوں آپ چلا جاتا ہے اور اگر کہیں کہ جناب تم کل امرود دے کر گئے تھے اندر سے کیڑے نکلے ہیں کہتا ہے کہ میں نے اندر داخل ہو کر دیکھا تھا اور ابراہیم علیہ السلام ایک روایت میں میں نے پڑھا ہے ابراہیم علیہ السلام گئے نا تو راستہ میں ایک جوہڑ آ گیا جوہڑ آیا اور ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اس کے کنارے اس طرح کر کے رسّی اٹھائی میری طرف دیکھنا رسّی اُٹھائی اور باپ کے رب کو غوطے دینے لگے۔ کس کے اندر بولو کس کے اندر یہ رب غوطے کھا رہے ہیں اور جو خود غوطے کھائے وہ دوسرے کو نہیں تار سکتا ایک کو غوطے دیئے دوسرے کو دیئے

لوگ کہنے لگے یہ اچھا کام ہوا کہ باپ فروخت کرنے آتا تھا سر پر رکھ کر اور یہ غوطے دے رہا ہے وہ کہتے ہیں کیا کرتا ہے ان کو گرمی لگتی ہے کہتے ہیں ان کو گرمی لگتی ہے ان میں تو جان کوئی نہیں۔ اگر ان میں جان نہیں تو رب کیسے کہو سبحان اللہ کہتے ہیں گرمی لگتی ہے۔ کہتے ہیں ان کو نہیں لگتی کہتے ہیں کیوں؟ ان میں جان ہی نہیں اگر جان نہیں تو رب کیسے کہتے ہیں لڑکا اچھا ملا ہے یہ لا جواب کر دیتا ہے۔ اَب بات سنو ذرا پروانو! ساتھ بھلا کیا کہتے ہیں بابا جی فرماتے ہیں۔

وچ بازاراں ہوکا دیوے سبحان اللہ سبحان اللہ

وچ بازاراں ہوکا دیوے ابراہیم ربانا

اولے لو ٹھاکر لے لو ٹھاکر او جس جہنم جاناں

شام ہوگئی کسی کی ٹانگ توڑ لائے کسی کا بازو توڑ لائے کسی کی گردن توڑ لائے کسی کی کمر توڑ لائے ایک بھی فروخت نہ ہوا۔ بولو ایک بھی فروخت نہ ہوا۔ باپ بیٹھا ہے کہ آج زیادہ کمائی ہوگی کر لے کمائی تو بیٹھ کر۔ شام ہوئی تو واپس آئے اور کہتے ہیں اے ابراہیم علیہ السلام یہ کیا کیا ہے کہا میں نے تو نہیں کیا خود ہی ہوگیا ہے یہ کیسے ہوگیا کہا کہ میں ان کو لے کر جا رہا تھا اور یہ ٹوٹتے جا رہے تھے کہا یہ ٹوٹتے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں اگر یہ خود کو ٹوٹنے سے نہیں بچا سکتے تو پھر تمہاری مشکلات ابا جی کس طرح حل کر سکتے ہیں۔

بات سن لو!

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝﴾

(مریم: 41)

اے ابا جی

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا۝﴾ (مریم: 42)

ابا جی جو دیکھتے نہیں جو سنتے ہی نہیں جو تمہیں نفع پہنچا سکتے ہی نہیں یہ بولو رب ہو سکتے

نہیں۔ساتھ کہتے ہیں

﴿ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا۝﴾ (مریم:43)

اے ابا جی آپ بڑے ہیں میں چھوٹا ہی ہوں تم میرے باپ ہو اور میں تمہارا بیٹا ہی ہوں مگر میری بات سن لو جو علم میرے پاس آ گیا ہے وہ تمہارے پاس نہیں آیا کامیاب ہونا ہے تو میرے پیچھے لگ جاؤ جتنی دیر میری اتباع نہیں کرو گے اتنی دیر تم بھی کامیاب ہو نہیں سکتے یہ مذاکرہ ان کا ہو رہا ہے گفتگو ان کی جاری ہے ادھر سے جمعہ کا وقت ختم ہو چکا ہے میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں ۔آئندہ جمعہ ان شاء اللہ وقت پر آؤ گے جو کہتے ہیں اذان تک آئیں گے ہاتھ کھڑا کرو نا ذرا ماشاء اللہ اس سے آگے اس آیت سے اگلے جمعہ مضمون شروع کروں گا۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

امتحاناتِ جناب ابراہیم علیہ السلام

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم: 41)

اے میرے نبی جناب محمد ﷺ ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ﴾ یاد کرو اس کتاب میں سے واقعہ میرے نبی ابراہیم کا ﴿اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ بے شک وہ رب کا سچا نبی تھا۔

سامعین محترم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کا ترجمہ تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ کے اندر عام فہم اردو زبان میں سنا۔ یہ مقام عالی شان اللہ مالک العلام ذوالجلال والاکرام کی پر رحمت اور پر حکمت کتاب کا سولہواں پارہ ہے۔ سورۃ کا نام سورۃ مریم ہے۔ حضرات گزشتہ خطبہ جمعہ کے اندر تم احباب نے آمنہ کے لال پیکر حسن و جمال، صاحب شرف و کمال اور تمام کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جد امجد جناب ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا، بچپن کے ایام گزارنا اور اپنے باپ کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرنا۔ اُس کے بعد اُس وقت کے نام نہاد خدائی کا دعویٰ کرنے والے نمرود کے دربار میں جاکر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا ڈنکا بجانا۔ اپنے باپ کے ساتھ اُس کے جھوٹے معبودوں اور اپنے سچے اللہ کی الوہیت وحدانیت کے مسئلہ پر بحث کرنا۔ اس بات کا تذکرہ تم احباب سماعت فرما رہے تھے۔ وقت کی قلت کے پیش نظر میں نے مضمون کو آئندہ خطبہ جمعہ جو کہ آج تم احباب سماعت فرمانے کے لیے تشریف لائے ہو۔ اس کے اندر بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اللہ کے حضور میری التجا ہے اللہ تعالیٰ حق سچ بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین اور میرے اللہ یہ تمہاری توحید کے پروانے اور تمہارے نبی ﷺ کی رسالت کے دیوانے اللہ تمہارے

قرآن سے پیار کرنے والے اور تمہارے نبی ﷺ کے فرمان پر مرنے کا عزم رکھنے والے اللہ ان تمام کی حاضری اپنے دربار میں قبول ومنظور فرما۔ آمین

قرآن کے پروانو آج ان شاء اللہ الرحمٰن میں کثرت کے ساتھ خطبہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھوں گا۔ اپنے سینے اس کے نور کے ساتھ منور کر لینا اور اس کی خوشبو سے اپنے دماغ کو معطر کر لینا۔ خطبہ جمعہ کے اندر (بیدار) جاگ کر ہمہ تن سراپا گوش بن کر بیٹھا کرو۔ چند گھڑیاں آٹھ دن کے بعد ہمیں ملتی ہیں۔ مل جل کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں بیٹھے گے اگر ہم خالی دامن لے کر آئیں اور پھر خالی دامن لے کر اس گھر سے چلے جائیں تو پھر آنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔ قرآن کے ساتھ اپنے پیار محبت کا ثبوت دینا۔ بات ہو رہی تھی۔ تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ جناب ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام اپنے باپ سے ہم کلام ہیں۔ جب شام کو گھر واپس آئے تو بات یہ ہوئی کہ میں آگے جاتا تھا اور اپنے اتنے رب فروخت کرتا تھا۔ آج تم فروخت کر کے نہیں آئے ہو۔ بلکہ ان کی حالت بگاڑ آئے ہو۔ ان کا چہرہ بدل آئے ہو۔ اب یہاں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے گفتگو کرتے ہیں۔ سننے والو اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی گفتگو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن بنا کر آمنہ کے لال علیہ السلام پر نازل کر دیا۔ لیجیے سنو اور اپنا ایمان تازہ کر لو۔ آج دیکھو لوگ اپنی محبت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ تم نے آج قرآن کے ساتھ اپنی محبت کا ثبوت دینا ہے۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو کیا ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا○ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا○ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا○ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا○ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا○﴾ (مریم: 41تا45)

اس جگہ پر ایک اللہ کی توحید والا ہے۔ ایک طرف مشرک ہے۔ ایمان والو ان دونوں کا اندازِ گفتگو ذرا نوٹ کر لینا۔ وہ جو توحید والا ہے اُس کا اندازِ گفتگو کیا ہے جو مشرک ہے اُس کا اندازِ گفتگو کیا ہے۔

جب بھی لڑائی ہوتی ہے جب بھی جھگڑا ہوتا ہے اور جب بھی فساد کا آغاز ہوتا ہے۔ جب بھی انتشار برپا ہوتا ہے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں۔ وہ کبھی توحید والے کی طرف سے نہیں ہوتا ہے۔ نفاق جو ہے وہ توحید والا نہیں پھیلاتا ہے۔ انتشار جو ہے توحید والا نہیں پھیلاتا ہے۔ فساد کا آغاز توحید والا نہیں کرتا ہے۔ یہ جب بھی آغاز ہوتا ہے تو مشرک کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کا آغاز مشرک ہی کرتا ہے۔ یہ بات میری نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن گواہی دے رہا ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کہہ رہے ہیں۔ انداز دیکھو اور کلمات نوٹ کرلو۔ کہتے ہیں:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِى عَنكَ شَيْـًٔا﴾ (مریم: 42)

اے میرے ابا جی کیا الفاظ بولے۔ اے میرے ابا جی ادب کا لفظ بولا ﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ﴾ ابا جی جو سنتے ہی نہیں ﴿وَلَا يُبْصِرُ﴾ اور جو دیکھتے ہی نہیں ﴿وَلَا يُغْنِى عَنكَ شَيْـًٔا﴾ ابا جی جو نفع پہنچا سکتے ہی نہیں بولو یہ رب نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ معبود نہیں ہو سکتے۔ یہ مشکل کشاء نہیں ہو سکتے۔ ایک دفعہ باپ کو لفظ ابا جی کہہ کر پکارا۔ اگلی آیت کی طرف توجہ کرلو۔ پھر کہتے ہیں:

﴿يَٰٓأَبَتِ إِنِّى قَدْ جَآءَنِى مِنَ ٱلْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَٱتَّبِعْنِىٓ أَهْدِكَ صِرَٰطًا سَوِيًّا﴾ (مریم: 43)

اے میرے ابا جی بات سن لو تم بڑے تو ہو۔ میں چھوٹا ضرور ہوں تم باپ ہو۔ میں بیٹا ہوں۔ مگر ایک بات سن لو۔ ﴿إِنِّى قَدْ جَآءَنِى مِنَ ٱلْعِلْمِ﴾ جو علم میرے پاس آ گیا ہے جب تک ﴿فَٱتَّبِعْنِىٓ﴾ آپ میرے پیچھے نہ چلیں گے تو تم بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگلی

آیت کی طرف توجہ کرلو۔ کہتے ہیں۔ ﴿یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ﴾ اے میرے ابا جی شیطان کی پیروی نہ کرو۔ شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ ﴿یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ﴾ اُس کی پیروی نہ کرو۔ ﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا﴾ (مریم: 44) شیطان تو رحمان کا دشمن ہے۔ آگے پھر کہتے ہیں:

﴿یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا﴾ (مریم: 45)

اے میرے ابا جی مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم رحمان کے عذابوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ ایک دفعہ ابا جی کہا پھر ابا جی کہا پھر ابا جی کہا۔ باپ باپ کہہ کر ان کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ شیطان کی پیروی نہ کرو۔ شیطان کے پیچھے نہ چلو۔ میری پیروی کرلو۔ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے ڈر جاؤ۔ اُس کی پکڑ سے ڈر جاؤ۔ ایمان سے سب بول کر جواب دو۔ بات اچھی کی یا بری کی؟ بات اچھی کی ہے اور انداز بھی اچھا استعمال کیا کیونکہ اللہ کا نبی توحید والا تھا اور توحید والا کسی کو گالی نہیں دیتا ہے۔ توحید والا کسی پر تبرا بازی نہیں کرتا ہے۔ توحید والا کسی پر الزام تراشی نہیں کرتا ہے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام ابا جی ابا جی کہہ کر مخاطب ہو رہے ہیں۔ اب آگے سے مشرک بولا۔ اب مشرک کا انداز دیکھنا۔ کہتا ہے:

﴿قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّکَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا﴾ (مریم: 46)

ابراہیم علیہ السلام کا باپ بولا کہتا ہے: ﴿اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ﴾ اے ابراہیم! بڑے دن گزر گئے ہیں۔

میں دن کو بھی دیکھتا ہوں۔ میں رات کو بھی دیکھتا ہوں۔ صبح کو بھی دیکھتا ہوں اور شام کو بھی دیکھتا ہوں۔ تم توحید توحید کے کلمے آلاپتے ہو۔ کبھی کہتے ہو یہ کچھ نہیں کرتے جو دیکھتے ہی نہیں ہیں۔ جو سنتے ہی نہیں یہ نفع نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ یہ معبود نہیں ہو سکتے ہیں۔ تم بتاؤ میں یہ کتنی دیر برداشت کروں گا۔ صبر کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے تم روزانہ میرے معبودوں کی توہین

کرتے ہو اگر اتنی ہمت والے ہوتے تو ابراہیم علیہ السلام کو خود ہی روک لیتے۔ مگر روک کس طرح سکتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہتا ہے: ﴿قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا۝﴾ (مریم: 46) اے ابراہیم (علیہ السلام) باتیں دو ہیں۔ یا اللہ کی توحید چھوڑ دو یا میرا گھر چھوڑ دو۔ نہیں تو میں تمہیں پتھر مار مار کر رجم کر دوں گا۔ سنی ہے تم نے مشرک کی بولی کہتا ہے میں تمہیں پتھر مار مار کر رجم کر دوں گا سنگسار کر دوں گا۔ ختم کر دوں گا۔ گھر سے بے گھر کر دوں گا۔ شہر سے بے شہر کر دوں گا۔ وطن سے بے وطن کر دوں گا۔ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان نہ چھوڑا۔ اب کیا کرنا چاہیے تھا بولو اللہ کی توحید چھوڑ دینی چاہیے تھی۔ تم کہتے ہو مولوی صاحب خاندان نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں اب باپ جدا ہونے لگا ہے۔ سن لو ذرا ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں ابا جی بات میں نے تمہاری دشمنی کی نہیں کی ہے۔ تمہاری خیر خواہی کی ہے۔ ہمدردی کی کی ہے۔ مگر آپ سمجھے ہی نہیں اور الٹا لڑائی کی طرف آ گئے ہو۔ جھگڑے کی طرف آ گئے ہو۔ فساد کی طرف آ گئے ہو اور مجھے کہتے ہو یا اللہ کی توحید چھوڑ دو یا میرا گھر چھوڑ دو۔ میں تمہیں وطن سے بے وطن کر دوں گا۔ شہر سے بے شہر کر دوں گا۔ گھر سے بے گھر کر دوں گا۔ پتھر مار مار کر میں تمہیں رجم کر دوں گا۔ ابا جی پھر سن لو اگر آپ اس بات پر آ گئے ہو تو میں گھر چھوڑ دوں گا۔ وطن چھوڑ دوں گا۔ گھر چھوڑ دوں گا۔ آپ کو چھوڑ دوں گا۔ رشتہ دار چھوڑ دوں گا۔ خاندان چھوڑ دوں گا۔ ماں باپ چھوڑ دوں گا۔ مگر کہتے ہیں اے میرے ابا جی سب کچھ چھوڑنا منظور ہے۔ مگر میں اللہ تعالیٰ کی توحید کبھی بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

اتنی بات کی کہنے لگے ٹھیک ہے۔ آج کے بعد میرا تمہارا مقابلہ ہوگا۔ بولو توحید والا مشرک سے ڈرتا نہیں ڈرتا ہے۔ اچھا ابا جی آپ نہیں سمجھتے تو آپ کی قسمت۔ کہنے لگا اچھا تم نے باز نہیں آنا۔ کہنے لگے ابا جی میں نے گھر چھوڑا اور آپ کو بھی چھوڑ دیا۔ اب انداز دیکھو۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ دھمکیاں دے رہا ہے۔ قتل کی دھمکیاں، گھر سے بے گھر کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام پھر بھی جواب دیتے ہیں۔ کہتے ہیں۔

﴿سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ۝﴾

(مریم: 47تا48)

ابا جی تمہیں بھی چھوڑا اور جن کو تم پکارتے ہو ان کو بھی چھوڑا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ قرآن کے پروانو بات سن لو۔

ادھر نمرود وقت کا حکمران اُس کے دورِ حکومت میں سال میں ایک دن میلے کا آتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں اُس نمرود کی جو قوم ہے وہ سال میں ایک دن میلہ کا مناتے تھے۔ پتہ چلا یہ میلے کی رسمیں کن کی ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے تعلق واسطہ نہیں ہے۔ یہ قوم آج گھروں پر چڑھ کر کشمیر آزاد کروا رہی ہے۔ توبہ اللہ میری توبہ۔ اللہ اس قوم کو ہدایت نصیب فرما آمین۔ ہندو کہتے ہیں مسلمانوں سے لڑائی کرنے کی تمہیں کیا ضرورت ہے۔ ہماری رسمیں خود ہی پوری کرتے جا رہے ہیں۔ پھر مولوی صاحب چھوڑو میں نبی کا عاشق ہوں۔ میں صدقے قربان جاتا ہوں۔ مجھ سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبّ کون ہوسکتا ہے۔ مجھ سے بڑھ کر نبی کا عاشق کون ہوسکتا ہے۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے۔ مولوی جی دعا کریں بارش نہیں ہو رہی ہے۔ گناہ تم کرو اور دعا مولوی مانگے۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی ہے۔ آج خلوصِ نیت سے دعا مانگو اللہ مسلمانوں کے حال پر رحم فرما آمین۔ اے میرے رب ہم کہتے تھے کہ یہ مشرف صاحب آگئے ہیں۔ چلو اچھی گزریں گی۔ اس نے بھی کہا کہ مجھے حلال کا کس نے کہنا ہے اگر تم پہلے والوں کو اچھے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو گے۔ یہ جشن بہار آگئی ہے توبہ اللہ میری توبہ۔ اے حکمرانو! اللہ ذوالجلال کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں۔ اگر یہ تمہارے رسم و رواج رہیں گے۔ تمہاری سرپرستی میں یہ میلے، یہ ناچ گانے جو قانون کی سرپرستی میں ہوں گے۔ اس کتاب کے اُتارنے والے کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں۔ تم پر رب کا عذاب آ کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی بھی طاقت پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ یہ جہاد بند کردو اور بسنت کو کھلی چھٹی دے دو۔ بابا سعدی رحمہ اللہ کسی گاؤں گئے۔ وہ گاؤں چلے گئے اور

گاؤں کے راستہ کو (سولنگ) یعنی اینٹیں لگی تھیں۔ بابا جی کو گاؤں کے کتے بھونکنے لگے۔ بابا جھک کر اینٹ پکڑنے لگا تو سولنگ لگا تھا اینٹیں مضبوط تھیں اس لیے اینٹ ہاتھ میں نہ آئی۔ اُٹھ کر کہتے ہیں۔ یہ گاؤں والے اچھے عقلمند ہیں پتھر باندھ کر رکھے ہیں اور کتے کھلے چھوڑے ہیں۔ یہ آج کا وزیر داخلہ بھی اُسی گاؤں سے آیا ہے۔ جہاد والے بند کردو۔ ان مجاہدین کو گولی ماردو۔ تم بیٹا پیدا کس دن ہوئے ہو۔ مجاہدین کو شکست ہوسکتی نہیں ہوسکتی ہے۔ یہ شکست ہوگی تو ان شاء اللہ کفار کو ہوگی۔ جہاں ہمارا جہاد امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ ہے اور روس کے کفار کے ساتھ ہے۔ انڈیا اور ہندوؤں کے ساتھ ہے۔ اے وزیر داخلہ اگر تم اپنے باپ کے نہ ہوئے تو ان شاء اللہ جہاد تمہارے خلاف بھی ہوگا۔ دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں کتاب وسنت کا اعلان کرنے سے نہیں روک سکتی۔ ہے۔ اُن کا میلے دن کا آ گیا۔ ہوا کیا اُن کی عادت کیا تھی۔ ان کے جو معبود تھے انہوں نے ایک گرجا گھر بنایا تھا۔ یہاں باپ کا رب ہے۔ وہاں ماں کا رب ہے۔ وہاں بیٹے کا رب ہے۔ وہاں بیٹی کا رب ہے۔ وہاں بیوی کا رب ہے۔ وہاں خاوند کا رب ہے۔ وہاں بہو کا رب ہے۔ وہ جتنے افراد اتنے ان کے رب تھے۔ ایک دن نکالنے والا نعوذ باللہ۔ ایک رات لانے والا۔ ایک آندھی چلانے والا۔ ایک بارش برسانے والا۔ ایک سورج لانے والا اور ایک رات لانے والا۔

کیا کرتے تھے۔ جب انہوں نے میلے پر جانا اور جاتے جاتے کسی نے حلوہ پکانا کسی نے کھیر پکانا، کسی نے چاول پکانا، کسی نے گوشت پکانا اور کسی نے پھل لانا اور لاکر ان پر چڑھاوا اتارنا۔ یہ چڑھاوے والی رسم کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔ میں طعن نہیں کر رہا ہوں۔ میں کتاب وسنت کا اعلان کر رہا ہوں۔ یہ چڑھاوے ڈالنا ان کی رسم تھی۔ اللہ تعالیٰ بچا کر رکھے آمین۔ ہوا کیا ان کے سامنے کھانے سجا کر کہتے ہیں۔ لیجیے تم ان کو دیکھو، اب ہم میلے سے ہوکر آتے ہیں۔ باہر جاتے جاتے تالا لگا گئے۔ اُدھر اللہ کے خلیل سے بھی کہنے لگے جناب آؤ آپ کو بھی لے چلیں۔ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں۔ ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ تمہاری ان خرافات سے میں بیمار ہوں، تمہاری ان رسم ورواج

سے میں بیزار ہوں تمہارے ان کاموں سے میں تنگ ہوں انہوں نے سمجھا طبیعت خراب ہے۔ یہ نہیں جاسکتا اور ابراہیم علیہ السلام نے ایک وقت میں بات کی تھی کہ تم باز نہیں آتے تو میں اس طرح کروں گا۔

تمہارے معبودوں کی خبر لوں گا۔ ان کا میں ذرا حال پوچھوں گا۔ وہ میلے پر چلے گئے اپنے رسم و رواج منانے کے لیے چلے گئے۔ اپنے اُس میلے میں شرکت کرنے چلے گئے۔
اللہ تعالیٰ کا قرآن اعلان کر رہا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کیا کیا۔

﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ٥ فَرَاغَ إِلَىٰ اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ٥ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ٥ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ٥﴾

(الصافات : 90تا93)

قرآن کے پروانو میری طرف دیکھو وہ چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے وہ کلہاڑا کندھے پر رکھ لیا اور اُن کے گرجا گھر کی طرف چل پڑے۔ آ کر تالا کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ دیکھا کہ ایک چودھری انہوں نے اونچی جگہ پر بٹھایا ہے۔ میں نے تفسیر کی کتاب میں پڑھا ہے۔ یہ جو انہوں نے سب سے بڑا معبود بنایا وہ سونے کا بنایا ہے۔ اُس کے دائیں بائیں جو اُس کے وزیر بنائے وہ بھی انہوں نے چھوٹے چھوٹے سونے کے بنائے ہیں۔ اس طرح اُس سے چھوٹا اُس سے چھوٹا یہ انہوں نے مختلف جگہوں پر رب رکھے ہیں۔
ابراہیم علیہ السلام چل پڑے سبحان اللہ اس طرح چلے تو ایک کے پاس آئے۔

دیکھا کہ سامنے پھل پڑا ہے اور یہ صُمٌّ بُكْمٌ بن کر کھڑا ہے۔ دوسرے کے پاس گئے وہ بھی چپ شاہ کھڑا ہے۔ تیسرے کے پاس بھی گئے وہ بھی اُسی طرح کھڑا ہے۔ چوتھے کے پاس گئے۔ پانچویں کے پاس گئے۔ چھٹے کے پاس گئے۔ اور قرآن کیا کہتا ہے: ﴿فَرَاغَ إِلَىٰ اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ٥﴾ (الصافات : 91) آ کر جو ہاتھ میں کلہاڑا ہے کندھوں سے اتارا اور مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ اس طرح انگلی کا اشارہ کر کے کہتے ہیں کھاتے نہیں ہو۔ تم نہیں کھاتے۔ تم کیوں نہیں کھاتے۔ ﴿فَرَاغَ إِلَىٰ اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا

تَـأْكُلُوْنَ﴿ ان سے کہتے ہیں کھاتے نہیں ہو۔ وہ بولتے کس طرح اور ساتھ کہتے ہیں۔ ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ﴾ (الصافات: 92) نہ تو تم کھاتے ہو نہ تم بولتے ہو تمہیں تکلیف کیا ہے۔ کھاتے نہیں ہو۔ نہ تم بولتے ہو اور نہ تم کھاتے ہو۔ پھر کیا کہتے ہیں۔ یہ قرآن کہہ رہا ہے: ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ﴾ (الصافات: 92) وہ کلہاڑا اتار لیا اور نمرودیوں کے معبودوں کی شامت آ گئی۔ ان کی سختی آ گئی۔ یہ کلہاڑا اتارا کسی کی ٹانگ توڑ دی۔ کسی کا کندھا اُتار دیا۔ کسی کی کمر توڑ دی۔ کسی کی ناک کاٹ دی کسی کا کان اتار دیا۔ کسی کا سر اتار دیا۔ وہ کھانے جو تھے وہ نیچے اور رب اُن کے اوپر پڑے ہیں۔ یہ کھانے بھی پڑے ہیں اور رب بھی پڑے ہیں۔ کیا کیا ان سب کی تباہی کر کے کلہاڑا پکڑا اور جا کر جو ان کا بڑا حضرت تھا۔ اُس کے کندھے پر رکھ دیا۔ باہر سے تالا لگایا اور چل پڑے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اللہ تمہاری قبر منور فرمائے آمین۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جو ابلیس بے ایمان تھا۔ یہ سب منظر دیکھ رہا تھا کہ نمرودیوں کے خداؤں کو مار پڑ رہی ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے جب تسلی کر لی کہ باقی کوئی نہیں رہا۔ بس ایک باقی رہ گیا ہے۔ یہ شیطان بھاگا اور اُس میلے میں گیا۔ جا کر کہتا ہے تم یہاں خوشیاں کر لو تمہارے خداؤں کو مار پڑ رہی ہے۔ تمہارے معبودوں کو مار پڑ رہی ہے۔ تم یہاں خوشیاں کر رہے ہو۔ میں نے ایک روایت میں یہ بھی پڑھا ہے۔ اُن سے کہتا ہے جا کر اپنے خداؤں کا حال دیکھو۔ وہ اپنی سواریوں کی طرف چلے۔ یہ شیطان اُن سے کہتا ہے جلدی کرو۔ جا کر ان کی حالت دیکھو۔ اُن سے یہ بات کی اور جاتے جاتے اُن کی سواریوں کو بھی تنگ کر گیا۔ سواریاں آگے آگے اور نمرودی ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے آ رہے ہیں۔ قرآن کی زبانی اعلان سن لو۔ میرے اللہ اعلان کر رہے ہیں۔ اے دنیا جہان والو میرے خلیل نے اللہ کی یکتائی کا ڈنکا بجا دیا۔ اس کی تنہائی کا ڈنکا بجا دیا۔ نمرودی آئے اور آ کر تالا کھولا۔ دیکھا کہ رب سب اوندھے پڑے ہیں۔ دیکھ کر بزرگ بزرگ کہتے ہیں۔ بڑا ہی ظالم ہے جوان کا یہ حال کر گیا ہے۔ ان مسکینوں نے تو کبھی کسی کو دکھ دیا ہی نہیں ہے۔ یہ بڑا ظالم ہے۔ ان معصوموں نے نہ کبھی بات کی نہ کبھی کسی کو دکھ دیا نہ کسی کو پریشان

کیا۔ اُس کو رحم نہیں آیا کہ ان بے زبانوں کا حال کیا کر گیا ہے۔

آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور قرآن کی زبانی سن لو۔ اے اللہ تمہارے قرآن کو کہاں کہاں سے پڑھوں۔ کون سا مقام سناؤں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ٥ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ٥ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِيْنَ٥ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُ كُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ٥﴾ (الانبیاء: 54تا57)

ابراہیم اعلان کر رہے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بھی مخاطب ہیں۔ باتیں ہو رہی ہیں اے میرے اباجی ان کو کیوں پوجتے ہو۔ اے میری قوم ان کو کیوں پوجتے ہو۔ قوم آگے سے جواب دیتی ہے۔ ﴿قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا﴾ ہم اپنے باپ دادا کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھتے آئے ہیں۔ یہ دلیل ہے ایمان سے بتاؤ یہ جواب ہے۔ اے ابراہیم ﴿قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا لَهَا عٰبِدِيْنَ٥﴾ ہم اپنے آباؤ اجداد کو دیکھتے آئے ہیں۔ قربان جاؤں اللہ کے خلیل نے جو دہائی دے دی جو اعلان کر دیا۔ جو پیغام دے دیا اور رہتی دنیا تک بتا دیا کہ اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہوئے ڈرنا نہیں چاہیے۔ باپ سامنے ہے۔ قوم سامنے ہے۔

اور ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں ﴿قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُ كُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ٥﴾ (الانبیاء: 54) اباجی آپ بھی اور اے قوم تم بھی ﴿وَ اٰبَآؤُ كُمْ﴾ اور تمہارے باپ دادا بھی ﴿فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ تم سب گمراہ ہو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام نے کہہ دیا۔ یہ سب باتیں ہوئیں کہتے ہیں اب یہ جو کام ہو گیا ہے۔ اس کا پتہ کرو بزرگ کہتے ہیں لگتا ہے وہ نوجوان ایک ہی لڑکا ہے جس کا نام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ وہ کہتا تھا ان کو نہ مانا کرو۔ نہ مانا کرو۔ نہ مانا کرو۔ معلوم ہوتا ہے یہ کام اُس کا ہے۔ جاؤ اُس کو بلاؤ۔ بلایا گیا اب قرآن کی زبانی سن لو۔ یہ سب مل جل کر معلوم ہے کیا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں:

﴿قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ○ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○﴾

(الانبیاء : 59تا62)

اے ابراہیم ﴿ءَاَنْتَ فَعَلْتَ﴾ یہ ہمارے خداؤں کی حالت اس طرح تم نے کی ہے۔ ان کی شامت تم نے بنائی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں: ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ یہ منطقی زبان بولی۔ ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○﴾ (الانبیاء : 65) ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں یہ جو بڑا کھڑا ہے اس سے پوچھو کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ میں نے تو ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں ہوسکتا ہے اس کو غصہ آ گیا ہو کہ میرے ہوتے ہوئے ان کی پوجا کیوں ہوتی ہے۔ اس بات پر غصے میں آ کر ان کو مار دیا ہوگا۔ ان کو توڑ دیا ہو۔ ہوسکتا ہے اس نے ان سے کوئی بات کہی ہو اور انہوں نے نہ مانی ہو اور غصے میں آ کر ان کو توڑ دیا ہو۔ کہتے ہیں: ﴿هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○﴾ ان سے پوچھ لو یہ جو چودھری بڑا کھڑا ہے جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے۔ اس سے سوال کرلو۔ آگے سے بول کر کہتے ہیں۔

﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ تَشْرِيح﴾ (الانبیاء : 65) کہتے ہیں ابراہیم تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے رب باتیں نہیں کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں جب یہ باتیں ہی نہیں کرتے۔ جب یہ تمہاری بات ہی نہیں سکتے ہیں۔

﴿قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○﴾ (الانبیاء: 66) اے نمرودیو جب یہ بولتے ہی نہیں تو ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ جو نفع نہیں دیتے جو نقصان نہیں پہنچاتے اور ساتھ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں۔ ﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○﴾ تم میں کوئی عقلمند نہیں ہے جو میری باتوں کو سمجھتا ہو۔ اب لاجواب ہوگئے۔ نمرودی لاجواب ہوگئے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ کسی دلیل سے

بات کرتے۔

اب معلوم ہے کیا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ﴾ دیکھو مشرک کی عقل کتنی کمزور ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچا آمین۔ نمرودی اب پھر کہتے ہیں ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ﴾ آگ جلاؤ۔ اس کو راکھ کردو۔ کیا کرو ﴿وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ﴾ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو ﴿وَ انْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۝﴾ (الانبیاء: 68)

مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے یہ بات اب توجہ سے سننے والی آگئی ہے۔ یہ ذرا نوٹ کرلینا۔ باپ مخالف ہے۔ برادری مخالف ہے۔ وقت کی حکومت بھی بولو مخالف ہے۔ اب کہتے ہیں اس کو جلادو۔ راکھ کردو جلادو۔ ختم کردو۔ نام ونشان مٹادو۔ عورتوں نے اس وقت کیا منت مانی کئی کہتی ہیں میرا فلاں کام ہوجائے۔ اتنے من لکڑیاں دوں گی۔ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لیے توبہ اللہ میری توبہ۔ جہانوں کے پیرب کے حبیب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی رضی اللہ عنہ آیا اور منت کے بارہ میں پوچھا کہ کیا کرنا چاہیے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو نیک مانی جائے اُس کو پورا کرنا چاہیے۔ جو کوئی بری مانتا ہے اُس کو مکمل نہیں کرنا چاہیے۔

اب انہوں نے جناب آرڈر دے دیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرو۔ میں توکل ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ ایک مہینہ لکڑیاں اکٹھی کرتے رہے۔ اتنی لکڑیاں اکٹھی ہوئیں کہ تین تین میل تک آگ جل گئی۔ وہ کس کے لیے اے سننے والو یہ کس وجہ سے لڑائی ہے، کسی رشتہ کی وجہ سے، وقت کے کسی عہدے کی وجہ سے، یا کسی شریک اور برادری کی وجہ سے، یا کسی مال و دولت کی وجہ سے یا کسی ایکڑ زمینوں کی وجہ سے نہ نہ نہ۔ ایک اللہ کی یکتائی کا اعلان کرنے کی وجہ سے یہ لڑائی ہوگئی۔ کہنے لگے جلادو ابال دو۔ آگ جل پڑی اور جلی کتنی مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ روئے زمین پر اس سے پہلے کبھی اتنی آگ نہیں جلائی گئی۔ اتنی آگ نہیں جلائی گئی اور اس آگ کے شعلے اتنے بلند ہیں کہ کوئی پرندہ اوپر سے گزر کر پار نہیں جاسکتا۔ لوگ اکٹھے ہوگئے کس لیے کہ آج توحید والے کو ختم کردینا ہے اور جس کو رب رکھے اُس کو کون چکھے جس کو رب بچائے اُس کو کون مارے۔

آسمان توں ڈگ کے نئیں مردا
او جدے رزق دا بوٹا ہریا ہووے
اوہ اگ بھی اُس نوں ساڑ دی نئ
ہتھ جس دا خدا نے پھڑیا ہووے

قرآن کے پروانو بات سن لو نمرود بھی آیا اور اس کی قوم بھی سب اکٹھی ہوگئی۔ ابراہیم علیہ السلام کو گرفتار کر کے لے آئے۔ کہنے لگے اب ان کو آگ میں پھینکنا کس طرح ہے۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے یہ ابلیس بے ایمان جو ہے اس نے ایک منجنیق دیکھی کہ جس میں جہنمیوں کو بٹھا کر جہنم میں پھینکا جاتا ہے۔ اس نے اُس کا نقشہ نمرودیوں کے سامنے کیا۔ کہنے لگا اس طرح کی ایک منجنیق بنالو۔ اُس میں ابراہیم علیہ السلام کو بٹھاؤ اور چکر دے کر پھینک دو۔ آگ کے درمیان جا کر گر پڑے گا۔ کہنے لگے پھینکے کون پاس کون جائے۔ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہتا ہے میں یہ کام خود کروں گا۔ توبہ اللہ میری توبہ۔ ابراہیم علیہ السلام بیٹھے ہیں اور رب کے خلیل کو بولو ڈر ہی کوئی نہیں ہے۔ جبرائیل علیہ السلام بھی آئے، میکائیل علیہ السلام بھی آئے، اسرافیل علیہ السلام بھی آئے سبحان اللہ کہتے ہیں جناب اجازت دو ہوا بھیج کر آگ ان پر الٹادوں۔ کہتے ہیں مجھے ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے سوہنیا اجازت دو۔ بارش کا فرشتہ کہتا ہے۔ میں بارش برسا کر آگ ٹھنڈی کردوں۔ کہتے ہیں تمہاری بھی ضرورت نہیں ہے۔

جبرائیل علیہ السلام بھی آیا سوہنیا اجازتیں دو ان کو اُٹھا کر لے جاؤں۔ نصف آسمان سے الٹا کر پھینک دوں۔ جناب خلیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں اے جبرائیل علیہ السلام خود ہی آئے ہو کہ رب کی مرضی سے آئے ہو۔ سوہنیا اللہ کی اجازتوں سے بھی آیا ہوں۔ خود بھی آیا ہوں اور میرے خلیل فرماتے ہیں۔ اے میکائیل، اے اسرافیل، اے جبرائیل علیہ السلام آج تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ فِی السَّمَاءِ وَاحِدٌ وَاَنَا فِی الْاَرْضِ وَاحِدٌ﴾ اے جبرائیل آج رب جلیل جانے یا اُس کا خلیل جانے۔ آج تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

آگ بلی تاں تن تن کوہ تک او بلیا چار چوفیرا
کوئی نہ خوف خیال نبی نوں اوتن رسولاں جیہرا

بابا جی بات بڑی پیاری کر گئے۔

اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرماتے کیا ہیں:

اُت ول چیخاں کفاراں والی۔ اے اہلحدیثو! تم گھبرا جاتے ہو۔ مصلحت کا شکار ہو جاتے ہو مگر اللہ کے خلیل کا کام کیا ہے۔

اُت ول چیخاں کفاراں والی او پانبڑ بھڑ کے مچاوے
ات ول چیخاں عشق الٰہی اودونی اگ مچاوے

اللہ کے خلیل کیا کہتے ہیں اب توجہ سے بات سن لو۔

احد احد احد مولا کون کہتے ہیں۔ اللہ کے خلیل علیہ السلام کہتے ہیں اور تم بھی کہہ لو۔

احد احد احد مولاِ او کہے نبی حقانی
وحدت ذکر محبت اندر ہو جاوے قربانی
آرتوں طرفاں ول آتش مچی تے شعلہ تیز مریندا
ہٹھ جبرائیلا ویکھ تماشا ہن کی اے رب کریندا

اِدھر سے میرے خلیل علیہ السلام نے دہائیاں دے دیں۔ میں نے تو ایک روایت میں پڑھا ہے۔ عرش اور فرش کے فرشتے جو ہیں ان میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ اللہ تمہارا خلیل علیہ السلام آج جل جائے گا۔ آج تمہارا خلیل علیہ السلام ختم ہو جائے گا۔ آواز آتی ہے اے میرے فرشتو تمہیں میری حکمتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ تمہیں تو میری قدرتوں کا پتہ ہی نہیں ہے۔ مولانا کہتے ہیں:

شرار پڑے آگ سے تو پتھر پگھل جائیں
اُس آگ کے جوش سے دل بھی دہل جائیں
مگر خلیل کود پڑا آگ میں مسکراتا ہوا

جہان کفر کو پیغام حق سناتا ہوا

میرے خلیل علیہ السلام ڈرے نہیں ہیں۔ میرے خلیل گھبرائے نہیں ہیں۔ ایک ہی بات کر دی اے میرے اللہ باپ کا سہارا ماں کا سہارا، رشتہ داروں کا سہارا، شریکوں اور برادری کا سہارا، اللہ وقت کی حکومت کا سہارا، اللہ یہ سب میرے مخالف ہیں۔ ایک ہی بات کہہ دی حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ o اللہ مجھے تم ہی کافی ہو اور کسی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

پروانو! جب میرے خلیل علیہ السلام نے یہ بات کی اُدھر سے آواز آتی ہے۔ ﴿يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا﴾ اے میری آگ جی جی رب جی فرمایا آگے تمہاری فطرت ہے جلانا ابالنا ہاں ہاں میرے رب میری فطرت ہے جلا دینا۔ میری فطرت ہے ابال دینا۔ جلا دینا ختم کر دینا مگر میری آگ ٹھنڈی ہو جاؤ۔ سردی کے بھی کئی درجے ہیں۔ ایک سردی کا درجہ وہ ہے کہ جس سے انسان کو نمونیا ہو جاتا ہے۔ آدمی مرجاتا ہے۔ ختم ہو جاتا ہے۔ آواز آتی ہے میری آگ ٹھنڈی ہو جاؤ۔ اللہ کتنی ٹھنڈی ہو جاؤں فرمایا ﴿بَرْدًا وَسَلَامًا﴾ بس اتنی ٹھنڈی ہونا کہ میرے خلیل علیہ السلام کو سردی بھی نہ لگے۔ مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے انہوں نے کپڑے نعوذ باللہ اتار لیے اور رسیاں باندھ دیں۔ منجنیق میں بٹھا لیا اور پھینکنے لگے۔ اُدھر سے ایک طوطا اور ایک چڑیا یہ چڑیا اڑتی ہے اور اپنی چھوٹی سی چونچ میں پانی لاتی ہے اور آگ کے اوپر ڈالتی ہے۔ طوطا سمجھ گئے ہو یہ خبیث شروع سے ہی توحید والے سے دشمنی رکھتا آیا ہے کہتا ہے لیجیے تمہیں کیسی مصیبت پڑی ہے۔

اتنی آگ ہے اور تم کیسے اس کو ختم کر لو گی۔ لیجیے تمہارے پانی سے ختم ہو چلی ہے۔ بابا جی سعید الفت رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ تمہاری قبر منور کرے۔ آمین۔ بابا جی نے بات بڑی پیاری کی ہے۔ فرماتے ہیں:

طوطا ہس کے چڑی نوں کہن لگا
نی کی اے توں کھیکھن جگاری ایں
تینوں ویکھ ریا آں آوندی جاوندی نوں

کدی آری ایں کدی جاری ایں
بلدی چیخاں اتے بے قرار ہو کے
وانگ وحشتاں توں پھیرے پاری ایں
بھلا دس بلدیاں لاٹاں بجادیں گی
او بوند بوند پانی جو تو پاری ایں
نی پگلیے ہو کے ذات دی کور کرلی
جھپے نال چھیتراں دے پاری ایں

چڑیا آگے سے جواب دیتی ہے:

چڑی آکھیا طوطیا عقل دیا انیاوے
میں کدوں چیخاں دی اگ بجاری آں
اودا کم ہے نار گلزار کرنا
میں تے یار دی یاری نبھاری آں

قرآن کے پروانو بات سن لو:

میرے رب نے کہہ دیا: ﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ (الانبیاء: 69) آگ ٹھنڈی ہو جاؤ۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا گیا۔ قرآن کے پروانو نوٹ کرلو رب ذوالجلال کا ذرا اعلان سن لو۔ جب آگ میں چلے گئے ایک دن نہیں، دو دن نہیں، چار دن نہیں، دس دن نہیں۔ چالیس دن تک آگ میں رہے۔ میں تو آج ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ حافظ حفظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے لکھا ہے کہ وہ جو نمرود ہے یہ بھی آیا۔ ایک اونچا سا اس نے چبوترہ بنایا اُس کے اوپر بیٹھ کر کہتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں ابراہیم آگ میں کیا کرتے ہیں۔ جلتے ہیں کہ نہیں جلتے ہیں۔ اس نے جب دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام آگ میں کھیل رہے ہیں۔ کہتا ہے اے لوگو تم نے آگ میں پھینک دیا ہے اور کہتے ہو کہ جل گیا ہوگا۔ ابراہیم (علیہ السلام) کی رسیاں جل گئی ہیں اور خود بچ گیا ہے۔ وہ جو رسیاں باندھی تھیں وہ

سب جل گئیں اور میں نے تو یہ بھی پڑھا ہے۔ کہتا ہے اے لوگو باہر سے پتھر پھینکو۔ ابراہیم علیہ السلام کو پتھر مار مار کر قتل کرو۔ مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے وہ جو پتھر مارتے ہیں۔ رب کی قدرت سے پھول بن جاتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام آگ میں ہی رہے اور آگ سے چالیس دن کے بعد نکلے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا اے اللہ کے خلیل جی یہ بتاؤ کبھی آپ کی زندگی میں آسانی کا وقت بھی آیا ہے کہ نہیں آیا ہے۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ میرے خلیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں۔ اے پوچھنے والو جو دن میں آگ میں گزار کر آیا ہوں۔ وہ سب سے اچھے گزار کر آیا ہوں۔ اس موقع پر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کی زبان میں سے پوری زندگی میں ایک ہی بات اچھی نکلی۔ کہتا ہے اے ابراہیم علیہ السلام تمہارا رب بڑی بزرگی والا ہے۔ جس نے تمہیں اتنی آگ میں سے بھی بچالیا ہے۔ میرے خلیل علیہ السلام یہاں سے نکلے اور ایک دعا کرتے ہیں: ﴿وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ۝﴾ (الصافات:99) اللہ میں یہاں سے نکل پڑا ہوں۔ اللہ اب تم مجھے سیدھے راستہ پر خود چلاؤ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

صبرِ ایوب علیہ السلام

﴿وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ﴾

(الانبیاء: 83)

سامعین محترم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ کے اندر سنا یہ مقام عالی شان اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن کا سترہواں پارہ سورۃ کا نام سورۃ انبیاء ہے۔ اللہ رب رحمان نے اس مقام عظیم الشان کو میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر مکہ معظمہ کے اندر نازل فرمایا۔ آج کے اس خطبہ جمعہ کے اندر جناب ایوب علیہ السلام کے صبر کا تذکرہ کروں گا۔ مکمل قرآن کا اور صحاح ستہ کا قرآن کی تفاسیر کا حدیث کے تمام ذخیرے کا مطالعہ کر کے دیکھو اگر مکمل قرآن سے حدیث کی کتب سے سیرت کی کتب کی ورق گردانی کر کے دیکھو اور اُس کے اوراق سے جو بات تمھیں زیادہ نظر آئے گی وہ یہی بات سامنے آئے گی کہ جتنا کسی انسان کا رب ذوالجلال کی ذات پر ایمان زیادہ ہوتا ہے اُتنی اُس کی آزمائش بھی زیادہ ہوتی ہے۔

جتنا کسی کا ایمان پختہ نظر آئے گا۔ اُتنے ہی زیادہ اُس کے امتحانات نظر آئیں گے حدیث پاک کے اندر موجود ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میرے اور تمہارے پیرو مرشد جنابِ محمد ﷺ ایک مجلس میں بیٹھے ہیں۔ تشریف فرما ہیں اور آپ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے یہ سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ محبوب جی اس کائنات کے اندر سب سے زیادہ امتحانات کن پر آئے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آئیں ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پھر سوال کیا کہ آقا انبیاء کے بعد فرمایا پھر بدرجہ بدرجہ جتنا کسی کا

ایمان ہوگا اُتنا اُس کا امتحان ہوگا۔ آزمائشوں کے اندر صبر اور امتحانات کے اندر ثابت قدم رہنا یہ تب ہی ہوتا ہے جب رب ذوالجلال کی رحمت شامل حال ہو نہیں تو بڑے بڑے جسم و وجود والے بڑی بڑی طاقتوں والے بڑی بڑی ہمتوں والے بڑی بڑی قوت والے اپنے پاؤں پر ڈگمگا جاتے ہیں۔

مگر کامیابی عزت مقام و مرتبہ ہمیشہ اُن کو ملا ہے وہ جو امتحانات کے اندر ثابت قدم رہے ہیں۔ اگر دُکھ پریشانی آئی ہے مصیبت آئی ہے تو صبر کیا ہے قرآن کا ایک مقام سُن لو ذرا اس کے اندر میرے اور تمہارے خالق و مالک نے ایمان والے لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ ایمان والو تمہیں دنیا پر رہ کر کیا کرنا چاہیے یہ پارہ دوسرا سورۃ کا نام سورۃ البقرۃ ہے گھر جا کر ترجمہ والا قرآن لے کر پڑھ لینا مسائل حل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے نبی جناب محمد ﷺ ایمان والوں کو آگاہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: 153تا157)

ترجمہ نوٹ کر لو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والو اپنے آپ کو ایمان دار کہلوانے والو۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مدد پکڑو ساتھ نماز کے اور صبر کے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ (البقرۃ: 154) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ جو میرے راستہ میں اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔اپنا آپ میرے راستہ میں کٹوا دیتے ہیں۔اے لوگو دنیا جہان والو اُن کو مردہ نہ کہا کرو بَلْ اَحْيَآءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ لیکن تم اُن کی زندگی کونہیں جانتے۔آگے رب تعالیٰ کیا فرماتے ہیں ۔یہ بات سُننے والی ہے۔ ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾﴾ (البقرۃ: 155) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندوں کو کون سے ایمان والوں کو بولو کون سے ایمان والوں کو جو مشرک ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے اُس کی بات نہیں ہو رہی ہے۔جو عبادت گزار ہے تہجد گزار ہے اور ربِّ ذوالجلال کے سامنے جھکنے والا ہے۔اُس کی نعمتیں کھا کر اُس کا شکریہ ادا کرنے والا ہے۔اُس کی بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے بندوں کو آزماتا ہوں کس طرح کر کے کبھی اُن پر میں خوف طاری کر دیتا ہوں ،کبھی میں اُن کے رزق میں کمی کر دیتا ہوں یعنی اُن پر بھوک مسلط کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ کبھی میں اُن کے مال میں نقصان کر دیتا ہوں۔کبھی ان کے رزق میں کمی کر دیتا ہوں۔وَالْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ کبھی میں اُن کی زندگی میں کمی کر دیتا ہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ اگر مصیبت آئے دُکھ آئے ،پریشانی آئے غم آئے جو اس پر صبر کرتا ہے یہ خوشخبری اُن کے لیے ہے ایمان والوں کی نشانی کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ اگر ایمان والوں پر کوئی مصیبت کا وقت آتا ہے تو وہ کیا کہتے ہیں۔ ﴿قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾﴾ (البقرۃ: 156) وہ جب اپنی زبان سے یہ کلمات ادا کرتے ہیں۔

ترمذی شریف کی روایت ہے جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ نے فرمایا کہ رب ذوالجلال عزرائیل علیہ السلام یعنی ملک الموت سے سوال کرتے ہیں اے ملک الموت

تم دنیا پر گئے تھے اور وہ آدمی جس کا یہ چھوٹا سا بچہ جس کی روح تم نے قبض کی ہے۔اُس کی جان نکال کر لے آئے ہو۔ اُس آدمی سے اُس کے جگر کا ٹکڑا چھین کر لے آئے ہو۔اے ملک الموت مجھے ایک سوال کا جواب دو وہ میرا بندہ جس کا چھوٹا سا بچہ فوت ہو گیا ہے۔اس کی جان تم نکال کر لے آئے ہو۔ جب تم نے اُس کی جان نکالی تھی اور میرا بندہ اپنی زبان سے کون سے الفاظ ادا کرتا تھا، ایمان سے بتاؤ رب کو نہیں پتہ بولو رب کو پتہ ہے رب پوچھتے کیوں ہیں ملک الموت کو گواہ بنا رہے ہیں اے عزرائیل میرا بندہ کیا کہتا تھا جس کے بچے کی تم نے جان لی اُس چھوٹے سے بچے کی جان نکالی تب تیرے بندے کی زبان سے ایک ہی کلمہ نکلا تھا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اے میرے اللہ تیرا بندہ بس ایک بات کرتا تھا اللہ بے شک تمام چیزیں تیرے لیے ہیں اللہ یہ مال تم نے دیا اور تم نے ہی واپس بلا لیا۔اے میرے اللہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ جب ہم سب نے بھی تمہارے دربار میں پیش ہو کر رہنا ہے۔ رب ذوالجلال جب یہ کلمات سنتے ہیں عزرائیل علیہ السلام کہتا ہے اللہ وہ بندہ کہتا تھا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اللہ تیرا بندہ یہ کلمات ادا کرتا تھا رب ذوالجلال کیا کہتے ہیں اِبْنِ لِىْ عَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهَا بَيْتَ الْحَمْدِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو اِبْنِ لِىْ عَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهَا بَيْتَ الْحَمْدِ اُس گھر کا نام بیت الحمد رکھ دو یہ صبر کا اجر ہے یہ صبر کا پھل ہے میں نے تو حدیث پاک میں پڑھا ہے۔

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ نے فرمایا بتاؤ اولاد کون دیتا ہے۔بولو اور واپس کون بلاتا ہے رب ہی بلاتا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں یہ مسلم کی روایت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو بچے بچپن میں ہی بلوغت سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں قیامت کا دن آئے گا رب ذوالجلال کی عدالت ہو گی وہ بچے رب کی عدالت میں آئیں گے اور اپنے اپنے ماں باپ کو تلاش کر کے اُن کا ہاتھ پکڑ لیں گے اپنے اپنے ماں باپ کے ہاتھ پکڑ لیں گے ماں باپ مشرک نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے بچا کر رکھے۔آمین! میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ بچے اپنے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ کر رب ذوالجلال کے

سامنے یہ بات کریں گے اللہ ہم نے تو جنت میں جانا ہی جانا ہے۔ اللہ ہمارے ماں باپ کو بھی ہمارے ساتھ جنت میں بھیج دو۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا اللہ ذوالجلال ان بچوں کی سفارش قبول کر کے ان کے والدین کو جنت کا داخلہ عطا کر دیں گے۔ اگر مصیبت آئے دُکھ پریشانی آئے اس پر صبر کرنا ہے بے صبری نہیں کرنی ہے بخاری شریف کی روایت ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّهِ.)) آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو مصیبت کے وقت اپنے چہرے پر طمانچے مارتا ہے اپنا گریبان چاک کرتا ہے اپنے اپنا حال بُرا کر لیتا ہے۔ اور زبان سے عجیب وغریب کلمات ادا کرتا ہے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں لَيْسَ مِنَّا وہ ہماری امت سے ہی نہیں ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وشَقَّ الْجُيُوْبَ جو آدمی اپنا گریبان چاک کرتا ہے اپنے چہرے پر طمانچے مارتا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ عورتیں جو مصیبت کے وقت واویلا کرتی ہیں اور اپنا گریبان چاک کرتی ہیں۔ اپنے سر کے بال کھینچتی ہیں آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میں اُن پر لعنت کرتا ہوں وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! قرآن کے پروانو میں حدیث پاک میں پڑھ رہا تھا ایک دن میرے آقا جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ دونوں چلتے چلتے ایک قبرستان میں سے گزرے۔ قبرستان کے اندر کیا دیکھا ایک بوڑھی سی عورت قبر کے پاس بیٹھی ہے یہ عورت اپنی زبان سے عجیب وغریب باتیں کرتی ہے۔

عورت کو معلوم نہیں کہ میرے پیچھے آ کر کون کھڑا ہوا ہے۔ رب کے حبیب علیہ السلام نے اُس کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ سنے تو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے عورت صبر کرو، حدیث پاک میں لکھا ہے عورت نے آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا کہ مجھے کہنے والا کون ہے۔ مخاطب کون ہے، توجہ قبر کی طرف ہی ہے کہتی ہے تمہارا جوان بیٹا مر جائے میں دیکھوں گی تم کیسے صبر کرو گے۔ رب کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بات سنی اور چل دیئے تھوڑا سا وقت گزرا تھوڑی سی دیر گزری۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور آ کر کہا اے عورت معلوم ہے کہ وہ جواب تم نے

کس کو دیا تھا بڑھیا کہتی ہے مجھے معلوم نہیں ہے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عورت تم نے جواب آمنہ کے لال علیہ السلام کو دیا تھا۔ عورت چلتی چلتی آقا علیہ السلام کے پاس آ گئی۔ سوہنیا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے معاف کر دیں اب میں صبر کروں گی آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے عورت رو لینا واویلا کر لینا اور بعد میں صبر کر لینا اس کا نام صبر نہیں ہے۔ صبر اس کا نام ہے کہ جب مصیبت آجائے پریشانی آئے آدمی ایک ہی بات کرے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ قرآن کا ایک مقام سُن لو، مسائل حل ہو جائیں گے۔ آج دنیا کے اندر تم روزانہ ایک بات کا مشاہدہ کرتے ہو۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔

یہ قرآن جو ہے آج سے کتنے سو سال پہلے نازل ہوا۔ مگر رب نے جو بات کی وہ بات سُننے والی ہے۔ آج دیکھو حالات اس طرح کے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے نبی جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے محبوب! اس انسان کا حال کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ٥ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ٥ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ٥﴾ (هود: 9تا11)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے دنیا جہان والو! کچھ آدمی دنیا پر ایسے نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نعمتیں دے دیتا ہوں اور نعمت دے کر کبھی میں چھین لوں تو آدمی کہتا ہے مجھے آج تک کچھ ملا ہی نہیں ہے رب تعالیٰ فرماتے ہیں میری نعمت جو میں نے عطا کی ہے اس کو بھول جاتا ہے کہتا ہے مجھ پر تو آسانی کا وقت آیا ہی نہیں ہے۔

کبھی مجھ پر اچھا وقت آیا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ اے بندے یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے تم تو ناشکرے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ وقت جو اس پر آتا ہے مصیبت کا آنا

ہے میں نعمت دے کر چھین لیتا ہوں۔ بعد میں کچھ وقت گزرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں پھر اس کو نعمتیں عطا کر دیتا ہوں اُس پر اچھا وقت لے آتا ہوں، تو وہ آدمی اپنی پریشانی بھول جاتا ہے کہتا ہے میں ہمیشہ ہی اس طرح دیا ہوں۔ میرے اوپر کبھی مشکل وقت آیا ہی نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اے انسان کامیاب انسان وہ ہے جو رب ذوالجلال کی ذات پر ایمان لایا اور نیک عمل کر لیے اُن کو کیا ملے گا اُولٰٓـئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ اُن کے لیے بخشش ہے اُن کے لیے رب ذوالجلال کی طرف سے نجات کا پیغام ہے۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ نہیں سمجھے تو ایک مقام اور سن لو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر: 1تا3)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے انسان بات سن لے انسان ہے ہی نقصان میں ہے مگر کامیاب انسان کون ہے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور انہوں نے نیک اعمال کر لیے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ تلقین کرتے ہیں ساتھ حق کے اور تلقین کرتے ہیں ساتھ صبر کے بولو بے صبری کرتے نہیں کرتے ہیں ایمان والوں پر مصیبتیں آتی ہیں۔ الترغیب والترہیب کی روایت ہے۔ جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ بھی بیٹھے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی بیٹھے ہیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو ایمان والا آدمی ہے جب وہ بیمار ہو جاتا ہے رب کے حبیب علیہ السلام نے فرمایا اس طرح درخت کی شاخ پکڑ کر ہلا کر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا اے میرے صحابہ جس طرح میں نے یہ درخت کی شاخ ہلائی ہے۔ جس طرح اس کے پتے زمین پر گر پڑے ہیں آقا فرماتے ہیں ایمان والا بیمار ہوتا ہے تو اس طرح اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اس کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں رب کے حبیب علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت ایمان والے بندے جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کا گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔ اُس کی وجہ کیا ہے کبھی سوچا ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو دنیا پر اتنا آزما لیتے ہیں اتنے

امتحانات کے اندر مبتلا کر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن بیماریوں اُن مصیبتوں اُن پریشانیوں کی وجہ سے اس کے گناہ دنیا کے اندر ہی ختم کر دیتے ہیں جب وہ آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کو جنت کا داخلہ عطا کر دیتے ہیں بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین بابا جی نے بات بڑی پیاری کی فرماتے ہیں۔

دنیا دے اندر تنگی دیوے او خاص پیارے یاراں
کافر ظالم فاسق فاجر اولٹ دے موج بہاراں
جناب آدم کڈ بہشتوں چالیس سال رُلایا
ویکھو جناب نوح نبی نے کتنا دُکھ اُٹھایا
تے چیر دتا زکریا تائیں اُوسر اُتے رکھ آری
ایوب دے تن پائی بیماری اُو کوڑھ مصیبت بھاری
تے یوسف دے غم یعقوب نبی نوں چالیس سال رُوایا
تے یونس تائیں پیٹ مچھی وچ کئی روز رکھایا

یہ رب کے نبی ہیں۔ پریشانیاں بہت ہیں دکھ بہت ہیں آزمائش بہت ہیں بات بڑی پیاری کرتے ہیں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے آب زر سے لکھنے والی ہے۔

فرماتے ہیں!

موسیٰ نبی رب دا پیارا اُو بکریاں پیا چراوے
او کرے فرعون خدائی دعویٰ لکھیں حکم چلاوے
بات اپنے آقا علیہ السلام کی کروں؟
قیصر و کسریٰ رب دے دشمن عیش کرن من مانے
پر میرے آقا فاقیاں کولوں اُو پتھر پیٹ بناوے۔

یہ آزمائش یہ امتحان ایمان والوں پر آتے ہیں نوٹ کر لو جناب ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آٹھ بیٹے عطا کیے۔ چار بیویاں عطا کیں۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے مال مویشی یہ

سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ جانور بہت زیادہ ہیں نوکر اور غلام یہ بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ شیطان بے ایمان بولو یہ مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا اس نے ایک دن دیکھا کہ ایوب علیہ السلام کے پاس بیٹے بہت ہیں۔ بیویاں چار ہیں۔ مال ودولت بڑا ہے۔ کہنے لگا اللہ یہ تمہارا نبی ایوب علیہ السلام معلوم ہے کہ یہ تمہاری عبادت کیوں کرتا ہے رب تعالیٰ فرماتے ہیں بتاؤ کیوں کرتا ہے کہتا ہے اس کے پاس بیٹے بہت ہیں، بیویاں چار ہیں۔ مال ودولت زیادہ ہے۔ تمہیں تو اس نے یاد کرنا ہی ہے۔ اس سے کبھی بیٹے چھینو مال ودولت چھین لو۔ میں پھر دیکھوں گا کہ تمہیں کس طرح یاد کرے گا۔ رب فرماتے ہیں جو میرا بندہ ہے وہ مصیبت کے وقت بھی کبھی میرا در نہیں چھوڑتا ہے۔ مہلت تو اسے تب ہی مل گئی جب جنت سے نکالا اور قیامت تک مہلت مل گئی۔ اللہ تعالیٰ فرمایا نے کہا جاؤ جو تم کر سکتے ہو کر لو میرا نبی میرا در نہیں چھوڑے گا ۔یہ بے ایمان ابلیس آیا اس نے کیا کیا ایوب علیہ السلام کے بیٹے ایک کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں اس نے چھت اُوپر گرا دی ایوب علیہ السلام کے سب بیٹے رب کو پیارے ہو گئے ایک نوکر آ کر کہنے لگا جناب اس طرح کر کے واقعہ پیش آیا ہے آپ کے بیٹے کھانا کھا رہے تھے چھت اوپر گری اور وہ رب کو پیارے ہو گئے ہیں۔ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ رب کا مال تھا اُس نے لے لیا اس کی مرضی ہے تھوڑی دیر گزری ایک غلام آیا نوکر آیا آ کر کہتا ہے کہ آپ کے جتنے بھی جانور تھے سب مر گئے ہیں۔ کہنے لگے وہ بھی رب کا مال تھا اُس نے دیا اور اُس نے ہی چھین لیا ہے میں کیا کر سکتا ہوں۔ تھوڑی دیر گزری ایک اور آیا کہتا ہے جناب نوکر بھی سب مر گئے ہیں۔ نبی ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ آگے میں بیٹوں میں بھی بیٹھتا تھا کچھ وقت اُن میں خرچ کرتا تھا، کچھ وقت جانوروں میں خرچ کرتا تھا کچھ وقت میں نوکروں اور غلاموں میں گزارتا تھا آسمانوں والے آج کے بعد وہ وقت بھی تمہاری عبادت میں ہی گزاروں گا۔ شیطان بے ایمان کو آگ لگ گئی میں نے کچھ سوچا تھا بن کچھ گیا ہے یہ آیا اس نے آ کر ایوب علیہ السلام کے جسم پر پھونک ماری اور جسم پر چھالے بن گئے کچھ کہتے ہیں کیڑے داخل ہو گئے تھے مگر بات سن لو میرا عقیدہ میرا مسلک یہ ہے کہ کیڑوں پر نبی کا جسم کھانا حرام ہے۔

ہاں اتنا ضرور ہوا تھا کہ سب جسم میں چھالے بن گئے۔ سارے جسم پر بیماری چل پڑی۔
مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے ایک دل بچا اور ایک زبان بچی تھی، چار بیویاں ہیں۔

تین بیویاں بھی چھوڑ کر چلی گئیں چوتھی بیوی جس کا نام بی بی رحمت ہے۔ جناب ایوب علیہ السلام کا کیا حال ہے گاؤں والوں نے بستی والوں نے بائیکاٹ کر دیا۔ بیماری کی وجہ سے کوئی قریب نہیں آتا میں نے ایک روایت میں پڑھا ہے توبہ اللہ میری توبہ بستی والوں نے ایوب علیہ السلام کو ایک ٹوکری میں ڈال کر گاؤں کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا ہمارے کچھ آدمی نہیں کہتے معلوم ہوا کہ فلاں بیمار ہے۔ کہتے ہیں چھوڑو جی اپنی غلطیوں کی وجہ سے پھنسا ہے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم بہت آدمی کہتے ہیں۔ ایوب علیہ السلام کے دو دوست بڑی دور دراز سے ملنے آئے۔ آ کر آپس میں علیک سلیک ہوئی۔ یہ دونوں ہی آپس میں باتیں کرتے ہیں کہتے ہیں لگتا ہے ایوب علیہ السلام اوپر سے کچھ اور تھے اور دل سے کچھ اور تھے، ورنہ ان پر یہ بیماری نہ آتی۔ ایوب علیہ السلام نے یہ بات سنی کہنے لگے تم کون ہو یہ کہنے لگے ہم آپ کے فلاں دوست ہیں فلاں جگہ سے آئے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے وہ آئے اور ساتھ اپنے علاقہ سے شراب لے کر آئے۔

آ کر کہنے لگے جناب یہ آپ کے لیے دوا لے کر آئے ہیں، اس کو پی لو آپ تندرست ہو جائیں گے۔ ایوب علیہ السلام کہنے لگے دفعہ ہو جاؤ۔ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ یہ شراب تم مجھے پلانا چاہتے ہو میں تمہاری شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ وقت گزرتا گیا ایک دن بی بی رحمت نے ایک بات کی، اے اللہ کے ایوب علیہ السلام اتنی دیر ہوگئی ہے بیماری میں پریشانیوں میں گزرتے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت عطا کر دے ایوب علیہ السلام جواب دیتے ہیں اے رحمت اگر تم بھی ہمت ہار گئی ہو اگر تم بھی دل چھوڑ گئی ہو اے رحمت اگر پریشان ہوگئی ہو تو تم بھی مجھ سے طلاق لے لو اور تم بھی چلی جاؤ۔ آگے تین چھوڑ کر چلی گئی ہیں تم بھی چلی جاؤ۔ میرا وقت جس طرح بھی گزرے گا میں اپنا وقت گزار لوں گا۔ اس کتاب کے اُتارنے والے رب کی قسم ہے یہ نبی کی بیوی انبیاء کے خاندان سے چلی آ رہی ہے ماں

جی نے سُنا اور آنکھیں برس پڑیں۔ دل ٹوٹ گیا۔ کہنے لگیں اے میرے خاوند آپ کا دل توڑنا تو مقصود نہ تھا آپ کو تکلیف دینا تو مقصود نہ تھا۔

اے اللہ کے ایوب جی اتنا وقت گزر چکا ہے کہ بیماریوں میں مبتلا ہو جناب ایوب علیہ السلام جواب دیتے ہیں اے رحمت میں نے ستر سال تندرستی کے گزارے ہیں اگر میں ستر سال بیماریوں میں گزار دوں تو سودا مہنگا ہی نہیں ہے بابا جی صمصام رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ تمہاری قبر منور فرمائے آمین! بابا جی نے بڑی پیاری بات کی ہے۔

آکھیا نبی تو بھی لے لے طلاق نی
چلی جا پیکے میرا توڑ جا ساکھ نی
میں آپے پیا کٹاں جیویں کرے رب پاک نی
تو تے تکلیفاں اُٹھاویں ناہیں

بیوی جو ہے عبادت گزار ہے۔ اطاعت گزار ہے۔ فرماں بردار ہے کہتی ہے۔

سُنیا جا مائی رحمت چانگراں نے ماریاں
رب دے حبیبا تیتھوں صدقے میں واریاں
لے کے طلاقاں چلیاں اوگئیاں نے ساریاں
کھٹیا تے اوناں کج ناہیں

میں نے تو تفسیر کی کتب میں پڑھا ہے نوٹ کر لو وقت گزرتا گیا ٹائم گزرتا گیا بی بی رحمت شام ہوتی ہے تو اپنے خاوند کو سر پر اُٹھا لیتی ہے رات کو اپنے گھر لے آتی ہے۔ فجر کا ٹائم گزر جاتا ہے اور خاوند کو اُٹھا لیتی ہے۔ پھر بستی سے باہر لے جاتی ہے۔ ساتھ کہتی ہے میرے خاوند جی میری ایک بات سن لو مشکل وقت میں ساتھ کوئی کوئی دیتا ہے پریشانیوں کے وقت ساتھ تو کوئی کوئی دیا کرتا ہے اللہ کے ایوب جی میں نے تو تندرستی میں اتنے سال آپ کے ساتھ گزارے ہیں۔ اللہ کے ایوب جی میں بیماریوں میں کبھی آپ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گی۔ اللہ کے ایوب جی میری بات سُن لو میں جو بات کرنا چاہتی ہوں کہتی ہیں۔

آکھیا نبی تو بھی لے لے طلاق نی
چلی جا پیکے میرا توڑ جا ساکھ نی
میں آپے پیا کٹاں جیویں کرے رب پاک نی
تو تے تکلیفاں اُٹھاویں ناہیں
سُنیا جا مائی رحمت چانگراں نے ماریاں
رب دے حبیبا تیتھوں صدقے میں واریاں
لے کے طلاقاں چلیاں گھیاں نے جو ساریاں
کھٹیاتے اوناں کج ناہیں
ساتھ ایک بات کرتی ہیں۔
میں کراں گی خدمت جب تک رب نبھاوے دا
کڈ لوّے جان یا آرام عطا وے گا
چھڈ کے تہانوں جاندی ناہیں
ساتھ ایک بات اور کرتی ہیں۔
زخماں تھیں حضرت میں نہ نک منہ وٹاں گی
روں نال پیڑ ہووے جب نال چٹاں گی
خاوند دیاں خدمتاں کر کے جنتاں میں کھٹاں گی
اے موقعہ لیاندا اللہ سائیں

ٹائم گزر رہا ہے وقت گزر رہا ہے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے بی بی رحمت یہ لوگوں کے گھروں میں جا کر مزدوری کر کے برتن دھو کر اپنے خاوند کا پیٹ پالتی ہے ایک دن راستہ میں شیطان ملا ایک بڑی شخصیت بن حکیم کی شکل میں ملا کہتا ہے اے عورت لگتا ہے تم بڑی پریشان ہو فکر مند ہو کیا بات ہے کہنے لگیں میرا خاوند بیمار ہے شیطان آگے سے معلوم ہے کیا کہتا ہے میری ایک بات سنو اُس پر عمل کرنا تمہارا خاوند تندرست ہو جائے گا۔ اپنے خاوند کو

ساتھ لے جاؤ فلاں جگہ ایک بت ہے اُس پر جا کر چڑھاوا چڑھاؤ۔ تندرست ہو جاؤ گے بی بی رحمت نے آ کر ایوب علیہ السلام سے اس طرح ہی بات کی اللہ کے نبی نے جب یہ بات سُنی تو غصہ آیا۔

کہنے لگے میں تندرست ہو لوں تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ یہ نبی کی بیوی معلوم ہے کون سے خاندان میں سے ہے۔ جناب یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ تابع دار تھی جب خاوند نے کہا میں تندرست ہو جاؤں تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ آج کی نہیں تھی کہ میرے بھائیوں کو نہیں جانتا۔ گھر میں باتیں ہو ہی جاتی ہیں میرے خاندان کا نہیں پتہ لو تم مجھے مار کر سکون سے رہو۔ میرے باپ نے مجھے کوئی نقد بیچا ہے نہ نہ نہ جو اطاعت گزار اور فرماں بردار بیویاں ہوتی ہیں۔ اس طرح کا جواب نہیں دیتی ہیں۔ یہ بیوی فرمانبردار تھی کہنے لگی اللہ کے ایوب جی تم سو کہتے ہو اللہ تمہیں تندرستی دے چاہے ہزار مار لینا وقت گزرتا گیا دُعا کیا کرو اللہ ہمیں امتحانات سے بچا کر رکھنا آمین! اللہ ہمیں بیماریوں سے بچا کر رکھنا آمین! اللہ ہمیں پریشانیوں سے بچا کر رکھنا آمین!

دوستوں تمہیں معلوم ہے جو بیمار ہو اُس کی راتیں لمبی ہو جاتی ہیں جو دُکھی ہو اس کی بیماریاں لمبی ہو جاتی ہیں۔ بیماروں کی تو راتیں بھی لمبی ہو جاتی ہیں دُکھی لوگوں کے تو دن بھی لمبے ہو جاتے ہیں وقت گزرتا گیا دو اور آئے ایوب علیہ السلام کے سامنے باتیں کرتے ہیں کہتے ہیں لگتا ہے اوپر سے کچھ اور ہے اور اندر سے کچھ اور ہے ایوب علیہ السلام اپنا دامن رب ذوالجلال کے سامنے پھیلاتے ہیں کہتے ہیں آسمانوں والے رب تم تو جانتے ہو کبھی میں اُس طرح نہیں سویا تھا کبھی میرے سامنے دو آدمی لڑتے ہوتے وہ آپس میں جھگڑتے جھگڑتے ایک قسم اُٹھا لیتا اے اللہ میں آ کر اُن میں جو آدمی قسم اُٹھاتا اس کی طرف سے قسم کا کفارہ ادا کر دیتا۔ اے اللہ کبھی میں اس طرح نہ سویا کہ میں پیٹ بھر کر سو گیا۔ اور میرا ہمسایہ بھوکا سو گیا، اے اللہ اگر میری باتیں سچ ہیں تو آسمانوں سے میری ان باتوں کی تائید کر دو۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ رب ذوالجلال نے فوراً ان باتوں کی تائید

کردی۔

وقت گزرتا جا رہا ہے لوگو ایک سال نہیں دو سال نہیں دس سال نہیں کوئی پندرہ سال نہیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے۔

میں نے ایک روایت میں پڑھا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو نیک مواحد بندہ ہے اس کو ایک دن بخار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے پچھلے گناہ معاف کر دیتے ہیں میں کل الترغیب والترہیب میں پڑھ رہا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام بیٹھے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں ایک آدمی کھڑا ہو کر کہتا ہے جناب مجھے تو کبھی آج تک سر درد بھی نہیں ہوا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اُٹھ کر میری مجلس سے چلے جاؤ رب تم پر راضی نہیں ہے۔ کچھ آدمی جناب نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں پریشانیاں بس ہمارے لیے ہیں اگر مصیبت آتی ہے اگر بخار آ جاتا ہے بیماری آ جاتی ہے تو رب کا شکریہ ادا کیا کرو اس کتاب کو اتارنے والے رب کی قسم ہے جو بیماریوں میں صبر کرتا ہے اور رب ذوالجلال کو یاد کرتا ہے۔

بیماریوں کے بعد اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل کر دیتے ہیں اٹھارہ سال گزر گئے ایک دن کیا ہوا بی بی رحمت کے پاس پیشاب کی حاجت ہوئی آواز دی اے رحمت اور بیوی پاس نہیں ہے اپنا دامن اس طرح کر کے پھیلا دیا بولو کس کے آگے بیماریوں سے صحت عطا کون کرتا ہے ایمان سے جواب دینا اہلحدیثو، دیوبندیو، بریلویو اس بات کے ساتھ اختلاف نہیں کرتا، رب کو گواہ بنا کر جواب دو بیماریاں کون دیتا ہے بیماریوں سے صحت کون عطا کرتا ہے میں اس لیے کہا کرتا ہوں اگر پریشانی آئے دکھ آئے اس سے مانگا کرو جس سے بابا جی آدم علیہ السلام نے مانگا جس سے نبی نوح علیہ السلام نے مانگا، جس سے نبی خلیل علیہ السلام نے مانگا، جس سے چلتے دریا میں نبی موسیٰ علیہ السلام نے مانگا، اس سے مانگا کرو جس سے بدر کے مقام پر سجدہ میں گر کر مانگتا ہے تو آمنہ کا لال علیہ السلام مانگتا ہے میرے آقا علیہ السلام نے بھی بدر کے مقام پر سجدہ میں گر کر مانگا ہے تو بولو کس سے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے۔ ایوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ یہ پارہ سترہ ہے سن لو ﴿وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ o﴾ (الانبیاء: 83) اللہ اتنے سال گزر گئے ہیں ان بیماریوں میں ان آزمائشوں میں اللہ اپنی رحمت سے مجھے ان سے نجات دے دے۔

ایک مقام اور سن لو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ o اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ o وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ o وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ o﴾ (صٓ: 41تا44)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اے میرے ایوب! تم نے میرے آگے التجائیں کیں ہیں اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ میرے ایوب سوہنیا جہاں بیٹھے ہو یہاں ایڑھی تو مارو ایوب علیہ السلام کہتے ہیں اللہ آگے اٹھارہ سال گزر گئے روزانہ ایڑھیاں مارتا ہوں فرمایا میرے ایوب آگے اپنی مرضی کے ساتھ ایڑھیاں مارتے تھے آج ہمارے حکم کے ساتھ ایڑھی مارو۔ ایڑھی ماری تو بنا کیا ہوا کیا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ o فرمایا: اے میرے ایوب جی جی جی رب جی فرمایا سوہنیا ایڑھی ماری ہے۔ یہ پانی کا چشمہ نکل پڑا ہے۔ ہاں اللہ فرمایا سوہنیا یہ پانی پی بھی لو اور اس کے ساتھ غسل بھی کرلو۔ اللہ پانی پیوں گا تو کیا بنے گا۔ غسل کروں گا تو کیا بنے گا۔ سوہنیا جب پانی پیو گے اندرونی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ جب غسل کرو گے تب باہر کی بیماریاں ختم ہو جائیں گی اس کتاب کے اتارنے والے رب کی قسم ہے۔ رب چاہے تو منٹ بھی نہ لگنے دے گئی سالوں سے جو بیمار ہیں ان کو صحت عطا کر دے۔ یہ ہوا نہیں بی بی رحمت گئی اور آنے تک اللہ تعالیٰ نے صحت عطا کر دی۔ میں نے ایک تفسیر کی کتاب میں پڑھا ہے اللہ نے بس اکیلی صحت عطا نہیں کی بلکہ جنت سے ریشمی لباس بھی بھیج دیا۔ ایوب علیہ السلام وہ لباس پہن کر

بیٹھ گئے واہ میرے رب تمہاری مرضی اور تمہاری قدرت اب میں تم سے جواب لینے لگا ہوں ایمان سے بتاؤ بی بی رحمت نبی کی بیوی نہیں تھی، بتاؤ انبیاء علیہم السلام کے خاندان سے نہیں آ رہی تھی سامنے آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن وحدیث کی سمجھ عطا فرمائے آمین! سامنے آ رہی ہیں خاوند تندرست ہو گیا ہے جنتی لباس پہن کر بیٹھے ہیں آ کر جناب ایوب علیہ السلام سے پوچھتی ہیں یہاں کہیں میرا خاوند تو نہیں دیکھا ہے۔ بتاؤ بیوی کو پتہ لگا نہیں ہے یہاں تو اولیاء کی بلیاں بھی غیب جانتی ہیں۔ طنز نہیں طعن نہیں، دل آزاری نہیں اس کتاب کے اتارنے والے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں تمہاری خیر خواہی تمہاری ہمدردی مقصود ہے۔ یہ مولوی منبر پر بیٹھ کر وعظ کرتے ہیں۔ غلط بیانی کرنے والے مجھ پر کروڑ لعنت ہو، مولوی تقریر کرتا کہتا ہے ایک گھر والوں نے بلی رکھی تھی وہ جتنی بار میاؤں کرتی اُتنے مہمان آتے تھے، ایک دن اس نے میاؤں پانچ بار کیا اور مہمان چھ آ گئے انہوں نے کہا آج یہ کیا بنا ہے؟ ان سب گھر والوں نے لنگوٹ کس لیا۔ کہنے لگے آج اس کو نہیں چھوڑنا اس نے ہم سے دھوکہ فراڈ کیا ہے وہ پکڑ کر اُس سے کہنے لگے تم نے آج جھوٹ کیوں بولا ہے اُس نے کہا بات یہ ہے مہمان پانچ ہی آئے ہیں چھٹا وہابی تھا اس کی باری اس لیے میاؤں نہیں کرتی تھی۔

یہاں تو بزرگوں کی بلیاں بھی غیب جانتی ہیں مگر نبی کی بیوی کو پتہ نہیں لگا کہ یہی میرا خاوند ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن وحدیث کی سمجھ عطا کر دے آمین! علماء سے حکایات روایات سنا کرو۔ قرآن وحدیث کی بات سنا کرو آواز آتی ہے ﴿ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ o﴾ (صٓ: 42) میرے ایوب پانی پی لے اور غسل کر لے میرے ایوب وہ لباس پہن کر بیٹھ گئے۔ ایوب علیہ السلام کے پیچھے جو شیطان لگا تھا اس کا نام مقسوط تھا بات سن لو بی بی رحمت آئی ایوب علیہ السلام کہتے ہیں اے رحمت میرا نام ہی ایوب ہے۔ بی بی رحمت نے ایک بات کی کہنے لگیں اے اللہ والے جو دُکھی پریشان ہوں اُن سے مذاق نہیں کیا کرتے۔ ان سے مذاق اچھے نہیں لگتے ہیں ایوب علیہ السلام کہتے ہیں اے رحمت چہرے سے پردہ ہٹا کر دیکھو اللہ تعالیٰ نے تندرستیاں عطا کر دی ہیں۔ بی بی رحمت نے پردہ چہرے سے ہٹایا

اور دیکھا کہ خاوند کو تندرستیاں مل گئی ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے کہا سوہنیا اگر کہو تو میں وہ وہ تمہارے بیٹے جنت میں ہیں اگر کہو تو واپس لٹا دیتا ہوں۔ اگر صبر کرو تو اس کے بدلے میں دنیا میں بہتر عطا کر دوں گا۔

مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے ہی بیٹے اور عطا کر دیئے وقت گزرا تھوڑی دیر گزری اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے ایوب سوہنیا تم نے ایک قسم اُٹھائی تھی۔ کہ اپنی بیوی کو سو کوڑے مارنا ہیں اب قسم اس طرح مکمل کرو کھجور کی ایک شاخ لے لو جس کے سو تنکے ہوں وہ اپنی بیوی کے جسم کو لگا دے تمہاری قسم ادا ہو جائے گی رحمت تمہاری تابع دار ہے اس کو مارنا نہیں ہے۔ سبحان اللہ تھوڑی دیر گزری اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سونے کی ٹڈیوں کی بارش برسا دی۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے سونے کی ٹڈیوں کی بارش پڑی کوئی دائیں بھاگنے لگی کوئی بائیں بھاگنے لگی کوئی آگے دوڑنے لگی کوئی پیچھے بھاگنے لگی ایوب علیہ السلام کہتے ہیں اے رحمت جھاڑو پکڑو کہو سبحان اللہ دیکھنا بیماریوں میں صبر کیا ہے اور رب اجر کیا دینے لگا ہے کہتے ہیں اے رحمت جھاڑو پکڑو یہ دائیں بائیں بھاگنے لگی ہیں اکٹھی کرو اللہ آسمانوں پر مسکرا پڑے فرمایا جاؤ جبرائیل علیہ السلام نبی سے پوچھو لالچی نکلے ہو۔

ایوب علیہ السلام کہتے ہیں اللہ میں لالچی نہیں نکلا بلکہ تمہاری رحمت اکٹھی کر رہا ہوں۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ۔ وعدہ کرو اگر پریشانی آئے گی تو صبر کرو گے اللہ تعالیٰ اجر عطا کرنے والا ہے۔ جاؤ ترمذی شریف کی حدیث ہے نسائی کے اندر بھی موجود ہے۔ میرے نبی علیہ السلام کے دور میں ایک مسلمان صحابی اللہ نے ایک بیٹا دیا اور بیٹا بیمار ہو گیا۔ خاوند مزدوری کرنے گیا ہے۔ شام ہوئی اس کا یہ بچہ بھی رب کو پیارا ہو گیا۔ واپس آیا بیوی نے بتایا نہیں کہ بیٹا فوت ہو گیا ہے ایسی بھی صبر کرنے والی دنیا پر ہیں۔ خاوند کو کھانا دیا۔ رات گزری فجر کا ٹائم ہے نماز سے فارغ ہوئے۔ بیوی کہتی ہے اے میرے سر کے تاج ایک بات پوچھوں کہنے لگے کہو کیا بات ہے۔ اُنہوں نے پوچھا شام کو کہ بچے کا کیا حال ہے بیوی کہتی ہے بچے کو اب تکلیف ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی تکالیف ویسے ہی ختم کر دی ہیں۔ دن ہوا

بیوی کہتی ہے میرے سر کے تاج میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔

کہتا ہے بولو بیوی کہتی ہے جناب اگر کسی نے امانت دی ہو کچھ وقت کے لیے جب اُس کی امانت واپس کرنے کا ٹائم آئے تو امانت والا امانت واپس مانگے واپس کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے خاوند کہتا ہے اس کا حق ہے اس کی امانت واپس کرنی چاہیے۔ بیوی کہتی ہے اے میرے سر کے تاج بچہ تو رات کا ہی رب کو پیارا ہو گیا ہے۔ ان دونوں گھر والوں نے صبر کیا، میری بات پر یقین نہ کرو۔ نبی ﷺ کی حدیث میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کا ایسا پھل عطا کیا اللہ تعالیٰ نے نو بیٹے عطا کیے نو کے نو ہی قرآن کے حافظ بن گئے۔ آواز آتی ہے۔ ﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (البقرہ: 153) وقت ختم ہو چکا ہے۔ میں ان الفاظ پر اکتفا کر کے ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن نبی کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا٥﴾ (الفتح: 29)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت سماعت فرمایا ہے، اس مقام عظیم الشان کو میرے اور تمہارے خالق ومالک نے امام الانبیاء سرچشمہ صبر ورضاء، والی بطحاء منبع رشد وھدیٰ، صاحب قاب قوسین او ادنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر مدینہ منورہ میں نازل فرمایا، آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

آمنہ کے لال، پیکر حسن وجمال، صاحب شرف وکمال اور ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر، قبر وحشر، دنیا وآخرت، لیل ونہار، صبح وشام، مکہ ہو، مدینہ ہو، یعنی کہ ہر جگہ پر جو ساتھی، جو یار، جس صحابی کا نام اور دنیا جس کو عام فہم سمجھتی اور جانتی ہے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں سے بیان کروں گا، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کا یار بنا دے۔ اللہ نبی کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا وفادار بنا دے اور ان کا تابع دار بنا دے۔ آمین

قرآن کے پروانو! یہ میرے آقا علیہ السلام کا ساتھی آقا علیہ السلام کا یہ یار رب کے حبیب کا یہ

وفادار آقا کا یہ تابع دار رب کے حبیب کا یہ غمخوار یہ کون ہے، جس کے تذکرے رب ذوالجلال نے اپنے قرآن میں جگہ جگہ پر کر دیئے ہیں۔ جس جگہ پر لوگ قیامت کی دیواروں تک آنے والے اہل اسلام، اہل توحید جس جگہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا تذکرہ قرآن میں سے پڑھیں گے، آقا کی رسالت کا تذکرہ بھی ہوتا ہی رہے گا، یہ تو نہیں ہوسکتا ہے کہ آقا علیہ السلام ہوں اور ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہو، آقا ہوں اور ساتھ آقا کا وفادار نہ ہو، آقا کا تابعدار اور غمخوار نہ ہو۔ قرآن کے پروانو! جو میں نے آیت مبارکہ تلاوت کی ہے، اس کے اندر رب ذوالجلال نے جس بات کو بیان کر دیا ہے، جو اس میں شک کرتا ہے۔ میں کہا کرتا ہوں اور آج بھی کہہ دیتا ہوں، کہ رحمان سچا اس کا قرآن سچا، اس کا مصطفیٰ سچا اور مصطفیٰ علیہ السلام کا فرمان سچا اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یار صدیق رضی اللہ عنہ سچا ہے۔

جو صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت میں شک کرتا ہے وہ آقا علیہ السلام کی حدیث میں شک کرتا ہے، جو آقا علیہ السلام کی حدیث میں شک کرتا ہے، وہ آقا علیہ السلام کی رسالت میں شک کرتا ہے جو آقا علیہ السلام کی رسالت میں شک کرتا ہے، وہ رب ذوالجلال کے قرآن میں شک کرتا ہے، جو قرآن میں شک کرتا ہے، اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا اسلام کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو قرآن پر شک کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ جو مسلمان نہیں وہ جنت میں نہیں جا سکتا ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت ماننا پڑے گی۔ جب تک ہم رہیں گے اور ملک پاکستان قائم ودائم رہے گا، میں تو کہا کرتا ہوں کہ جب تک زمین وآسمان کا نظام قائم ودائم رہے گا۔ صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کے ڈنکے بجتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

قرآن کے پروانو! ذرا نوٹ کر لو۔ میرے اللہ نے اعلان کر دیا، قرآن سنو اور لہلہا جانا اور اپنا ایمان تازہ کر لینا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ

وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح: 29)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے محبوب جناب محمد (ﷺ) اے میرے اللہ تم نے پہلے اس مقام پر اپنے نبی ﷺ کی رسالت کا تذکرہ کیوں کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے دنیا جہان والو! پہلے میرے نبی کی ذات کا تذکرہ آ رہا ہے، آ قا علیہ السلام کے نام کا تذکرہ آ رہا ہے، بعد میں آ قا علیہ السلام کی رسالت کا تذکرہ آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب بھی کوئی انسان دعویٰ کرتا ہے اور جب کسی کے سامنے اپنی بات بیان کرتا ہے۔ اور اس کی بات کی گواہی دینے والے بھی تو ہونے چاہیے، اس کی بات کو حق سچ یا اس کی بات کی تردید کرنے والے تو کم از کم موجود ہونے چاہیے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

میرا قرآن پڑھ کر مسائل حل کر لو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے اپنے محمد ﷺ کو رسالتیں عطا کر دیں، اے میرے اللہ اس کے بعد کیا اعلان ہو رہا ہے، فرمایا: اب تذکرہ اس کا آئے گا، جس نے سب سے پہلے، اس کی رسالت کی تصدیق کر دی، اور جس نے سب سے پہلے اس کو حق سچ گردان لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾

لفظ مَعَهٗٓ کی طرف ذرا غور کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ وہ لوگ جو اس نبی کے ساتھی ہیں، اللہ ان میں سے کون ہیں، فرمایا دنیا جہان والو! میرے قرآن کو پڑھ لو۔ مولا فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ یہ پارہ چوبیسواں ہے اور پہلا رکوع ہے گھر جا کر ترجمہ والا قرآن پڑھ لینا۔

﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾

(الزمر: 33)

ترجمہ کیا ہے، ترجمہ سن لو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وہ ذات جو سچ لے کر آئی ہے۔

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ وہ ذات جو سچ لے کر آئی۔ وہ کون ہے میرے آقا محمد ﷺ ہیں، آگے کیا کہا: وَصَدَّقَ بِہٖ اور جس نے اس کی تصدیق کر دی۔ وہ کون سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، میرے صدیق رضی اللہ عنہ سے پیار محبت نہیں ہے، جس کے دل میں صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت نہیں ہے، وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ بار بار نام آئے گا، بار بار رضی اللہ عنہ پڑھنا، پروانو! میرے آقا نے کوہِ صفا پر چڑھ کر جب نبوت کا اعلان کیا، ایک آیا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سوہنیا، آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا ہے:

ایک اور آیا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سوہنیا، آپ نے نبوت کا اعلان کیا ہے۔ سبحان اللہ

کوئی ادھر سے آیا، کوئی ادھر سے آیا، دو چار آئے آقا کی نبوت کا یہ اعلان سنا ہے۔ تصدیق کی سوہنیا، آپ نے اعلان کیا ہے، اور ہاں ہاں ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں، ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہیں۔ صدقے قربان جاؤں۔ یہ میرا ابوبکر رضی اللہ عنہ آیا ہے، مکہ کا سب سے بڑا تاجر ہے، مکہ کا سب سے بڑا امیر ترین انسان ہے، کسی نے کہا، ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہارے دوست نے نبوت کا اعلان کیا ہے، تمہارے محمد ﷺ نے اس طرح کر کے کوہ صفا پر اعلان کر دیا ہے، قربان جاؤں۔ صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری صداقت پر، قربان جاؤں صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری رفاقت پر، دوست ہو تو اس طرح کا ہو، ساتھی ہو تو اس طرح کا ہو۔

وہ دوکان جو ہے بند کر دی۔ چلتے چلتے میرے آقا علیہ السلام کے پاس آئے، آ کر دلیل نہیں مانگی آ کر کہتے ہیں، سوہنیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اعلان نبوت کیا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ہاں ہاں میں نے اعلان نبوت کیا ہے۔ میرا صدیق رضی اللہ عنہ کہتا ہے سوہنیا مجھے دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اے میرے محبوب! اپنا ہاتھ آگے کریں، صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کلمہ پڑھتا ہے، کہتے ہیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِیْ

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ میرے محمد ﷺ نے سچائی کا اعلان کیا، اور میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کر دی، وقت گزرتا گیا۔ ایک دن بیت اللہ کے قریب اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اس کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین

میرا صدیق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کر رہا ہے، اور مکہ والوں نے مارنا شروع کر دیا۔

پیٹنا شروع کر دیا۔ اتنا مارا اتنا مارا اتنا زخمی کر دیا۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ بیہوش ہو جاتے ہیں۔ ساتھی اٹھا کر گھر لے جاتے ہیں، میں نے تو سیرت کی کتابوں کی ورق گردانی کرتے پڑھا ہے۔ ایک روایت میں لکھا ہے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ دو دن بیہوش رہے، ماں پریشان ہے، باپ پریشان ہے، ماں کو بڑی فکر ہے کہ میرے بیٹے کا کیا بنے گا، اور میں نے تو ایک روایت میں پڑھا ہے، ماں کبھی اٹھتی ہے، کبھی آتی ہے اور کبھی جاتی ہے پتہ نہیں کب میرے بیٹے کو ہوش آئے گی۔ ہوش آیا اور ماں جو ہے ایک برتن میں گرم دودھ لے کر آتی ہے، کہتی ہے اے میرے بیٹے یہ دودھ پی لو، قربان جاؤں میرے صدیق رضی اللہ عنہ میں تمہاری صداقت کا تذکرہ کیوں نہ کروں، میرا صدیق رضی اللہ عنہ پہلی بات کرتا ہے، مجھے بتاؤ کہ میرے نبی ﷺ کا حال کیا ہے۔ ماں کہتی ہے، بیٹا یہ جو دودھ ہے پی لو۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اے میری ماں جب تک میں اپنے نبی کا چہرہ نہیں دیکھوں گا تب تک میں نے کچھ کھانا پینا ہی نہیں ہے۔ لے کر آؤ کوئی اس طرح کا دوست۔ وقت گزرتا گیا۔

ایک دن میرے نبی ﷺ کا یہی دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرتے گئے۔ مال خرچ کرتے گئے اور وقت گزرتا گیا۔ ایک دن ایسا آیا کہ اپنے جسم پر پہننے کے لیے کپڑوں کا نیا سوٹ بھی نہیں بچا ہے، گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھتے ہیں۔ اے میری گھر والی کوئی کپڑے ہیں، کوئی لباس ہے، جواب ملا نہ نہ جناب سب ختم ہوگئے ہیں۔ اللہ کے راستے میں سب جو ہیں قربان کر دیئے ہیں۔ وقف کر دیئے ہیں، خرچ کر دیئے ہیں، ایک ٹاٹ کا کپڑا ملا، آج کسی مولوی سے تو کہو کہ ٹاٹ کے کپڑے

پہن کر تو دکھائے۔ کہو تو سہی کسی بڑے سے بڑے تاجر کو یا کسی بڑے سے بڑے وزیر امیر کو وہ ٹاٹ کا کپڑا اٹھایا۔ اور درزی کے پاس لے گئے۔ جا کر اس کا لباس تیار کروایا، میرے صدیق رضی اللہ عنہ ٹاٹ کے کپڑوں کا لباس پہن کر میرے آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ادھر سے صدیق رضی اللہ عنہ آیا اور آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آ گیا، جبرائیل آیا اور رب کا سلام پہنچایا اور میرے آقا علیہ السلام نے نظریں اٹھا کر دیکھا، اے جبرائیل علیہ السلام آج تمہارا نوری لباس کہاں گیا ہے۔

آج تمہارا نوری لباس نظر نہیں آ رہا ہے، میرے جبرائیل علیہ السلام آگے سے جواب دیتے ہیں، سوہنیا آگے بس سلام آپ کے لیے لے کر آتا ہوں، آج رب نے آپ کے صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی سلام بھیجا ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں، اے پیارے جبرائیل علیہ السلام آج تمہارا لباس کس طرح کا ہے، جبرائیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں، میرے محبوب یہ بس جبرائیل علیہ السلام کا لباس نہیں بلکہ آج عرش وفرش کے سب فرشتوں نے صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ٹاٹ کے لباس پہن لیے ہیں۔ **اللّٰہ اکبر اللّٰہ**

پروانو! یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یار سبحان اللہ صدقے قربان جاؤں۔ وقت گزرتا گیا، ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر کر رہے ہیں، اور گزرتے گزرتے یہودیوں کی بستی آ گئی، یہودیوں کا محلّہ آ گیا، علاقہ آ گیا، یہودیوں کا عالم وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر وعظ ونصیحت کر رہا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر یہ اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر ایک بات کرتا ہے، کہتا ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (البقرہ:245)

ابھی اس کا مقصد، مفہوم، معنی اور ترجمہ اور ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔ اللہ تمہیں اس کے بدلے بہتر عطا کرے گا، وہ یہودیوں کا جو عالم ہے، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اپنے دوستوں سے کہتا ہے۔ معلوم ہے، ان مسلمانوں کا رب کمزور ہو گیا ہے، ان مسلمانوں کا رب نعوذ باللہ مانگنے والا ہو گیا ہے، وہ مسلمانوں سے قرضے مانگنے لگ پڑا ہے،

تمہیں معلوم ہے جس کو کبھی غصہ نہ آیا ہو اور اگر آ جائے تو پھر دیر کے بعد ہی غصہ ختم ہوتا ہے۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا۔

اہلحدیثو! تمہاری طرح مصلحتی نہیں لیے پھرتے۔ جہاں توحید آئے، وہاں ڈٹ جانا چاہیے، جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی بات آئے، ڈٹ جانا چاہیے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے بات سنی تو یہ نہیں دیکھا کہ میں اکیلا ہوں، یہ پانچ، دس، پندرہ، بیس ہیں۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر مارا۔ وہ دو چار فٹ دور جا گرا۔ اس کے حواری بھاگ گئے، اس کے ساتھی دوڑ گئے۔ یہ جو یہودیوں کا عالم ہے، اٹھتا ہے اور ساتھیوں کو ساتھ لیتا ہے۔

اور میرے آقا کے پاس آ جاتا ہے، آ کر کہتا ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آقا فرماتے ہیں، کس طرح آئے ہو؟ کہتا ہے، آپ کے صدیق رضی اللہ عنہ نے آج میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے، اور تمہارا اسلام کہتا ہے:

((اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی .))

آزاد کے بدلے آزاد ہے، غلام کے بدلے غلام ہے، عورت کے بدلے عورت ہے، جھوٹے کے بدلے جھوٹا ہے۔ مذکر کے بدلے مذکر ہے، مونث کے بدلے مونث ہے۔ کان کے بدلے کان ہے، ہاتھ کے بدلے ہاتھ ہے، آنکھ کے بدلے آنکھ ہے اور آپ کے صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ اور جناب اس نے مجھے ناجائز ہی مارا ہے۔ میرا گناہ کوئی نہیں ہے، میری خطا، غلطی اور جرم ہی کوئی نہیں ہے، جناب مجھے بدلہ لے کر دیں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کوئی گواہ ہے، کہتا ہے جناب یہ میرے گواہ ہیں، جو میرے ساتھ آئے ہیں، ان سے پوچھا انہوں نے کہا جی ہاں! ہاں واقعتاً اس طرح ہوا ہے۔ ایمان سے بتاؤ میرے آقا علیہ السلام سے بڑھ کر کوئی کائنات میں انصاف کر سکتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ اے ابوبکر! تمہارے خلاف یہ مقدمہ آیا ہے، تم نے اسے طمانچہ مارا ہے، آج کا مسلمان ہوتا تو کہتا ساتھ ایمان کے مجھے تو کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔ اس کو

شک ہوا ہوگا۔ میری طرح کا کوئی اور آدمی ہوگا۔

ہاں ہاں! محبوب میں نے اس کے چہرے پر طمانچہ مارا ہے، آقا انکار کوئی نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، صدیق کیوں؟ سوہنیا یہ کہتا تھا کہ مسلمانوں کا رب فقیر ہوگیا ہے، میری غیرت نے یہ گوارا ہی نہیں کیا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے صدیق رضی اللہ عنہ اس کی گواہی پیش کرو۔ ساتھ کوئی اور ہے نہیں تھا۔ فرماتے ہیں، سوہنیا میرے ساتھ کوئی اور نہیں تھا۔ وہ یہودیوں کا جو مولوی آیا ہے، وہ کہتا ہے جناب یہ غلط ہے، یہ جھوٹ ہے، ویسے ہی مجھے مارا ہے، اس کے یار بھی کہنے لگے ٹھیک ہے۔ بالکل جی ویسے ہی طمانچہ مارا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، صدیق اپنی صداقت کے لیے کوئی دلیل پیش کرو۔ نہیں تو اپنا چہرہ آگے کرو۔ جس رب کے لیے صدیق رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارا ہے۔ ایمان سے بتاؤ وہ رب گوارا کرے گا، کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر طمانچہ لگے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے مارا اور انہوں نے کہا جناب انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

ہم نے یہ بات نہیں کی ہے، انہوں نے مجھے ویسے غلط مارا ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ اپنا گواہ پیش کرو نہیں تو اپنا چہرہ آگے کرو۔ آواز آتی ہے، میرے محبوب ذرا رک جاؤ اپنے رب کا اعلان سن لو! ادھر سے جبرائیل علیہ السلام آیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ﴾

(آل عمران : 181)

اے میرے محبوب یہ جو یہودی آئے ہیں، یہ جھوٹ بولتے ہیں، اگر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمین پر گواہ کوئی نہیں تو میں رب آسمانوں سے اس کی گواہی خود دیتا ہوں، ﴿لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ﴾ (آل عمران: 181) سوہنیا، ہاں ہاں اس یہودی نے کہا تھا کہ رب فقیر ہوگیا ہے، ہم امیر ہوگئے ہیں، رب کمزور ہوگیا ہے، اور ہم طاقتور ہوگئے ہیں۔ میرے محبوب صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ سچ کہا ہے۔ اُس کتاب

کے اتارنے والے رب کا واسطہ دے کر پوچھنا چاہتا ہوں، جو رب صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے پر طمانچہ برداشت نہیں کرتا، وہ رب صدیق رضی اللہ عنہ کو جہنم میں کس طرح جانے دے گا، صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہے۔

اور جو صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان پر شک کرتا ہے وہ خود بے ایمان ہے، لعنتی ہے، اس کا جنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، وہ تو جہنم کا ایندھن بنے گا، ابھی بھی نہیں سمجھے تو سن لو۔ میں تو سیرت کی کتابیں پڑھتے پڑھتے اس واقعہ پر پہنچا قربان جاؤں، صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری عظمتوں پر، تمہاری رفاقتوں پر، تمہاری صداقتوں پر قربان جاؤں۔ ایک دن جب رب کی طرف سے آرڈر آیا، سوہنیا مکہ چھوڑ دو۔ بارہ بجے دوپہر کا وقت ہے، میرے آقا علیہ السلام نے اپنے سر پاک پر کپڑا اس طرح رکھا کہ جس طرح گرمی سے بچنے کے لیے آدمی اپنے سر کو ڈھانپ لیتا ہے، میرے آقا علیہ السلام نے جا کر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون فرمایا، ابوبکر! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آیا ہوں، صدیق رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، محبوب! آپ کیوں آئے ہو مجھے بلا لیتے۔ یہ حال نہیں کہ جس کو کام ہو وہی چل کر آئے۔ ہمارا یہ طریقہ بن گیا ہے، اس کو کام تھا وہ خود آتا لو کام بھی اس کا اور میں جاؤں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سوہنیا، آپ مجھے بلا لیتے۔ آقا فرماتے ہیں، صدیق رضی اللہ عنہ بات بڑی اہم ہے۔

جو میں نے کرنی ہے۔ رب نے مکہ کو چھوڑنے کے آرڈر دے دیئے ہیں۔ میں مکہ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں، سوہنیا آپ تو جا رہے ہو، لیکن میرا کیا بنے گا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ رب نے تمہارا نام لے کر تمہارا انتخاب کر دیا ہے، سوہنیا صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے جاؤ۔

پروانو! میرے آقا علیہ السلام نے مکہ کو چھوڑا اور بیت اللہ کی طرف نظریں پڑ گئیں۔ بابا جی صمصام رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

فرماتے ہیں، میرے آقا علیہ السلام کی نظریں پڑیں اور لوگو تمہیں معلوم ہے جہاں بچپن کے دن گزارے ہوں جہاں جوانی کے دن گزارے ہوں، جہاں دن رات بسر کیے ہوں، جہاں

زندگی کے ماہ وسال گزاریں ہوں۔ وہ جگہیں چھوڑنا بڑی مشکل ہو جاتی ہیں، مگر رب کے آرڈر آ گئے، میرے آقا علیہ السلام کی نظریں پڑیں اور میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرے آقا علیہ السلام بیت اللہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ اے بیت اللہ

چاہندا سی دل ایتھے پڑھدا نمازاں میں
لوکاں دے کنی پاندا نیک آوازاں میں
پاک خدا دے اگے کردا نیک نیازاں میں
پر تیری اولاد ناہیں نیک خمیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

اور ساتھ آقا چلتے جا رہے ہیں۔ ساتھ بیت اللہ کی طرف دیکھتے جا رہے ہیں۔ مولانا کیا فرماتے ہیں ؏

مڑ مڑ پئے ویکھن نالے ہنجوں نے کیریاں
اللہ نے چک لئیاں ایتھوں رزق دیاں ڈھیریاں
کرساں نہ کرساں فیر زیارتاں تیریاں
اللہ نوں معلوم ہے اے بات تقدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

میرے آقا علیہ السلام نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے، **سبحان اللہ**، سفر شروع ہو گیا۔ قرآن کے پروانو! اللہ تعالیٰ تمہیں وہ جگہیں دیکھنی نصیب کرے۔ آمین

حاجیوں کو معلوم ہے کہ غار ثور، ثور پہاڑی کم از کم تین میل اونچی ہے، میں رمضان میں گیا، اللہ تعالیٰ نے سعادت عطا کی۔ میرے ساتھ سیالکوٹ کے ساتھی تھے۔ ہم نے کہا چلو دیکھیں تو سہی وہ غار کون سی ہے۔ جہاں میرے آقا علیہ السلام اور صدیق رضی اللہ عنہ ٹھہرے تھے، یہ قرآن میرے ہاتھ میں ہے، منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھا ہوں۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔

میں نے تو سیرت کی کتابوں میں پڑھا تھا، کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو کندھوں پر اٹھایا اور پاؤں کی تلیاں پھٹ گئیں اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے اف تک نہ کیا، اور نبی ﷺ کو اٹھایا اور رات کی تاریکی میں غار میں لے گیا، سفر بڑا مشکل ہے، حاجیوں کو معلوم ہے کہ کئی جگہیں ایسی بھی آتی ہیں کہ ایک آدمی بھی بڑی مشکل سے گزرتا ہے۔ بڑی مشکل سے ان راستوں سے گزرتا ہے، ہم وہاں سے واپس آ رہے تھے۔ ایک بڑھیا ساٹھ پینسٹھ سال کی عمر میں نے سمجھا کہ ماں جی بھی وہاں سے ہو آئے ہیں، شوق تھا ان کا جو دیکھنے گئے مگر ثواب کی نیت سے نہیں بلکہ ویسے ہی دیکھنے گئے کہ نبی ﷺ کہاں ٹھہرے تھے، میں نے کہا آؤ ماں جی واپس چلیں اور بڑھیاں نے جو جواب دیا۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے، آب زر سے لکھنے والا ہے، کہتی ہے، اے بیٹا نبی ﷺ تو دیکھا نہیں ہے، نبی ﷺ کا صدیق تو دیکھا نہیں ہے۔ میرا دل کرتا ہے وہ جگہ دیکھ آؤں جہاں ہجرت کی رات نبی ﷺ اور اس کا یار رہے تھے۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ع

کسے اچا محل کسے قلعہ بنا لیا
پر جالے دے اندر توں نبی بچا لیا
سمجھ نئیں آندی تیری کسے تدبیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

میرے آقا علیہ السلام گئے، اور جب اس غار میں پہنچے، جاؤ سیرت کی کتابیں پڑھ کر دیکھ لو۔ رب کی قدرت، رب کی مرضی اسے کون کہے کہ اس طرح نہیں اس طرح کرو۔ مکڑی کو حکم دیا جالا تن دو۔ کبوتروں کے جوڑے کو حکم دیا انڈے دے دو۔ وہ چھوٹی سی جھاڑی، وہ کیکر کا درخت اسے کہا کہ دروازے کے آگے ہو جاؤ۔

وہ کافر جو پیچھے لگے تھے۔ وہ بھی پیچھا کرتے کرتے آ گئے، اب بات نوٹ کر لینا۔ ایک کہتا ہے، پیچھا یہاں آ کر ہی ختم ہوتا ہے، آگے سے معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں چلے گئے ہیں۔ دوسرا کہتا ہے اس غار کے اندر دیکھو اندر نہ چلے گئے ہوں، ایک اور بول کر کہتا ہے، تم اندھے

تو نہیں ہو۔ وہ کہتا ہے کیوں؟ کہتا ہے مجھے تم پر شک ہوگیا ہے کہ تم اندھے ہوگئے ہو۔ اگر غار میں گئے ہوتے تو جالا نہ ٹوٹتا۔ انڈے نہ ٹوٹتے۔

اور میں تو کہا کرتا ہوں کہ مشرک ہوتا ہی اندھا ہے۔ آنکھوں والو بولو کہ مشرک ہوتا ہی اندھا ہے۔ توحید والو کہو مشرک ہوتا ہی اندھا ہے۔ اگر اندھا نہ ہو تو زندہ رب کو چھوڑ کر مُردوں کی کیوں پوجا کرے۔ اگر اندھا نہ ہو تو رب کو چھوڑ کر در در پر جا کر دھکے کیوں کھائے۔

اور مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ تین دن اور تین راتیں رہے۔ پروانو! ذرا بات سن لو، غار کے دروازے پر پہنچے میرے صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سوہنیا یہاں رک جاؤ میں اندر جاتا ہوں اور تم تو کہا کرتے ہو کہ لوگ کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کی شان بڑی ہے، ہم مانتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کی شان بڑی ہے، مگر اتنی مانتے ہیں جتنی ان کی شان ہے۔

سوہنیا، یہاں رک جاؤ۔ میں اندر جاتا ہوں، اندر گئے اور کندھوں سے چادر اتاری، وہ غار صاف کی۔ سوراخ بند کیے۔ سوہنیا اندر آجاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام گئے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، اس طرح ٹیک لگا کر تھوڑی سی جگہ ہے۔ سوہنیا آجاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام تھک ہار کر آئے تھے، میرے آقا علیہ السلام نے اپنا سر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔

ایمان سے بتاؤ کبھی دشمن کی گود میں بھی نیند آتی ہے۔ مشرف سے کہو تو بھلا نواز شریف کے پاس جا کر کھڑا ہو۔ یہ نہیں مانتا، یہ دنیا کی دشمنی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو دشمن ہے، ساتھ اس کو لیتے ہیں جو وفادار ہو، جو ہم راز ہو۔ جس پر یقین اعتماد ہو، یہ آگے بات نہیں کرسکتا۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی چادر کندھوں سے اتار کر سب سوراخ بند کیے۔ مگر یہاں ایک بات کر جاؤں کہتے ہیں علی رضی اللہ عنہ کی شان بڑی ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوپر لے لی۔ علی رضی اللہ عنہ جنتی ہوگیا۔ ایک رات جو سو جاتا ہے۔ اس کی عظمتیں تو مانتے ہو۔ جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے نیچے نو سال سوتی رہی۔ اس ماں کی شان مانتے ہی نہیں ہو۔ جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کی چادر کے نیچے نو سال سوتی رہی۔ بات سن لو۔ یہاں علی رضی اللہ عنہ کے کام نبی کی چادر آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر عائشہ

رضی اللہ عنہا کے کام آئی، مگر غار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام صدیق رضی اللہ عنہ کی چادر آئی۔ بابا جی رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں ؎

غار اندر سن بہت سوراخاں
او جو جو نظریں آئیاں
چادر پاڑ صدیقؓ پیارے
ساریاں بند کرائیاں
تے ڈنگ کیتا سپ ابوبکرؓ نوں
ہنجوؤں ہو گئیاں جاری
قطرے گرے نبیؐ دے مکھ تے
او جاگ اٹھے یک باری

اور میں تو کہا کرتا ہوں، میرا فاروق رضی اللہ عنہ روئے اس کے آنسو جو ہیں، مصلّی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گرتے ہیں، میرا عثمان رضی اللہ عنہ روئے اس کے آنسو قرآن پر گرتے ہیں۔ میرا حسین رضی اللہ عنہ روئے اس کے آنسو کربلا کے ذرات پر گرتے ہیں، قربان جاؤں، صدیق رضی اللہ عنہ اگر تم روئے تو تمہارے آنسو چہرہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرتے ہیں۔ وہ آنسو گرے پاؤں نہیں ہلایا۔ خود حرکت نہیں کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل نہ پڑ جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آرام کہیں خراب نہ ہو جائے۔ مگر آنکھوں کو کون روکے۔ آنکھوں کو کون روکتا۔ قطرے گرے اور آقا علیہ السلام کے چہرے پر گر گئے۔ میرے آقا علیہ السلام اٹھے اور آقا علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا کہ صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سبحان اللہ! آقا علیہ السلام نے پوچھا، اے صدیق رضی اللہ عنہ کیا ہوا ہے۔ کیا پریشانی ہے، تم کیوں رو رہے ہو۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا میں کیا بتاؤں۔ کسی سانپ نے مجھے ڈس لیا ہے۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

کیا دیکھو وچ گریا زاری، او دوست درد رجانا

نال محبت ابوبکر نوں، او ویکھے نبیؐ ربانا
حکم دتا اے یار پیارے، او کی غم آیا تینوں
پیر اٹھا کر سپ وکھایا، اس ڈنگیا جے مینوں
تاں ابوبکرؓ نوں درد مکاوے
او لب حضرت نے لائی
درد دور ہویا اس ویلے، پیڑ نہ رہ گئی کائی

سبحان اللّٰہ، پروانو! میں تو آج ہی قرآن پڑھتے ایک بات سوچ رہا تھا، میں جو یہ آیت پڑھنے لگا ہوں، اس کی طرف ذرا غور کر لینا۔ میرے رب نے میرے صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتنی مرتبہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ (التوبہ:40)

ثَانِيَ اثْنَيْنِ ایک مرتبہ إِذْ هُمَا، دو مرتبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ﴾

ثَانِيَ اثْنَيْنِ سے مراد میرا صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ إِذْ هُمَا سے مراد میرا صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ ﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ﴾ اس سے مراد میرا صدیق رضی اللہ عنہ ہے، آگے قرآن سن لو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾

مَعَنَا سے مراد میرا صدیق رضی اللہ عنہ ہے، جس کو قرآن بار بار جنتی کہے، کوئی بکواس کرتا ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ جنتی نہیں ہے، لیکن اس کی بکواس کا اثر نہیں ہو سکتا ہے، **سبحان اللّٰہ** پروانو! بات سن لو۔

غار میں سے کتنے دن بعد نکلے، مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ تین راتیں وہاں رہے۔ اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات کی سننا اور تڑپ جانا۔ فرماتے ہیں ؏

تن دن بعد سوہنے غار نوں چھوڑیا
ہتھاں دے نال سوہنے جالے نوں توڑیا
کبوتراں نوں حکم دتا اڑ جا جوڑیا
حرم وچ حمد کرو رب قدیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

کبوتروں کا جوڑا اڑنے لگا، اور انہوں نے کیا بات کی ؎

او نال زبانوں اوناں عرضاں سنائیاں سی
کریو معاف جے کوئی ہویاں کوتاہیاں سی
نبی محمد ساتھوں خدمتاں کروایاں سی
قسمت او ساڈی گئی فلکاں نوں چیر دی
جھوک وسیندی ڈٹھی جگاں دے پیر دی

میرے آقا علیہ السلام نکلے، چلتے چلتے راستے میں جو ہوا سو ہوا۔ میرے آقا علیہ السلام مدینہ کے قریب پہنچے تو مدینہ کا پہلا نام یثرب تھا۔ کیا نام تھا؟ یثرب تھا۔ وہ لوگ جو استقبال کرنے کے لیے آئے۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے چہرے کی مشابہت اتنی ملتی تھی، ملتی کیوں نہ جو جوڑیاں رب ملائے وہ کوئی توڑ سکتا ہے۔ ان کو معلوم نہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے اور غلام کون ہے۔ وہ جو مدینہ والے تھے۔ یثرب والے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہیں کہ نبی یہ ہے، صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری صداقت پر قربان جاؤں، صدیق رضی اللہ عنہ بات سمجھ گیا کہ ان کو معلوم نہیں کہ نبی کون ہے۔ اور غلام کون ہے۔ آقا کون ہے اور صحابی کون ہے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں اور ایمان میں بات ایک ہی ہے، اے صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری عظمت ہے، تو نبی کی وجہ سے ہے، اپنا رومال لیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر رومال کا سایہ کر دیا۔ ان کو معلوم ہوگیا کہ غلام یہ ہے اور نبی یہ ہے۔

آج کی دوستی تو نہیں تھی۔ روپے ختم ہو گئے اور دوستی ٹوٹ گئی۔ یہ دنیا کا لالچ ہے۔ یہ دنیا کا مفاد ہے، یہ دنیا کا مطلب ہے، مگر ادھر دوستی تھی تو ایمان کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی رضا کے لیے ایک دوسرے کا دوست بنائے۔ آمین

پروانو! بات ذرا سن لو۔ سبحان اللہ! مدینہ پہنچ گئے اور وقت گزرتا گیا۔ ایک وقت آیا جہانوں کے پیر علیہ السلام نے اعلان کیا، چندہ کی ضرورت ہے۔ میرے عمر رضی اللہ عنہ بھی اٹھے اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ بھی اٹھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نیت کر کے اٹھا کہ آج صدیق رضی اللہ عنہ کو نیکی لینے سے میں نے بڑھنے نہیں دینا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر گئے۔ انہوں نے سب مال اکٹھا کیا حتیٰ کہ سوئی تک وہ بھی لے لی اور لے کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آ گئے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی لے جائے۔ آمین

ادھر سے میرے فاروق رضی اللہ عنہ نے انہوں نے بھی گھر کا سب مال اکٹھا کیا۔ آدھا گھر رہنے دیا اور آدھا لے آئے۔ آقا علیہ السلام بیٹھے ہیں، اور ساتھ پوچھ رہے ہیں فلاں تم کیا لائے ہو، فلاں تم کیا لائے ہو۔ فلاں تم کیا لائے ہو؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ تم کیا لائے ہو؟ سوہنیا آدھا مال لے آیا ہوں، آدھا چھوڑ آیا ہوں، فرمایا اچھا ہے۔ صدیق رضی اللہ عنہ پیارے تم کیا لائے ہو۔ محبوب مال تو سب لے آیا ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؏

او سوہنے چندے دا اعلان کیتا
سارا پیش صدیق سامان کیتا
چھڈی سوئی وی نہ گھر دے اندر
ایثار دیاں کیا باتاں نے
میرے پیارے نبی میرے پیارے نبی
تیرے پیار دیاں کیا باتاں نے
او تیرا سوہنا شہر مدینہ اے

جنوں ویکھیاں ٹھردا سینہ اے

لوگ تو یہاں ہی جا جا کر ماتھے ٹیک ٹیک کر وہاں جناب دھکے کھا کھا کر کہتے ہیں، کہ سکون ہوگیا ہے۔ ایمان تازہ ہوگیا ہے۔ مرجانے پہلا بھی ختم ہوگیا ہے۔ ایمان سے بتاؤ وہ شہر تو مکہ مدینہ کے علاوہ ہے، جس کے پاس مکہ مدینہ ہو اس کو کہیں اور جانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں مکہ مدینہ مبارک ہے اور تمہیں یہ شہر مبارک ہو۔ میں کیا بتا رہا ہوں۔ درد دل والا کہتا ہے۔ آقا

تیرا سوہنا شہر مدینہ اے
جنوں ویکھیاں ٹھردا سینہ اے
تیرے شہر دیاں سوہنیاں گلیاں نے
بازار دیاں کیا باتاں نے

اور فرماتے ہیں ؎

او کیوں ثور پہاڑ تے چڑھدا سی

سبحان اللہ کون میرا صدیق رضی اللہ عنہ!

او کیوں ثور پہاڑ تے چڑھدا سی
الحمد خدا دی پڑھدا سی
او گئیاں پھٹ پیراں دیاں تلیاں نے
اسوار دیاں کیا باتاں نے

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، صدیق رضی اللہ عنہ کیا لے کر آئے ہو۔ سوہنیا سب مال لے آیا ہوں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گھر چھوڑ آیا ہوں، میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! تم نیکیوں میں صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں بڑھ سکتے ہی ہو۔ ایک وقت اور آیا، میں سیرت کی کتابوں میں پڑھ رہا تھا۔ مدینہ کے اندر ایک بستی ایک محلہ لگا لو۔ ایک دن میرے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا حضر کا ساتھی ہے۔ اور

وقت کا حکمران ہے۔ آج کے حکمرانو دیکھو عوام بھوکی مر رہی ہے اور ان کو دورے پڑنا ختم نہیں ہو رہے ہیں۔ کبھی امریکہ کا دورہ پڑا اور کبھی کسی اور ملک کا دورہ پڑا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کوئی نیک حکمران عطا کر دے۔ آمین، آمین کہہ دو۔ اگر تمہارا دل کرتا ہے کہ یہی رہے تو ٹھیک ہے۔ اللہ کوئی نیک حکمران دے دے۔ آمین، اللہ ہم تمہارے آگے دامن پھیلا کر دعا کرتے ہیں، اللہ عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جیسا حکمران دے دے۔ آمین

اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے، اگر میرے فاروق رضی اللہ عنہ جیسا حکمران آ جائے تو قتل وغارت رک جائے گی۔ چوری فساد ختم ہو جائیں گے۔ لڑائی جھگڑے بولو ختم ہو جائیں گے، روزانہ اخبارات بھرے ہیں، آج فلاں کی ماں بہن کی عزت لوٹی گئی ہے۔ یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔

یہ اسلام کیوں نہیں لاتے ہیں۔ ان کو معلوم ہے جہاں اسلام آ گیا تو سب سے پہلے پھانسی کا پھندا جو پڑنا ہے، ان حکمرانوں کی گردنوں میں پڑے گا۔ کہتے ہیں، اسلام آئے گا۔ اسلام آئے گا، کہاں آئے گا، اسلام آباد میں آئے گا۔ اور کتنے دن جتنے دن کرسی نہیں ملتی ہے۔ اسلام آئے گا جی آئے گا، ہماری قوم بھی کہتی ہے ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، اس نے قرآن پکڑ لیا ہے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مَعَاذَ اللّٰهِ یہ قرآن یہ تو انہوں نے عدالتوں میں اور الیکشنوں کے دنوں کے لیے رکھا ہے۔ وقت کا حکمران ہو اور عوام بھوکی مرتی ہو۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ رات کو حکمران کو نیند کیسے آتی ہے، وہ مدینہ کی آبادی ہے۔ اس آبادی میں ایک مکان ہے۔ ایک چھوٹا سا گھر ہے، گھر میں ایک نابینا اور بوڑھی سی عورت رہتی ہے، کوئی آسرا نہیں ہے کوئی سہارا نہیں ہے۔ ایک دن گزرتے گزرتے دیکھا۔ کہ کوڑا کرکٹ پڑا ہے۔ کوئی صفائی نہیں ہوئی ہے، کوئی پانی نہیں پڑا ہے، بڑھیا آنکھوں سے نابینا ہے، کوئی کھانا دینے والا کوئی آسرا سہارا نہیں ہے۔ اگلے دن آئے خاموش رہ کر صفائی کی۔ پانی گھڑے میں رکھا۔ گھر سے روٹی لائے اور لا کر رکھ کر خاموشی سے چلے گئے۔ یہ نہیں کہ ہم نیکی کر لیں اور پورا مہینہ مسجد کے

سپیکر میں اعلان ہی ہوتے رہیں، نیکی کس کا نام ہے جو کرنے والا ہو اس کو معلوم ہو اور اس کے رب کو معلوم ہو۔ ایک دن اس طرح ہوا۔ دو دن اس طرح ہوا۔ چار دن اس طرح ہوا۔ ایک دن میرے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی گزرے دیکھا کہ بڑھیا آنکھوں سے نابینی ہے۔ اور گھر کی صفائی ہوئی ہے۔ پانی بھرا ہوا ہے۔ جا کر پوچھتے ہیں، اے ماں تمہارا کوئی ظاہری سہارا تو نظر نہیں آتا ہے۔ گھر کی صفائی بھی ہوئی ہے، جھاڑو بھی لگا ہوا ہے۔ پانی بھی بھرا ہے۔ کھانا بھی ہے یہ کون کرتا ہے، بڑھیا کہتی ہے۔ اے پوچھنے والے اگر آنکھیں ہوتیں تو میں بھی اس کا چہرہ دیکھ لیتی۔

میرے فاروق رضی اللہ عنہ سوچتے ہیں، اچھا میں معلوم کروں گا کہ وہ کون ہے۔ کہنے لگے وہ کس وقت آتا ہے، کہتی ہے ابھی فجر کی اذان نہیں ہوتی اور وہ آجاتا ہے۔ میں نے سیرت کی کتاب میں پڑھا ہے، ابھی تہجد کا وقت بھی نہ ہوا۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ اٹھے اور جا کر بڑھیا کے مکان کے ایک کونے میں چھپ گئے۔ تہجد کا وقت گزرا اور میرا صدیق رضی اللہ عنہ آیا۔ کہو سبحان اللہ! جھاڑو لگایا، پانی تازہ لا کر رکھا۔ کھانا لا کر رکھا، میرے فاروق رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے۔ آ کر دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اے عمر رضی اللہ عنہ تم صدیق رضی اللہ عنہ کا نہیں مقابلہ کر سکتے ہی ہو۔

ایک دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آسمان کی طرف نظریں ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پوچھتی ہیں، سوہنیا آسمان کے ستاروں کے برابر بھی کسی کی نیکیاں ہیں؟

رات کو میں پیر محل سے آگے جلسے پر گیا۔ ساتھی میرے ساتھ تھے۔ شہروں میں رات کو آسمان پر ستارے نظر نہیں آتے ہیں۔ روشنی اتنی ہوتی ہے، ان کو دیکھنا ہو تو رات کی تاریکی یا گاؤں میں باہر نکل کر دیکھو۔

میں ساتھیوں کو کہہ رہا تھا، دیکھو اتنے ستارے ہیں۔ رب کی قدرت ہے، اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ یہ بات کونسی آ گئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ سوہنیا آسمان کے جو ستارے ہیں، ان کے برابر کسی کی نیکیاں ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا میرے عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ اور میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، آسمان کے ستاروں سے بڑھ کر ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عائشہ! خاموش ہوگئی ہو۔ فرماتی ہیں، سوہنیا آسمان کے ستاروں سے بڑھ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں ہیں، تو میرے ابا جی کی نیکیاں کتنی ہیں۔ اس کتاب کے اتارنے والے رب کی قسم ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! عمر رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی کی نیکیاں ایک طرف ہیں اور صدیق رضی اللہ عنہ کی غار والی اکیلی ایک رات کی ایک طرف ہے۔

تم چرس کی سگریٹ پی کر گھوڑے کے نیچے سے گزرتے ہو اور کہتے ہو کہ میں جنتی ہوگیا ہوں۔ اور جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہے جنتی اَنْتَ صَاحِبُ الْغَارِ وَصَاحِبٌ عَلَى الْحَوْضِ.

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ جو ہے یہ میرا غار کا بھی ساتھی، قبر کا بھی ساتھی اور حشر کا بھی ساتھی ہے۔ قرآن کے پروانو! بات سن لو۔ میرے اللہ نے اعلان کر دیا، سوہنیا دنیا پر چلو گے، تو تمہارے دو وزیر دنیا پر ہیں۔ اور دو وزیر تمہارے آسمانوں پر ہیں۔ اللہ وہ کون کون سے ہیں۔ فرمایا، سوہنیا آسمانوں پر آؤ گے۔ ایک وزیر تمہارا جبرائیل علیہ السلام ہے اور دوسرا میکائیل علیہ السلام ہے، سوہنیا جب زمین پر چلو گے تو ایک وزیر تمہارا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور دوسرا عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ حاجیوں کو معلوم ہے جنہوں نے روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے، جس جگہ پر میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہیں۔ وہاں میرے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔ اور جہاں میرے صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم ہیں وہاں میرے فاروق رضی اللہ عنہ کا سر ہے۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یہاں مشرف کا کوئی وزیر آتا ہو تو انتظامیہ کو مصیبت پڑی ہوتی ہے، نیندیں حرام ہوئی ہوتی ہیں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر کو کوئی گالیاں دے جائے۔ ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے، پھر کہتے ہیں۔ نہیں نہیں، جہاں جو کوئی لگا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے اور نواز شریف بھی ٹھیک ہی

لگا تھا۔ رہنے دینا تھا، پھر جہاز جس طرف جانا تھا جانے دینا تھا۔ پھر کس لیے روتے چیختے ہو، ٹھیک ہی لگا تھا۔ نہیں جی وہاں اپنی ذات کی جان کا مسئلہ ہے۔ اپنی جان آگے رکھ لو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کا تمہیں کچھ پتہ نہیں ہے۔ مولانا رحمہ اللہ فرماتے ہیں ؎

او وزیر عرشاں تے ہین دو
او وزیر فرشاں تے ہین دو
او دوویں نال ہی رہندے
تو پاویں پٹ تے پاویں رو
جدائی آمنہ دا چن پل بھر بھی ایناں تو سہیندا نئیں
او صحابہ دے سوا یارو سمجھ اسلام آندا نئیں
جو صحابہ تے ہے شک کردا محمد نوں او پوندا نئیں

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا قیامت کا دن ہوگا، ایک دن صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا سوہنیا جنت میں آپ کی امت میں سے پہلے کون جائے گا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے میں جاؤں گا۔ بعد میں انبیاء علیہم السلام جائیں گے، انبیاء کے بعد سب سے پہلے جو جنت میں جائے گا۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جائے گا، ایمان سے سب جواب دینا، میں بات ختم کرنے لگا ہوں۔ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی کہے وہ جنتی ہے کہ نہیں ہے اونچا بولو جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنتی کہے جو اس کے جنتی ہونے میں شک کرتا ہے۔ وہ کافر ہے۔ بے ایمان ہے، وہ لعنتی ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، قیامت کا دن ہوگا، سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، پھر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر پھٹے گی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی قبر پھٹے گی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں ان کو ساتھ لوں گا۔ اور جنت البقیع میں جاؤں گا۔ جنت البقیع سبحان اللہ آقا فرماتے ہیں، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اٹھیں گے، اے اہلحدیثو! تمہیں مبارک ہو۔ جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یار اٹھیں گے، وہاں علامہ احسان رحمہ اللہ بھی اٹھیں گے۔ جہاں میرا عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے گا، وہاں میرا

علامہ احسان رحمہ اللہ بھی اٹھے گا۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لوں گا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لوں گا اور عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لوں گا، اپنے ساتھیوں کو ساتھ لوں گا۔ اور حرم مکہ اور حرم مدینہ جو ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، میں اس کے درمیان میں آکر کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور اپنی امت کا انتظار کروں گا۔

اللہ قیامت کا دن ہو۔ اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ ہو۔ آمین

پروانو! یہ کب ہوگا۔ یہ کب ملے گا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾

یہ تب ہی ہوگا جب ان کی اتباع کریں گے۔ ان کے پیچھے چلیں گے، ان سب سے محبت کریں گے۔ ان کی تابعداری کریں گے۔ پھر ہوگا کیا:

﴿فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًاo﴾ (النساء: 69)

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾

(الفتح:29)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ مَكَانٍ اٰخَرَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

سامعین محترم! اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت سماعت فرمایا ہے، اور احادیث کا حوالہ مشکوٰۃ شریف کے اندر موجود ہے۔ آج محرم الحرام کی غالباً چودہ تاریخ ہے۔ اور محرم کا یہ تیسرا خطبہ جمعہ ہے۔ گذشتہ خطبہ جمعہ کے اندر تم احباب نے دامادِ رسول، امیرالمومنین، جامع القرآن، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور نواسہ رسول، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نور نظر سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ اور جنت کے نوجوانوں کے سردار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو سنا۔ خطبہ جمعہ کا وقت بڑا مختصر ہوا کرتا ہے۔ مضمون کو بڑے اختصار کے ساتھ بیان کر کے تمہیں کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچانا ہوتا ہے کہ آج ہم خطبہ جمعہ کے اندر آغاز و اختتام تک کیا سن کر اور کیا نوٹ کر کے آئے ہیں۔ جو آج کے خطبہ جمعہ میں تم احباب نے اپنے دل و دماغ کی تختیوں پر منقش کر کے لے کر جانا ہے۔ اور جب تک زندگی رہے تب تک اس فقرے کو اس جملے کو ان کلمات کو ان الفاظ کو اپنے دماغ کے ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ کر لو۔ یہ الفاظ آج کے خطبہ جمعہ میں بار بار میری زبان پر آئیں گے۔ آمنہ کے لال علیہ السلام کی زبان سے الفاظ نکلتے ہیں۔ اب تم نے مجھے بول کر جواب دینا ہے، کیا آقا علیہ السلام کی زبان سے نکلی بات غلط ہو سکتی

ہے، آقا علیہ السلام کے اٹھائے ہوئے ہاتھ کبھی رب نے خالی واپس نہیں کیے۔ آقا علیہ السلام نماز کی حالت میں اپنی نظر گمائیں تو اللہ قبلہ تبدیل کر دے۔ پروانو! اگر نبی دعا کرے، تو اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کرے۔ بولو ہو سکتا ہے، نہیں ہو سکتا ہے۔ جگہ ایک ہے۔ ایک پہلے مانگ رہے ہیں اور ایک بعد میں اسی جگہ پر مانگ رہے ہیں۔ پہلے مانگنے والے کو اپنی زندگی میں اپنی دعا کا ثمرہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا نصیب نہیں ہوا، دوسرے نے بھی وہاں کھڑے ہو کر دعا مانگی ہے۔ یہ شام کو مانگی ہے۔ اور فجر کو رب نے قبول کر کے دکھا دی۔ یہ قرآن ذرا سننا۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو بیت اللہ کی زیارتیں نصیب فرمائے۔ آمین

یہاں اب ایک مانگنے والا مانگتا ہے۔ وہ مانگتا کیا ہے، آواز آتی ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥﴾

(البقرة: 129)

اللہ ان میں ایک نبی بھیج دو جو آ کر يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ جو تمہارا قرآن اور نبی کی حکمت ان کو سکھائے کیا وَيُزَكِّيْهِمْ ان کو گناہوں سے پاک صاف کر دے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ٥ اللہ بے شک تم غالب حکمت والے ہو۔ علم رکھنے والے ہو۔

آواز آئی۔ میرے خلیل تمہاری دعا کو شرف قبولیت سے نواز دیا گیا ہے۔ سال گزرتے گئے۔ کئی سال گزر گئے، کئی ہزار سال گزر گئے، اور مکہ میں آمنہ کی گود میں آمنہ کا لال علیہ السلام پیدا ہوا۔ اور چالیس سال کے طویل عرصہ کے بعد جب میرے اللہ نے کلہائے نبوت سے نوازا۔ وہ نبوت کا تاج پہنا دیا، امام الانبیاء کا لقب عطا کر دیا، خطیب الانبیاء بنا دیا، ساری کائنات کا سردار بنا دیا، میرے آقا علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا۔ ایک آیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا، ایک اور آیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا، ایک اور آیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ ایک بی بی آئی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئی۔ ایک غلام آیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا، ایک بچہ آیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا، یہ آدمی اب آگے آگے جا کر لوگوں کو چھپ چھپ کر تبلیغ کرنے لگ پڑے

ہیں۔ یہ اللہ کے خلیل نے جو مانگا اور جو آمنہ کی گود میں آیا۔

اور چالیس سال کا طویل عرصہ جب گزر گیا۔ تو میرے آقا علیہ السلام کو نبوت مل گئی۔ اب میرے آقا علیہ السلام کو اعلان نبوت کرنے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی توحید کا ڈنکا بجانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا ڈنکا بجانے کے لیے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاروں کی ضرورت ہے، نبی کو ساتھیوں کی ضرورت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کو جماعت کی ضرورت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام ایک دعا کرتے ہیں۔ وہ مانگا تو مل گیا، اب جو اس کو مانگا۔ اب آگے یہ مانگنے لگے ہیں۔ میرے آقا دعا کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ میں یہ جتنی بار کہوں تم اتنی مرتبہ آمین کہنا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. اے میرے اللہ یہ چونتیس پینتیس آدمی مسلمان ہوئے ہیں۔

اب ذرا بات نوٹ کر لینا۔ بات عقیدے کی سمجھانے لگا ہوں۔

کعبہ کے رب کی قسم ہے اگر انسان لاکھوں نمازیں پڑھتا رہے۔ وہ حج پر حج کرتا رہے، صدقے پر صدقہ کرتا رہے۔ خیرات پر خیرات کرتا رہے۔ نفل پر نفل پڑھتا رہے، قربانی پر قربانی کرتا رہے، وہ سال سال بعد عمرے کرتا رہے، وہ چڑھاوے پر چڑھاوے چڑھاتا رہے، وہ دیگ پر دیگ پکاتا رہے، نیازوں پر نیازیں بانٹتا رہے، تسبیح پر تسبیح پڑھتا رہے۔ اگر اس کا عقیدہ درست نہ ہوگا تو اس کی کوئی بھی نیکی رب کے دربار میں قبول نہیں ہونی ہے۔

عقیدہ ذرا نوٹ کر لینا۔

میں اپنا عقیدہ بیان کرنے سے کبھی باز نہیں آیا ہوں۔ اور نہ باز آؤں گا، کیونکہ میرا عقیدہ میرا مسلک اللہ تعالیٰ کے قرآن کا نام ہے۔ صاحب قرآن کے فرمان کا نام ہے۔ بات سن لو۔ چونتیس پینتیس آدمی مسلمان ہوئے۔ یہ خاندان جو بازاروں میں دھرب دھرب کرنے والا ہے۔ دیکھا ہے وہ مارکٹائی والا۔ اور نعرہ کیا ہے۔ علی مشکل کشاء بولو سنتے ہو کہ نہیں۔ کہتے ہیں علی مشکل کشاء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشکل کشا ہے۔ اب دیکھنا ایک مشکل کشاء

خود بھی ہے۔ دوسرا مشکل کشاء غلام بھی ہے اور شیر خدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہے۔ میرا عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہے، یہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں لیکن ان کو جرأت نہیں ہوئی کہ جا کر بیت اللہ میں علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ نماز پڑھ سکیں۔

کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ یہ ہمتیں ملیں یہ طاقتیں ملیں، یہ عزتیں ملیں تو میرے عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام میں آنے کے بعد ملیں۔ ایک دن میرے آقا رات کا وقت ہے۔ اللہ اللہ! گھر سے بیت اللہ کے قریب آئے۔ ادھر سے خطاب کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ چھپ چھپ کر ابھی کلمہ نہیں پڑھا۔ اور بیت اللہ کے غلاف میں آ کر چھپ گیا۔ میرے آقا علیہ السلام قرآن پڑھ رہے تھے۔ سب بولو کیا پڑھ رہے تھے۔ قرآن پڑھ رہے تھے۔ اور قرآن کون پڑھتے تھے۔ ہمارے آقا پڑھتے تھے اور تکلیف ہوتی تھی مکہ کے کافروں کو۔ یہ قرآن پڑھنا اچھا کسے نہیں لگتا۔ کافروں کو اچھا نہیں لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سینے قرآن کے نور سے منور فرمائے۔ آمین

میرے آقا علیہ السلام آئے، خطاب کا بیٹا غلاف میں چھپا ہے، میرے آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں۔ ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝﴾ (الحاقہ:40) قرآن کے ساتھ پیار محبت کا ثبوت دیا کرو۔ لوگ ناچتے، گزرتے، بھنگڑے ڈالتے، بازاروں میں چاقو مارتے، ہو ہو کی جھلیاں پاتے، وین ڈالتے، پیٹتے وہ شرم وحیا نہیں کرتے۔ اور اہل حدیثو! تم سبحان اللہ کہنے سے ڈر جاتے ہو۔ حیا کر جاتے ہو۔

﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝﴾ (الحاقہ:40) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے دل ہی دل میں سوچتے ہیں، کہتے ہیں عمر یہ کلام جو ہے یہ تو کسی شاعر کا لگتا ہے۔ یہ کلام تو جناب کسی دیوانے کا لگتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ اپنے ذہن میں سوچ رہا ہے۔ کہتا ہے ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾ کہتا ہے یہ جو کلام ہے یہ کسی شاعر کا ہے۔ اور میرے آقا پڑھتے ہیں۔ ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ۝﴾ (الحاقہ:41) اے سوچنے والے یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ آقا علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی تو ساتھ ہی عمر رضی اللہ عنہ

کہتا ہے، یہ شاعر تو نہیں ہو سکتا ہے، کسی کاہن کا کسی جادوگر کا کلام ہو۔ میرے آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں، وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ.

سبحان اللہ! اے نبی جہاں سوئے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین میرے آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں ﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ٥﴾ (الحاقه:42)

آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں یہ کسی کاہن کسی جادوگر کا کلام بھی نہیں ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ یہ نہ کسی شاعر کا نہ کسی کاہن کا، نہ کسی جادوگر کا نہ آج کے کسی انسان کا تو یہ کلام کہاں سے آیا ہے۔ آقا علیہ السلام آگے والی آیت پڑھتے ہیں۔ سننا اور تڑپ جانا۔ آقا علیہ السلام پڑھتے ہیں:

﴿تَنْزِيلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ٥﴾ (الحاقه:43)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس قرآن سے پیار نصیب فرمادے۔ آمین

یہ دیکھنا پہلا دن ہے، قرآن کی کرنیں دل میں داخل ہوگئیں۔ بات کوئی سمجھ میں آ گئی، ادھر سے کفار کے خیمہ میں آگ لگ گئی۔ وہ کہنے لگے جو جاتا ہے وہ آتا ہی نہیں ہے۔ آتا ہی نہیں۔ اس کو بھیجو یہ بڑا فصیح اللسان ہے۔ بڑا بگڑا ہوا انسان ہے۔ بڑا دلیر ہے۔ قوی ہے، جری ہے، بہادر ہے، طاقتور ہے، یہ جا کر سر لے کر آئے گا۔ اب آسمانوں پر ایک تدبیر ہے اور ایک تقدیر ہے، یہ آپس میں بحث کرتی ہیں۔ تدبیر کہتی ہے لو خطاب کا بیٹا چل پڑا ہے۔ بہت دلیر ہے۔ بہت جری ہے۔ غصے کا بڑا مالک ہے۔ یہ جائے گا اور سر لے آئے گا۔ تقدیر کہتی ہے۔ یہ جائے گا۔ اور اپنا سر دے آئے گا۔

پوری تاریخ اسلام پڑھو۔ مکمل تاریخ اسلام میں دو انسان ایسے ہیں۔ جن کے مسلمان ہونے پر میرے آقا علیہ السلام نے اٹھ کر آگے سے ان کا استقبال کیا ہے۔ دو آدمی ہیں۔ ڈیڑھ لاکھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو آدمی ہیں، ایک کون ہے خطاب کا بیٹا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہے اور دوسرا ابوجہل کا بیٹا عکرمہ رضی اللہ عنہ ہے۔ سبحان اللہ وقت گزرتا گیا۔ بات اختصار کے ساتھ ختم کروں۔ آقا نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ. اللہ اسلام کو عزتیں دے دو۔ کس کے

ساتھ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اللہ خطاب کے بیٹے کے ساتھ اسلام کو عزتیں دے دو۔ میرے آقا علیہ السلام فجر کے بعد کا وقت ہے۔ دارارقم میں موجود ہیں۔ راستے میں جو ہوا سو ہوا۔ سیدنا سعید ملے سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ ملے۔ بہن سے لڑائی کی۔ بہن سے قرآن سنا مشکیں باندھ دی گئیں، زنجیریں لگ گئیں اور یہ چلتے آ رہے ہیں، اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دروازے پر پہرے دار مقرر ہیں۔

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دارارقم کے دروازے پر پہرے دار کھڑے ہیں۔ کہتے ہیں محبوب اچھا نہیں لگتا، خطاب کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ آ رہا ہے۔ بہن کو جب مارا تو بہن نے آگے سے بڑھ کر جواب دیا، عمر رضی اللہ عنہ سوچ میں پڑ گئے۔ کہتا ہے اے عمر! ایک وقت تھا تمہاری آواز سن کر تمہاری بہن کمرے سے باہر نہیں آتی تھی۔ لیکن آج کیا ہے۔ آج بڑھ بڑھ کر تمہیں جواب دے رہی ہے۔ بہن کہتی ہے بھائی اگر تم کفر میں سخت ہو گئے ہو تو میں اسلام میں مضبوط ہو گئی ہوں۔ بھائی بات سن لو۔ شک میں نہ رہ جانا جس ماں کے بطن سے تم نے دودھ پیا ہے۔ اسی بطن کا دودھ میں نے پیا ہے۔ **اللہ اکبر اللہ**

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایمان والی ایسی بہنیں نصیب فرما، اللہ اس طرح کے جذبہ والی بہنیں نصیب فرما۔ آمین

بہن کہتی ہے بھائی سن لو ہم تلوار تیر جو ہیں ان کا مقابلہ کر لیں گے۔ لیکن رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے جو پھول اور کلیاں جس باغ میں سے ہم چن چکے ہیں، ہم اس سے دستبردار نہیں ہو سکتے ہیں۔

اتنی استقامت دیکھی، اتنی جرأت اور دلیری دیکھی تو کہنے لگے۔ اے بہن مجھے بھی وہاں لے چلو اور بابا جی ایک بڑی پیاری بات کر گئے۔ اللہ ان کی قبر منور فرما۔ آمین

او عمر آکھدا بہن بنو جڑے نوں
او مینوں کول اس سرکار دے لے چلو
جتھوں چنے نے تساں اے پھل موتی

وچ اس گلزار دے لے چلو
او گھروں آیا ساں نبیؐ نوں مارنے نوں
ہن مینوں مار دے مار دے لے چلو
او متے عمر دی عمر برباد ہووے
او جتھے عمر سوار دے لے چلو

اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں محبوب اگر خطاب کا بیٹا نیک ارادوں سے آیا ہے تو ٹھیک ہے آقا اگر وہ برے ارادے سے آیا ہے۔ تو تلوار بھی اس کی ہوگی اور گردن بھی اس کی ہوگی۔ صدقے قربان جاؤں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، گھبراؤ نہیں آنے دو۔

دروازے کھول دو۔ خطاب کا بیٹا آج نہیں آ رہا ہے میں نے رات کو رب سے دعائیں کی ہیں، آسمانوں والا لے کر آ رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ پروانو تھوڑی دیر گزری اور بابا جی کیا کہتے ہیں۔

او جگاں دے پیر اٹھ کے سینے نال لا لیا

یہ ہمارا پیر ہے۔ اہل حدیثوں کا پیر ہے، جو مانتا ہے بولو اہل حدیثوں کا پیر ہے۔ آج کا نہیں ہے۔ آج کی تکلیف نہیں ہے۔ خود چارپائی پر بیٹھا ہے اور مرید سوفٹ سے ہی جھکتا ہوا آ رہا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ بکرا آ رہا ہے کہ آدمی آ رہا ہے، یہ کیا ہے یہ جی بزرگوں کا احترام ہو رہا ہے۔ میرے آقا نے کیا کیا؎

جگاں دے پیر اٹھ کے سینے نال لا لیا
دشمن پرانے نوں اپنا بنا لیا
گوڈے نال گوڈا لا کے او پاس بٹھا لیا
عمر نوں چودھر مل گئی عالی دربار دی
جھوک مدینے والے احمد سردار دی

عظمتیں، عزتیں، شان وشوکت، مقام و مرتبہ، رفعت و بلندی یہ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کو

ملنے لگی ہیں، یہ ذرا سن لو۔ میں نے سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام اٹھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے بازو کو پکڑ کر حرکت دی۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عمر! ابھی بھی دیر ہے۔ اسلام قبول کیوں نہیں کرتے ہو۔ کہتا ہے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.))

کلمہ پڑھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ کافروں کے دل لرز گئے۔ کپکپی طاری ہوگئی۔ لرزہ براندام ہوگئے۔ ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ کیا ہوا ہے، کیا ہوا ہے، کہتے ہیں معلوم نہیں کیا ہوا ہے۔ ابھی خبریں مل جاتی ہیں۔ **سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ**

آقا علیہ السلام نے جو بات کی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ. اہلحدیثو! جس کو فاروق رضی اللہ عنہ سے پیار ہے وہ بھول نہ جائے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ تم کہتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے۔ جس اسلام میں عمر رضی اللہ عنہ کا حصہ نہیں ہے۔ میں اس کو اسلام مانتا ہی نہیں ہوں۔ وہ اسلام مکمل ہی نہیں ہے۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے آنے کے بعد اسلام کو عزت ملی ہے۔ اسلام کو مقام ملا ہے۔ اسلام کو رعب ملا ہے۔ اسلام کو شوکت ملی ہے۔ اسلام کو شان ملی ہے۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ آیا ہے۔ اور دیکھ رہا ہے کہ کوئی آ رہا ہے اور کوئی جا رہا ہے۔ کوئی اٹھ رہا ہے کوئی بیٹھ رہا ہے۔ کہتا ہے اے میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تم بھول جاتے ہو) آیا کدھر تھا۔ سر لینے کے لیے آیا تھا کہتا ہے اے میرے آقا کیا کہا اے میرے آقا یہ کس کی تاثیر ہے۔ قرآن کی تاثیر ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کیا بات ہے۔ سوہنیا یہ کیا کرتے ہیں۔ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے۔ کوئی اٹھتا ہے اور کوئی بیٹھتا ہے۔

فرمایا عمر تمہاری برادری بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ تم نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ بات سمجھنا ادھر کون تھا، خطاب کا لخت جگر مگر میرے آقا نے بتایا کہ جو چل کر آجائے اسے طعنے نہیں مارنے چاہیے۔ ہم کہتے ہیں اب آیا ہے۔ اب تو موقع ملا

ہے، اسے چھوڑیں کیوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عمر تمہاری برادری نماز نہیں پڑھنے دیتی ہے۔ اچھا سوہنیا۔ یہ بات ہے۔ بات بڑی پیاری کی اور کہتے ہیں۔

میرے اسلام لانے سے یہ چھپ کر کیوں عبادت ہو
پڑھیں گے جا کر کعبہ میں وہ روکے جس کی طاقت ہو
اڑا دوں گا میں سر اس کا کفر کا جو نواب آیا

میرے آقا سے کہا سوہنیا اٹھو ابھی اٹھو۔ اے عمر رضی اللہ عنہ آدمی کم ہیں۔ نہیں نہیں آقا وہ دن گزر گئے۔ چھپ کر نماز پڑھنے کے دن گزر گئے۔ میرے آقا آج جا کر نماز پڑھنی ہے۔

تو بیت اللہ میں علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پڑھنی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ سنو ذرا۔ میں نے تفسیر میں پڑھا ہے۔ سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے۔ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ قربان جاؤں وہ وقت سامنے آئے۔ میرا فاروق رضی اللہ عنہ اس طرح کر کے تلوار لہرا لیتا ہے۔ آگے میرا فاروق رضی اللہ عنہ چل پڑتا ہے۔ دائیں میرا شیر خدا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ چل پڑتا ہے۔ بائیں میرا سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چل پڑتا ہے۔ پیچھے میرا سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ چل پڑتا ہے۔ اور ساتھ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی چل پڑتے ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ادھر سے جانا ہے، عمر کہتے ہیں ادھر سے جانا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ادھر سے جانا ہے۔ عمر کہتے ہیں ادھر سے جانا ہے۔ اچھا چلو عمر رضی اللہ عنہ ادھر سے چلتے ہیں۔ ادھر سے جا رہے ہیں وہ ابوجہل اینڈ کمپنی وہ منحوس کمپنی ابوجہل اینڈ کمپنی بتوں کے پجاری وہ جو بتوں کو پوج پوج کر مشرکوں کی عقل ماری گئی تھی۔ کہتے ہیں ابھی آتا ہے۔ ابھی آتا ہے۔ ایک کہتا ہے۔ اے عمرو بن ہشام چہرہ تو اٹھاؤ۔ ادھر دیکھو کیا بنا ہے۔ وہ جو سر لینے گیا تھا وہ تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا باڈی گارڈ بن کر آ گیا ہے۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ پاس سے گزرے۔

لکھ کر لے جاؤ۔ اپنے سینے کی تختیوں پر لکھ کر لے جاؤ۔

میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے مکہ والو! جس نے اپنے بچے یتیم کروانے ہیں، جس نے اپنی بچیاں لاوارث کروانی ہیں۔ جس نے اپنی بیوی کو الوداع کروانا ہے۔ آج میرے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ روک کر دکھائے۔ عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار اس کی گردن کاٹ دے گی۔ اللہ اکبر اللہ. اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ. سوہنیا وضو کریں اور نماز پڑھیں، عمر رضی اللہ عنہ پہرہ دیتا ہے۔ وہ کون عمر رضی اللہ عنہ جس کے بارے میں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے عمر! جس راستے سے تم گزرتے ہو شیطان وہ راستہ بھی چھوڑ جاتا ہے۔

اونچا بولو! وہ راستہ بھی شیطان چھوڑ جاتا ہے۔ آج جہاں میرے فاروق رضی اللہ عنہ کے نام کی تختی ہو۔ یہ کالے لباس اور کالے منہ والے نے وہاں سے گزرنا کیوں ہے۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کی غیرتیں اتنی ہیں۔ آؤ میں بتاؤں میں نے تو سیرت کی کتاب میں پڑھا ہے۔ میں تو آج ہی پڑھ رہا تھا۔ یہ سیرت کی کتاب میرے ہاتھ میں ہے۔ ذرا سن لو۔

ایک انگریز مؤرخ، متعصب ولیم انگریز نے لکھا ہے۔ کہتا ہے اللہ کی قسم ہے، اگر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا حکمران دس سال اور زندہ رہ جاتا تو پوری دنیا پر اسلام ہی نظر آتا۔ پوری دنیا پر اسلام نظر آنا تھا۔ پچیس لاکھ مربع میل کا مالک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ کالج کے سٹوڈنٹ حضرات سکول کے طلباء نوٹ کرو۔ تمہارے پاکستان کا رقبہ چھ لاکھ چھیاسی ہزار اور کچھ کلومیٹر بنتا ہے۔ اس سے چار گناہ بڑا علاقہ جس کا حکمران میرا فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ جو حکمران فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔

اللہ ذوالجلال کی قسم ہے اس کا جاہ وجلال کیا ہے۔ اس کا مقام کیا ہے۔ اس کی ہیبت کیا ہے، اس کا رعب کیا ہے۔ اس کا دبدبہ کیا ہے۔ اس کی شان کیا ہے۔ اس کی شوکت کیا ہے۔ یہ ذرا سن لو۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جب کوئی اولاد فوت ہوگی۔ اس کا باپ روئے گا، باپ فوت ہوگا اس کی اولاد روئے گی۔ بیوی فوت ہوگی اس کا خاوند روئے گا۔ خاوند فوت ہوگا اس کی بیوی روئے گی۔ بہن فوت ہوگی تو بھائی روئے گا۔ بھائی فوت ہوگا تو بہن روئے گی۔ مگر قربان جاؤں جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگا تو اسلام روتا نظر آئے گا۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ کون عمر ہے۔ میں تو کہا کرتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام کے در پر صدیق خود

آئے، عثمان خود آئے، علی خود آئے، طلحہ خود آیا، زبیر خود آیا، سعد خود آیا، سعید خود آیا، بلال خود آیا، خبیب خود آیا وہ سلمان خود آیا۔ رضی اللہ عنہم مگر عمر رضی اللہ عنہ آیا نہیں بلکہ عمر رضی اللہ عنہ مانگ کر لیا ہے۔ ابوبکر آیا تو مرید بن کر آیا، عثمان آیا تو مرید بن کر آیا، علی آیا تو مرید بن کر آیا طلحہ آیا تو مرید بن کر آیا، زبیر آیا تو مرید بن کر آیا، بلال آیا تو مرید بن کر آیا، خبیب آیا تو مرید بن کر آیا، صہیب آیا تو مرید بن کر آیا، سلمان آیا تو مرید بن کر آیا، زید آیا تو مرید بن کر آیا، اسامہ آیا تو مرید بن کر آیا۔ رضی اللہ عنہم مگر قربان جاؤں جب عمر رضی اللہ عنہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی مراد بن کر آیا۔ یہ ہے عمر جو عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا وہ مردود ہے۔

جب عمر ختم ہو گیا پھر بات ہی ختم ہو گئی۔ یہ کون عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ آؤ بتاؤں یہ عمر رضی اللہ عنہ وہ عمر ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ اللہ عمر کے ساتھ اسلام کو عزتیں دے دو۔ صدقے قربان جاؤں، ایک دن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا باہر نکلیں اس وقت ابھی پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، تو بغیر پردہ کے باہر چلی جاتی تھیں، یعنی اس وقت گھروں میں باتھ روم اور فلش کا انتظام نہیں تھا، قضائے حاجت کے لیے باہر جنگل میں جانا تو مکہ والوں نے دیکھ کر آوازیں مارنا یعنی مذاق کرنا۔ وہ لوگ جو تھے انہوں نے دیکھ کر آوازیں دینا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی جا رہی ہے، فلاں بیوی جا رہی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں بیوی جا رہی ہے۔ قربان جاؤں آگے سے میرا عمر رضی اللہ عنہ آ گیا۔ تو میرا عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ اے ام المومنین جی واپس چلی جاؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت گوارا نہیں کرتی کہ کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بات کرے۔ انگلی اٹھا کر بات کرے۔ واپس جائیے اور باہر آنا ہے تو پردہ کر کے آیا کرو۔

بولو کیا کر کے آنا ہے۔ میں تمہیں نہیں کروانے لگا ہوں۔ جن کا حق ہے ان کا ہی ہے۔

ماں جی باہر آنا ہے تو پردہ کر کے آیا کریں۔ یہ قرآن میرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ ابھی ماں جی گھر نہیں پہنچیں تو آسمان سے جبرائیل علیہ السلام قرآن لے کر پہلے آ گیا۔ کہو سبحان اللہ!

لگتا ہے بات بھول گئے ہو۔ نہ بھولتے تو کہہ دیتے سبحان اللہ!

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ میرا عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے پردہ کر کے آنا ہے۔ آسمان سے جبرائیل علیہ السلام آیا اور آ کر کہتا ہے اب قرآن سنو اور لہلہا جانا۔ یہ قرآن جو نازل ہوا۔ میرے عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوا۔ جو مشورہ زمین پر میرے فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے، وہی رائے آسمان والے رب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo﴾ (الاحزاب: 59)

یہ مشورہ میرے فاروق رضی اللہ عنہ نے زمین پر دیا۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ اسلام کی عزتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت نازل کر دی۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں، پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًاo﴾(الاحزاب: 32تا33)

یہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام کی عزت بن کر آیا ہے، صدقے قربان جاؤں لوگو! ذرا بات سن لو، یہ عمر رضی اللہ عنہ کون آیا ہے۔ یہ اسلام کی عزت بن کر آیا ہے۔

دریائے نیل کہاں ہے معلوم ہے، مصر میں ہے۔ اس کی عادت تھی سال بعد نوجوان لڑکی کا خون اس میں بہایا جاتا۔ لڑکی کو ذبح کیا جاتا تو پھر وہ چلتا تھا۔ پانی اس میں تب آتا اور حکومت میرے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے اب ذرا جاگ کر بیٹھنا اور آج کے حکمران بھی دیکھنا، وہ حکمران بھی دیکھنا۔ فیصلہ تمہاری عدالت میں ہے، فیصلہ تمہارے ضمیر کا ہے، تمہارے ایمان پر ہے۔ وہ بھی حکمران تھا اور آج بھی حکمران ہیں۔ وہ حکمران پچیس لاکھ مربع میل کا

مالک ہے۔ یہ مفت میں سات لاکھ مربع میل کا مالک ہے۔ اس پر بھی کنٹرول نہیں ہے۔ یہ کل تمہارے شہر میں کیا ہوا ہے؟ معلوم ہے، نہیں معلوم تو نہ سہی پیدا کس لیے ہوئے تھے اگر پتہ نہیں رکھنا تھا۔ کئی کہتے ہیں معلوم نہیں ہے۔ کل امریکی فوج برطانی قماش اور غنڈے لٹیرے انہوں نے تمہاری فیصل آباد کی پولیس سے مل کر القاعدہ کے مجاہدین کو گرفتار کیا ہے۔ پینتالیس آدمی بیگم اللہ رکھی ٹرسٹ ہوسٹل کے پاس سے ایک کو وہاں قتل بھی کیا ہے۔ تم میں سے کسی کو معلوم ہے۔ اے اہل حدیثو! تم نے تو سوئے ہوئے ہی رہ جانا ہے کئی جلسوں میں کہتے ہیں۔ مولوی صاحب لوری آتی ہے؟ آپ نے سنانی ہے۔ ان مولویوں نے تمہیں لوریاں سنا سنا کر ہی سلا دیا ہے۔ مولوی تو خود بھی سوئے تھے اور تمہیں بھی سلا دیا۔ جاگو مسلمانوں بیدار ہو جاؤ۔ آج وزیر خارجہ کا بیان تھا۔ بکواس کرتا ہے، کہتا ہے امریکی فوج کو جب ضرورت ہو پاکستان میں داخل ہو جائیں۔ ماں کا گھر ہے کہ جب چاہیں داخل ہو جائیں۔ توبہ اللہ میری توبہ کوئی نہیں بولا۔ کہتے ہیں مولوی جی آپ کو بہت تکلیف ہے۔ ہاں ہاں میرے اکابرین، میری جمعیت کے میرے مسلک کے ایک لاکھ علماء کو پٹنہ کے اندر تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ پاکستان حاصل کرنے کے لیے میرے بزرگوں نے لاکھوں قربانیاں پیش کیں، اگر آج ہمیں دکھ نہیں تو کسے دکھ ہوگا۔ وہ جماعتیں دوسری جماعتیں جن کی کتابوں میں آج لکھا ہے کہ دہلی اسلام کا دارالخلافہ ہے۔ نام کیا ہے ہم عاشق رسول ﷺ ہیں۔ ڈوب کر مر جانا چاہیے، کہتے ہیں پاکستان کی ضرورت نہیں ہے۔

اس وقت بھی قربانیاں دیں تو بولو! کس نے اہل حدیثوں نے قربانیاں دیں۔ میرے اکابرین نے قربانیاں دیں۔ اے حکمرانو! سنو سنو تم آرڈیننس جاری کرو۔ دہشت گردی کی عدالتیں بناؤ۔ مقدمے بناؤ، جیل بناؤ، ہتھکڑیاں بناؤ۔ بیڑیاں بناؤ، رب کعبہ کی قسم ہے۔ جب تک منہ میں زبان رہے گی۔ اس جسم میں جان رہے گی، میں کفر کے خلاف لڑتا رہوں گا۔ حق بات کا اعلان کرتا ہی رہوں گا، تم ساتھ دو گے۔ تم ان شاء اللہ جتنا بھی ساتھ دے دو تو بڑی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی قبول کر لے۔

وہ کون حکمران آؤ بتاؤں۔ کون حکمران؟ جس کا نام عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے، گرج کر کہو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ کم از کم عمر رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے دل پر تو زخم لگنے چاہئیں۔
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خط لکھا دریائے نیل کی طرف لکھا اور اوپر لکھا یہ خطاب کا بیٹا عمر تمہاری طرف خط لکھ رہا ہے، اے دریائے نیل اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتے ہو تو پھر چل پڑو۔ نہیں تو ہمیں بھی تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ جا کر خط پھینکا۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، وہ دریائے نیل کناروں سے پانی باہر نکالنے لگ پڑا۔ آج چل رہا ہے اور قیامت تک چلتا رہے گا۔ یہ جرنل سوتا ہے تو ساتھ کوٹھی میں اور باہر پہرے لگے ہیں۔ میرا فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی جو ابھی کچی تھی اور اپنے سر کے نیچے اینٹ رکھی ہے اور پاس اپنا کوڑا رکھا ہے۔ اور سو رہا ہے۔
اے حکمرانو! اے علماء تم بھی سنو، دین کے ڈاکو لٹیرو قرآن وحدیث چھوڑ کر عوام کو دوسری طرف لگانے والو! کعبہ کے رب کی قسم ہے اگر آج میرا فاروق رضی اللہ عنہ ہوتو جہاں حکمرانوں کی گردنیں اڑائے گا۔ وہاں ان علماء کی گردنیں بھی اڑائے گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کی حدیث چھوڑ کر غیر کی دعوت دیتے ہیں۔ معلوم نہیں ہے وہ فیصلہ ہوا۔ یہودی کے حق میں فیصلہ ہوا۔ فیصلہ کروائیں گے۔ اے عمر رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں کر گیا ہے۔ تصدیق کروانے آئے ہیں۔ کہا اچھا سپریم کورٹ سے آئے ہو اور نیچے ہائی کورٹ میں آئے ہو۔ لیجئے فیصلہ ہونے لگا ہے۔ تلوار لائے اور تلوار ماری۔ گردن اتار دی واویلا ہو گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی مار دیا ہے۔

آسمانوں سے آواز آتی ہے۔ فَلَا وَرَبِّكَ ابھی بھی نہیں سمجھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الۡاِسۡلَامَ قیامت تک عزت ملنے لگی ہے۔ اہلحدیثو! جو تمہیں مسلک ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو۔ عزت ملنے لگی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِيۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا۝﴾

(النساء: 65)

اے میرے محبوب! میں تمہارا رب قسم کھا کر اعلان کر رہا ہوں وہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے زمین پر فیصلہ کیا ہے۔ وہ درست کیا ہے۔ جو آدمی تمہارے کیے ہوئے فیصلے کو جب تک مان نہ لے۔ دل سے تسلیم نہ کر لے اس پر مضبوط نہ ہو جائے۔ اس پر عمل نہ کر لے اتنی دیر تک وہ مسلمان ہو سکتا ہی نہیں ہے۔ یہ میرا فاروق رضی اللہ عنہ اسلام کی عزت ہے۔

نہیں سمجھے تو آؤ سمجھاؤں۔ ایک غریب میرے فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں آیا۔ دانت ٹوٹا ہے اور خون جاری ہے۔ کہا اے عمر رضی اللہ عنہ اے عمر! تمہارے دورِ حکومت میں ایک غریب کے چہرے پر طمانچہ پڑا اور اس کا دانت ٹوٹ گیا اور پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ آرڈر جاری کیا۔ نوجوانو نوٹ کرو۔ آرڈر مصر کے گورنر کی طرف جاری کیا۔ پولیس بھیجی فرمایا جاؤ گورنر کو بھی گرفتار کر کے لاؤ۔ اور اس کے بیٹے کو بھی گرفتار کر کے لاؤ۔ لے آئے۔ بولو گرفتار کر کے لے آئے، بولو عدالت کس کی ہے۔ پاکستان کی نہیں ہے۔ ہائی کورٹ کہتا ہے ڈانس پر پابندی نہیں ہے۔ ڈانس کی کمائی جائز ہے۔ یہ گھروں میں جج صاحب قانون نافذ کرو۔ گھر والی کو اجازت دو۔ ہم مسلمان ان قانونوں کو نہیں مانتے ہیں۔ ہاتھ کھڑے کر کے کہو ہم نہیں مانتے ہیں۔ کہتا ہے یہ ہائی کورٹ کہتا ہے کہ ڈانس کی کمائی حلال ہے۔ وشیہ کی اجرت حلال ہے۔ اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ کنجری کی اجرت حرام ہے۔

بخاری کی روایت ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے کہا ہے، وشیہ کی اجرت بولو حرام ہے۔ اور ہائی کورٹ کہتا ہے کہ حلال ہے۔ علماء تمہیں مبارک ہو، تمہیں مبارک ہو اور فقہ جا کر دو۔ دو فتاویٰ عالمگیری کرواؤ نافذ گلی گلی میں شور مچاؤ۔ اور اپنے گلے میں ہار ڈلوا کر پھر خود ہی ان کا افتتاح کرنا۔ توبہ اللہ میری توبہ

کیا یہ اسلام کی عزت ہے۔ اسلام سے مذاق ہو رہا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے۔ کیا ہے یہ جی فوج کی حکومت ہے۔ سنو موت زندگی کا مالک میرا اللہ ہے۔ اگر یہ مارنا بھی چاہئیں تو ہماری موت نہیں آئے گی۔ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے یہ ہمیں نہیں مار سکتے ہیں۔ ہائی کورٹ نے کہا ہے، جاؤ تمہیں مبارک

اور ان علماء کو سو سو مبارک ہو۔ یہ قانون تمہیں مبارک ہو۔ ہم مانیں گے تو قرآن مانیں گے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾

میری ماؤں میری بہنو یہ تمہارے بارہ میں کہا گیا ہے۔ ﴿وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وہ جو ہائی کورٹ کہتا ہے کہ اجازت ہے، اجازت ہے۔ اس لیے تو عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے مردوں کے برابر کے حقوق لینے ہیں۔ یہ دفتر جاتا ہے اور میں گھر بیٹھی رہتی ہوں۔ میں نے بھی دفتر جانا ہے۔ یہ اڑھائی ہزار تنخواہ لاتا ہے۔ تو میں نے بھی تین ہزار تنخواہ لانی ہے۔ میں نے برابری کرنی ہے۔ یہ ڈرائیونگ کر سکتا ہے تو میں نہیں کر سکتی ہوں۔ برابری تو پھر اس طرح ہو سکتی ہے کہ دن کو روٹیاں وہ پکائے اور شام کو وہ پکائے۔ برابری تو پھر اس طرح ہوتی ہے۔ ایک ٹائم دودھ وہ پلائے اور ایک ٹائم دودھ وہ پلائے۔ ایک سال بچہ مولوی پیدا کرے اور ایک سال بچہ بی بی پیدا کرے۔

مولانا ہائی کورٹ کو فتوے دو۔ تم پر ہی نافذ ہوں گے۔ ہم ان قوانین کو اپنے جوتے کی نوک سے ٹھکرائیں گے۔ سینے لگائیں گے تو قرآن وحدیث کو لگائیں گے۔

سنو سنو! ہم عمر رضی اللہ عنہ کے ماننے والے ہیں۔ ہم اس کے ماننے والے ہیں۔ ہمارے دل میں خوف نہیں ہے۔ خطرہ نہیں ہے۔ ڈر نہیں ہے، کوئی کسی کی طرف سے لڑائی جھگڑے کا ڈر نہیں ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، ہم گلی گلی نگری نگری قریہ قریہ بستی بستی اللہ کی توحید کا ڈنکا بجا کر دکھائیں گے۔ کتاب وسنت کا ڈنکا بجا کر دکھائیں گے۔

آؤ بتاؤں میرے عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا۔ میرے عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا اور دریا چل پڑا۔ جنگ ہو رہی ہے تین سو میل دور ہو رہی ہے۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ منبر کے اوپر کھڑے ہیں۔ رب کے ولی تھے کہ نہیں۔ یہاں کوئی مولوی کہے کہ علم غیب تھا۔ پہلے بات سن لو۔ میرے عمر رضی اللہ عنہ رب کے ولی ہیں کہ نہیں سب بولو وہ رب کے ولی تھے۔ جب میرے فاروق رضی اللہ عنہ کو خنجر لگے۔ وہ ابولؤلؤ مجوسی جو اسی جنگ میں سے گرفتار ہو کر آیا تھا۔ جس کی میں بات کرنے لگا ہوں۔ وہ منبر کے پیچھے چھپا ہے اور میرے فاروق رضی اللہ عنہ مصلے پر کھڑے

ہیں۔ معلوم ہوا کہ انہیں علم غیب نہیں ہے۔ وہ تین سو میل میرے فاروق رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ يَا سَارِيَ الْجَبَلِ پہاڑ کے اوپر سے ہو کر حملہ کرو۔ اور میرے فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کو ہوا اٹھا کر لے جا رہی ہے۔ آواز وہاں تک پہنچی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے اس طرح حملہ کیا۔

اور ایرانیوں کو شکست ہوگئی۔ مسلمانوں کو فتح ہوگئی۔ یہ میرا فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔ اللہ اللہ

جس نے اپنے دور حکومت میں چھ ہزار مساجد بنوائیں۔ پانچ ہزار نو سو چھوٹی مساجد بنوائیں۔ ایک سو جامع مسجد بنوائیں۔ اور میرے فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں سترہ ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کے بچے حافظ قرآن تھے۔ دمشق میں درس ہو۔ فجر کے وقت اور اٹھارہ ہزار آدمی وہاں قرآن سنے۔ یہاں کیا ہے، یہاں حکمران ہی ایسا ملا ہے۔ اللہ اس کو دفعہ کرے تو جان آزاد ہونی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عطا کر دے۔ آمین

میں بتا یہ رہا ہوں۔ میرا فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں سویا ہوا ہے کوڑا پاس ہے، وہ درہ پاس ہے، سر کے نیچے کوئی تکیہ نہیں کوئی فوم نہیں کوئی قالین نہیں، کوئی بیڈ نہیں، کوئی نرم بستر نہیں، اور میرا فاروق رضی اللہ عنہ زمین پر لیٹا ہے۔ اللہ اللہ

غلام آیا اور کہا چلو اٹھو۔ بھیس بدلیں اور مدینے کی گلیوں کا گشت کریں۔

اس مشرف سے کہو کہ اگر باپ کا ہے۔ تو ایک رات باہر نکلے۔ یہاں تو ایس ایس پی جو ہے۔ وہ باہر نکلتا نہیں ہے۔ یہاں گورنر نے آنا ہو، جنرل نے آنا ہو تو سڑکیں خالی ہو جاتی ہیں۔ وہ کالی کالی یونیفارم ہی نظر آتی ہیں۔ یہ پوچھیں کون ہے تو کہتے ہیں۔ جنرل آ رہا ہے، یہ جنرل آ رہا ہے کہ آدم بو آ رہا ہے۔ یہ حکمران آ رہا ہے، یہ گورنر آ رہا ہے۔

ادھر کیا ہے، ذرا سن لو! میرا عمر رضی اللہ عنہ صدقے قربان جاؤں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ زمین پر درہ مارتا ہے تو کسریٰ اور قیصر کے حکمران اپنے تختوں پر کانپتے ہیں۔ وہ فارس، ایران، روم کے حکمران بولو! اپنے تختوں پر کانپتے ہیں۔ لرزہ براندام ہیں۔ ہمارا جنرل شوز مارتا ہے تو اس سے نامرد واجپائی نہیں ڈرتا ہے۔ اس کو بھی معلوم ہے کہ کس طرح کی جرنیلی ہے۔ لنڈے بازار سے طغمے لے کر لائے ہیں اس نے کل کہا ہے کہ پاکستان سے جنگ ہو

سکتی ہے۔ اس کو بھی معلوم ہے کہ آگے سے بھی اس طرح کا ہیں۔ جس طرح کا میں ہوں۔ اگر کوئی حکمران نظر آئے۔ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ ان ہندوؤں کی ایسی کی تیسی کہ ان مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں۔ ایک وقت آئے گا، پھر کہتا ہوں۔ پھر کہتا ہوں۔ ایجنسی والو! لکھو جہاد بند نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ دہلی پر پرچم لہرائے گا۔ ان شاء اللہ، انڈیا پاکستان میں آئے گا۔ پرچم اسلام کا لہرائے گا۔ ان شاء اللہ

سن لو میرا عمر رضی اللہ عنہ کون ہے۔ رات کا وقت ہے اور گشت شروع ہوگیا۔ آہستہ آہستہ جا رہے ہیں اور ساتھ غلام ہے۔ ایک مکان کے پاس پہنچے تو اندر سے آواز آرہی ہے۔ اِسْقِ الْمَاءَ فِی اللَّبَنِ . اے میری بیٹی عید قریب ہے، تمہارے کپڑے نہیں ہیں، جوتے تمہارے نہیں ہیں، جلدی کرو اٹھ کر دودھ میں پانی ملاؤ۔ دودھ زیادہ ہو جائے گا، روپے زیادہ مل جائیں گے۔ تو تمہارے کپڑے سلائی ہو جائیں گے۔ لڑکی نے بات سنی تو ادھر سے سائیڈ بدلی اور اس طرف کو ہوگئی۔ ماں کہتی ہے۔ اِسْقِ الْمَاءَ فِی اللَّبَنِ . دودھ میں پانی ڈال دو۔ لڑکی نے پھر سائیڈ بدلی تو ماں کہتی ہے۔ سنتی نہیں ہو کہ میں کیا کہتی ہوں۔

لڑکی کہتی ہے اے ماں معلوم نہیں کہ حکمران کون ہے؟ کہو سبحان اللہ! اسی اسی سال نوے نوے سال کی عمر اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان زندگیوں میں نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، اور دین سے پیار نصیب فرمائے۔ آمین

بات سن کر تڑپ جایا کرو۔

دیکھو لڑکی چھوٹی سی ہے۔ کہتی ہے ماں معلوم نہیں کہ وقت کا حکمران کون ہے؟ آج ڈاکو جو ہیں کئی مرتبہ تم نے اخبار میں پڑھا ہوگا۔ ڈاکہ ڈال کر جائیں تو روپے کم ملیں۔ تو کہتے ہیں یہ رکھ لو اس سے زیادہ تو ہم آگے دے کر آئیں ہیں۔ ایمان سے بتاؤ یہ واقعات ہوئے ہیں کہ نہیں ہوئے۔ ان کو معلوم ہے کہ جس طرح کے ہم اس طرح کے ہمارے بڑے ہیں، جس طرح کے حکمران اس طرح کا محکمہ ہے۔ چور ڈاکو لٹیرے اکٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی بہن آجاتی ہے تو کبھی بھائی آجاتا ہے۔

اللہ اب کوئی نیک حکمران دے دینا۔ اللہ خطاب کے لخت جگر جیسا دے دینا۔ آمین

کہتی ہے ماں معلوم نہیں ہے کہ حکمران کون ہے۔ ماں کہتی ہے وہ کونسا دیکھ رہا ہے۔ وہ کونسا دیکھ رہا ہے۔ اس کا بھی خیال تھا کہ حکمران تو گھر سویا ہوگا۔ مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کان لگا کر سن رہے ہیں۔ کان لگا کر سن رہے ہیں کہ لڑکی کہتی ہے۔ اے ماں معلوم نہیں کہ وقت کا حکمران کون ہے؟ ماں کہتی ہے، اے بیٹی وہ کونسا دیکھ رہا ہے۔ صدقے قربان جاؤں۔ دعا کیا کرو اللہ تعالیٰ بیٹیاں دے تو اس طرح کی دے۔ اللہ بیٹیاں دینا تو اس طرح کی دینا۔ آمین

بیٹی کہتی ہے: اے ماں! اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھتا۔ تو عمر کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ ان جرنیلوں کو بھی بتاؤ کہ عمر کا رب دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کر کے دروازے پر نشان لگا دیا۔ واپس پلٹ گئے۔ دن ہوا، کہا جاؤ بلاؤ۔ عدالت میں بلایا لڑکی چھوٹی سی ہے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے ماں جی مجھے اس چھوٹی سی بچی کا چہرہ دکھاؤ۔ ماں پریشان ہوگئی۔ کہتی ہے امیر المومنین جی کیا بات ہے۔

کہتے ہیں: ماں جی رات جو تم باتیں کر رہے تھے۔ ان باتوں کا مجھے علم ہوا ہے، میں وہ بات تمہاری بیٹی کی زبانی سننا چاہتا ہوں، وہ بچی آگے آئی اور میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اے لڑکی جو بات رات کو کہی تھی۔ ایک بار پھر کہہ کر سناؤ۔ کہتی ہے ماں عمر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھتا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ اے حکمرانو! تمہیں بھی رب دیکھ رہا ہے۔ یہ خبیث جہان کے کہتے ہیں۔ رب سے تو بعد میں کریں گے، خبیث بش ہمیں دیکھ رہا ہے۔

ذرا سن لو میرے فاروق رضی اللہ عنہ ایک بات کرتے ہیں کہتے ہیں بی بی میں نہ دولت دیکھتا ہوں۔ میں نہ کوٹھی دیکھتا ہوں۔ میں نہ جائیداد دیکھتا ہوں۔ میں نہ حسن و جمال دیکھتا ہوں۔ میں نہ زمینیں دیکھتا ہوں، میں نہ مال و دولت دیکھتا ہوں۔ میں نہ جہیز کا سامان دیکھتا ہوں۔ میں اپنے بیٹے عاصم کے لیے اس کا رشتہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ سب کہہ دو۔ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ جب نکاح ہوگیا۔ بہو بن گئی۔ میں نے تو یہ بھی سیرت کی کتاب میں پڑھا ہے۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ نے صبح عدالت

میں جانا تو کہنا بیٹی یہاں آؤ۔ وہی بات مجھے ایک مرتبہ پھر سنا دو۔ کہ عمر کا رب تو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کہنا اے عمر رضی اللہ عنہ آج عدالت میں چلے ہو۔ عقل سے فیصلہ کرنا۔ عمر رضی اللہ عنہ تمہارا رب دیکھ رہا ہے۔ آؤ بات ختم کروں۔ میرا عمر رضی اللہ عنہ کون ہے۔ میرا عمر رضی اللہ عنہ کون ہے۔ یہ عمر رضی اللہ عنہ کون ہے۔ جو آیا اسلام کو عزتیں مل گئیں۔ اسلام کو عظمتیں مل گئیں۔ ایک دن کا وقت ہے جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور ماں جی زینب رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما ہیں۔ ماں جی کہتی ہیں: اِنَّ الْقُرْاٰنَ یَنْزِلُ فِیْ بُیُوْتِنَا، اے عمر رضی اللہ عنہ ماں جی نے تمہیں بلایا ہے اے عمر ماں بیٹے کو اے کر کے بھی بلا سکتی ہے۔

کہتی ہیں اے عمر رضی اللہ عنہ اے عمر رضی اللہ عنہ صدقے جاؤں تمہاری عظمتوں پر قرآن تو ہمارے گھر نازل ہوتا ہے، مگر ہوتا ہے تو تمہارے مشورے سے نازل ہوتا ہے۔ اللّٰہ اکبر اللہ۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ میں بات یہ بتا رہا تھا، بات ختم کروں۔ کہا اس گورنر کو بھی لاؤ اور گورنر کے بیٹے کو بھی لاؤ۔ لے آئے عدالت میں گرفتار کر کے لے آئے۔ عدالت شروع ہوگئی۔ غریب کا بیٹا بھی آ گیا۔ وہ گورنر بھی آ گیا۔ گورنر کا بیٹا بھی آ گیا۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ عدالت میں بیٹھ گئے وہ غریب بھی آ گیا۔ لوگ بھی آ گئے اور فیصلہ شروع ہوگیا۔ پوچھا کیا ہوا ہے، کہا یہ ہوا ہے یہ جناب گورنر کا بیٹا طواف کر رہا تھا۔ اس کی چادر پر میرا پاؤں آ گیا۔ اس نے پیچھے ہو کر میرے منہ پر طمانچہ مارا۔ میرے دانت ٹوٹ گئے۔ غریب آدمی تھا۔ میں کمزور تھا، میرے فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اب تم ایک طمانچہ اسے مارو۔ ایک طمانچہ اس کے باپ کو مارو۔ ایک طمانچہ اسے مارو اور ایک طمانچہ وقت کے گورنر کو مارو۔ یہ خالد معقول سے پوچھو اس کو بھی ڈر ہے۔ یہ گورنر جو ہے اس کو کہتا ہے میرا باپ اوپر بیٹھا ہے۔ ایک جیسے ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ اگر بڑے نیک ہوں تو اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ یہ بھی نیک ہو جائیں۔ تھانیدار بھی نیک ہو جائیں۔ مگر محکمہ ہی ایک جیسا اکٹھا ہوا ہے۔

بات ذرا سن لو۔

میرے فاروق رضی اللہ عنہ نے انصاف کس طرح کیا۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ایک اسے مارو اور ایک اس کے باپ کو مارو۔ باپ گورنر بول کر کہتا ہے۔ امیرالمومنین جی میرا گناہ میرا قصور میرا جرم میری خطا میری غلطی کیا ہے۔ فرمایا تمہاری غلطی یہ ہے کہ تم نے اپنے بیٹے کی تربیت نہیں کی ہے۔ تمہارے بیٹے کو آج غریب پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت ہوئی ہے۔ تو تمہارے گورنر کے عہدے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

یہ فاروق رضی اللہ عنہ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ . وقت ہو چکا ہے۔ عنوان تو ختم ہونے والا نہیں ہے۔

میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًاo﴾

(الفتح: 18)

سامعین محترم! اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن میں سے جس پُر رحمت مقام کو تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ میں سماعت فرمایا ہے، اس مقام عظیم الشان کو میرے اور تمہارے خالق و مالک نے امام الانبیاء، صاحب قاب قوسین و ادنیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر میدان حدیبیہ میں نازل فرمایا ہے۔ ذوالحجہ کا مہینہ صرف اس نقطہ نظر کے ساتھ مشہور و معروف نہیں کہ یہ حج کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں جس مقام پر اہل اسلام سنت ابراہیمی کو زندہ کرتے ہوئے قربانیاں کرتے ہیں، جانوروں کی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اسی مہینہ میں سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی قربانی پیش کی ہے۔

آج کے خطبہ جمعہ میں داماد رسول، جامع القرآن، شرم وحیا کے پیکر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب وسخاوت کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، پوری تاریخ اسلام کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو۔ آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کا کوئی صحابی ایسے شرف اور مقام کا حامل نہیں ہے، جو مقام و مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا۔ یعنی کسی نبی کے کسی صحابی کا اپنے نبی سے وہ تعلق وہ واسطہ نہیں ہے۔ جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا آمنہ کے لال علیہ السلام سے تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بس داماد نبی نہیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی کے لخت جگر تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت کا اندازہ اس بات سے لگا لو۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں جب زندگی کے آخری سال خطبہ حج ارشاد

فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کم و بیش ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ عشرہ مبشرہ میں سے بھی کسی کو ستر قاریوں میں سے بھی کسی کو تین سو تیرہ بدر والوں میں سے بھی کسی کو کم و بیش سات سو کے قریب احد والوں میں سے بھی کسی کو اور چودہ سو حدیبیہ والے میدان میں سے بھی کسی کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ الفاظ نہیں کہے۔ جو الفاظ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کہہ دیئے کہ اے عثمان! اگر آج کے بعد تم کوئی نیکی بھی نہ کرو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام کو جو چھ ہجری میں خواب آئی تھی۔ اسی خواب کے تحت میرے آقا علیہ السلام عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ چلے۔ حدیبیہ کے میدان میں آ کر آقا علیہ السلام کی سواری بیٹھ گئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوڑے مار کر اٹھانے کی کوشش کی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو رہنے دو۔ یہ خود نہیں بیٹھی اس کو آسمانوں والے رحمان نے بٹھا دیا ہے۔

قرآن کے الفاظ ذرا سن لو۔ آواز آتی ہے، مولا فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح:18)

میرے آقا علیہ السلام حدیبیہ کے میدان میں پہنچتے ہیں' ادھر سے مکہ والوں کو بھی خبریں مل جاتی ہیں، کہ آمنہ کے لال جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ کی طرف آ رہے ہیں، ان مکہ والوں کو غلط فہمی ہوئی کہ یہ جنگ کرنے آ رہے ہیں، مکہ والوں نے اعلان کر دیا، کہ تمہیں مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے، یہاں آ کر عمرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے، صفا اور مروہ کی سعی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کو معلوم ہوا۔ رب کے حبیب علیہ السلام نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اکٹھا فرمایا۔

فرمایا: اے میرے صدیق! اے میرے فاروق! مجھے مشورہ دو کیا کرنا چاہیے، اے

پیارے صدیق رضی اللہ عنہ جاؤ تم مکہ چلے جاؤ۔ میرا پیغام لے جاؤ، مکہ والوں کو جا کر کہہ دو کہ ہم لڑائی کرنے نہیں آئے ہیں۔ ہم تو بیت اللہ کا طواف کرنے آئے ہیں، میرے صدیق رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے اپنا نام واپس لے لیتے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے پیارے فاروق رضی اللہ عنہ تم چلے جاؤ، میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سوہنیا مجھے نہ ہی بھیجیں تو بہتر ہے۔ آقا میری طبیعت جلالی ہے۔ اگر انہوں نے کوئی اونچ نیچ بات کی تو مجھ سے برداشت نہیں ہونا ہے۔ سوہنیا اگر انہوں نے اجازت دینی بھی ہو تو تب بھی اجازت نہیں ملنی ہے۔ میں اپنی جگہ ایک ایسا نام پیش کرتا ہوں، جس سے آپ بھی اتفاق کرو گے۔ پیارے صدیق رضی اللہ عنہ بھی اتفاق کریں گے۔ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اتفاق کریں گے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے فاروق! کس کا نام پیش کرتے ہو۔ سوہنیا میری جگہ پر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھیج دیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا، ٹھیک ہے، قرآن کے پروانو! آج پہلا موقع ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میرے آقا علیہ السلام کے سفیر بن کر آقا کے وزیر بن کر آقا کے مشیر بن کر، مکہ کی طرف جا رہے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوتیں اتنی ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم وحیاء اتنی ہے۔ مکہ والے بیٹھے ہیں، انہوں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں، انہوں نے اپنی مجلس میں جگہ خالی کر دی۔ عثمان رضی اللہ عنہ آیا ہے، اس کو بیٹھنے کے لیے جگہ دی جائے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے مکہ والو! تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، ہم لڑائی کرنے نہیں آئے ہیں، ہم بیت اللہ کا طواف کرنے آئے ہیں، صفا اور مروہ کی سعی کرنے آئے ہیں۔ مجھے اور میرے آقا علیہ السلام کو اجازتیں دو۔ ہم بیت اللہ کا طواف کر لیں۔ مکہ والے کہنے لگے۔ اے عثمان تمہارے نبی کو آگے آنے کی اجازت نہیں ہے۔ تم جم جم بیت اللہ کا طواف کرو۔ صفا اور مروہ کی سعی کرو۔ زم زم پیو، ہم تمہیں نہیں روکیں گے۔

ادھر سے یہ بات ہو رہی ہے، ادھر حدیبیہ کے مقام میں صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں، اے ہمارے آقا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوہنیا، عثمان رضی اللہ عنہ بڑی عظمتوں والا ہے۔ عثمان بڑی شان

والا ہے، بڑے مقام والا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کونسی وجہ سے سوہنیا ہم حدیبیہ کے مقام میں بیٹھے رہ گئے ہیں۔ عثمان بیت اللہ کا طواف بھی کرے گا، عثمان صفا اور مروہ کی سعی بھی کرے گا۔

بات نوٹ کرلو۔ میرے آقا علیہ السلام کو اپنے عثمان رضی اللہ عنہ کی وفا پر یقین اتنا تھا، اپنے عثمان رضی اللہ عنہ کی رفاقت پر یقین اعتماد اتنا تھا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے یقین ہے، عثمان رضی اللہ عنہ ہمارے بغیر کبھی بیت اللہ کا اکیلا طواف نہیں کرے گا۔ یہ میرے عثمان کی وفا آقا کے ساتھ ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ والوں نے کہا طواف کرلو، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں روک دیا جائے۔ اور مجھے اجازت دی جائے۔ میں اپنے نبی کے بغیر طواف نہیں کروں گا، انہوں نے کہا چلو اب تمہیں واپس جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

ادھر سے افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اے میرے صدیق! اے میرے فاروق! اے میرے پیارے علی! (رضی اللہ عنہم) اور اے میرے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم آؤ میرے ساتھ مشورہ کرو۔ اصلاح کرو، آؤ میری بات سنو۔ اس طرح خبر ملی ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آؤ میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ یا تو ہم عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیں گے۔ یا تو ہم بھی اسی راستے میں شہید ہو جائیں گے۔

اے عثمان! تمہاری عظمتوں پر صدقے قربان جاؤں، اور سارے جہان کو قربان کر دوں۔ تمہاری شان کیسی ہے کہ جس کے بدلے آمنہ کا لال علیہ السلام اپنی جان کی قربانی بھی دینے کو تیار ہوگیا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، آؤ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بیعت کرو۔ اس طرح کر کے میرے آقا علیہ السلام ہاتھ کرتے ہیں، پھر ہاتھ میرے صدیق رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں، پھر ہاتھ میرے فاروق رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں، پھر ہاتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ رکھتے ہیں۔ پھر ہاتھ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا سعد، سیدنا سعید اور دیگر چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے ہیں۔

اے ہمارے آقا ہم بدلہ لیں گے۔ یا ہم اسی راستے میں قربان ہو جائیں گے۔ ادھر سے بیعت ہو رہی ہے۔ ادھر سے میرے آقا علیہ السلام ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لے رہے ہیں۔

ادھر آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام آجاتے ہیں، جبرائیل علیہ السلام آکر کہتے ہیں:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح: 18)

اے میرے آقا! جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوہنیا آسمانوں والا رب قسم اٹھا کر اعلان کر رہا ہے، قد کے ساتھ جب ل تحقیق کا آجائے۔ اس سے مراد البتہ اس سے مراد قسم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں قسم اٹھا کر کہہ رہا ہوں:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (الفتح: 18)

اے میرے محبوب! میں صدیق پر بھی راضی ہوں، میں فاروق پر بھی راضی ہوں، میں علی المرتضیٰ پر بھی راضی ہوں، میں طلحہ اور زبیر پر بھی راضی ہوں میں سعد اور سعید پر بھی راضی ہوں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حدیث پاک میں موجود ہے۔

اس طرح کر کے میرے آقا علیہ السلام نے ہاتھ کیا، ساتھ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ دایاں ہاتھ میرا ہے، یہ جو بایاں ہاتھ ہے۔ یہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔ جس کے ہاتھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ گردانے۔ جس کے ہاتھ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ کہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ اپنا ہاتھ کہے۔ اس کی عظمتوں کے کیا کہنے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾

اے میرے محبوب نیچے ہاتھ تمہارا ہے، اوپر ہاتھ چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے، ان چودہ

سو کے اوپر ہاتھ میں آسمانوں والے رب کا ہے۔ نیچے ہاتھ میرے آقا علیہ السلام کا ہے۔ اوپر ہاتھ چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے، ان چودہ سو ہاتھوں کے اوپر ہاتھ آسمانوں والے رحمان کا ہے۔ سب جواب دو۔ جو ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کے رب کے ہاتھوں کے درمیان میں آجائیں۔ ان ہاتھوں کو آگ جلا سکتی ہے۔ نہیں جلا سکتی ہے۔ وہ ہاتھ جو ہیں وہ کبھی جہنمی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ دوزخی نہیں ہو سکتے ہیں۔

وہ ہاتھ جنتی ہیں، بابا جی رحمہ اللہ کہتے ہیں ؎

ہتھ تیرے تے جو ہتھ رکھن اے محبوب سہارے
اوپر اوناں دے ہتھ ہے ساڈا او سانوں بڑے پیارے
او روضہ پاک نبیؐ دے اندر ملے مکان جنہاں نوں
کفر او رہن اوناں دے دشمن او قہر نصیب اوناں نوں

میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میرا عثمان رضی اللہ عنہ کون ہے؟ صدقے قربان جاؤں، ذرا سن لو۔ جب مکہ والوں نے آمنہ کے لال جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مکہ میں رہنا اسلام کی وجہ سے تنگ کر دیا، یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ جب میرے آقا علیہ السلام نے کوہ صفا پر چڑھ کر کہا قُـوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سے پہلے شخص ہیں، جنہوں نے بغیر کسی دلیل کے تصدیق کی اور چوتھے شخص ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر اسلام کو قبول کر لیا، جب مکہ والوں نے تنگ کر دیا، بہت زیادہ پریشان کر دیا۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حبشہ کی طرف جانے کی اجازتیں لیں، میرے آقا علیہ السلام نے اجازت دی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا میرے آقا علیہ السلام کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ان کا پہلا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ ہوا تھا جب آقا علیہ السلام نے نبوت کا اعلان کیا، ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تم سے بات چیت تب رکھوں گا۔ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دے دو گے۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے اکیلی

طلاق نہ دی۔ ان میں سے ایک بدبخت جو ہے، سفر پر چلا ہے اور کہتا ہے، رک جاؤ ذرا میں ایک کام کر کے آتا ہوں۔ جاتے جاتے، میرے نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا، اس بدبخت بے ایمان نے میرے نبی علیہ السلام کے چہرے پر تھوکنے کی کوشش کی۔ لیکن میرے رب نے بچایا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اللہ اس پر جنگل کے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط کر دے۔

حدیث پاک میں موجود ہے۔ وہ جو عتیبہ جب جا رہا تھا۔ جب جنگل بیابان میں پہنچا۔ رات کا وقت ہے، ابولہب بھی ساتھ ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکل جائے۔ وہ بولو غلط ہو سکتی ہے، نہیں ہو سکتی ہے۔ کہنے لگا مجھے یقین ہے کہ جو بات انہوں نے کہہ دی ہے وہ مکمل ہو گی۔ تم اس کا پہرہ دو، میں تمہیں انعام دوں گا۔ سامان کا ڈھیر لگا کر اس کے اوپر عتیبہ جو ہے۔ یہ لیٹ جاتا ہے۔ یہ پہرے دار تلواریں لے کر دائیں بائیں۔ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رب کو رب کون کہے اگر وہ اپنی قدرت کے کرشمے نہ دکھائے وہ سب پہرے دار سو جاتے ہیں۔ ادھر سے جنگل کا شیر آتا ہے، آ کر سب کے منہ سونگھتا ہے کہ کس کے منہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی بدبو آتی ہے، جب کسی پہرے دار کے منہ سے بدبو نہیں آتی ہے۔ یہ جنگل کا شیر پیچھے ہٹتا ہے۔

حدیث پاک میں موجود ہے، پیچھے جاتا ہے۔ دوڑتا ہوا آتا ہے، آ کر چھلانگ لگاتا ہے۔ اس سامان پر چڑھ جاتا ہے، جہاں عتیبہ سویا ہے، اس کے منہ کو سونگھتا ہے۔ اس کے منہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی بدبو آتی ہے، اس کو چیر پھاڑ کرتا ہے۔ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ لوگو! بات سن لو۔

یہ جو عتبہ اور عتیبہ ان کے نکاح میں میرے آقا علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں۔ جب انہوں نے طلاق دے دی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ ادھر سے جب میرے آقا علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اجازتیں دیں۔ میرے آقا علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہم کو الوداع کرنے کے لیے مکہ سے باہر نکلے۔ میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ دوسرا جوڑا روئے زمین پر ہے، جو اللہ کے راستے میں ہجرت کر رہا ہے۔ وہ پہلا جوڑا میرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا اور میری ماں سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا اور دوسرا جوڑا میرے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا اور میری بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو اللہ کے راستے میں ہجرت کر رہے ہیں، میرے آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں، جس نے بدر میں شرکت کی وہ بھی جنتی ہے۔ اور جس نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی وہ بھی جنتی ہے۔ ہجرت کرنے والا بھی جنتی اور بدر میں شرکت کرنے والا بھی جنتی ہے۔

مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے، جناب خلیل علیہ السلام نے ایک مرتبہ ہجرت کی۔ اور جب میرے آ قا علیہ السلام کا دور آیا۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے ایک مرتبہ ہجرت کی۔ صدقے قربان جاؤں۔ میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے دین کے لیے دو مرتبہ ہجرت کی ہے۔ اور جب بدر کا موقع آیا، سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو جاتی ہیں، مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے، ان کو خسرے کی جو بیماری ہے۔ اس کی وجہ سے بخار ہو جاتا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم تیاری کر رہے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پریشان ہیں کہ ادھر سے بدر کے مقام میں جانے کا وقت آ گیا ہے، میرے آ قا علیہ السلام فرماتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ تم یہاں رہو میری بیٹی کی تیمارداریاں کرو۔ رب نے کہا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کو بدر والوں کے برابر کا ثواب ملے گا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مکہ سے جب چلے گئے۔ مدینے جب پہنچے وقت گزرتا گیا۔

دو ہجری میں جب بدر کے میدان میں جنگ ہوئی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ ٹھہر گئے ہیں۔ ادھر سے جو منافق ہیں۔ وہ زور وشور سے باتیں کر رہے ہیں۔ لیجئے اب انہوں نے واپس آنا ہی نہیں ہے۔ مکہ والوں نے واپس آنے ہی نہیں دینا ہے۔ وہ اتنی تعداد میں آئے ہیں۔ ان کے پاس ساز وسامان نہیں ہے، انہوں نے واپس نہیں آنا ہے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جی جاؤ معلوم کر کے آؤ۔ کیا خبریں آئی ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر نکلتے ہیں۔ اللہ تمہیں بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ کوئی واپس آنے والا نظر آئے، لیکن کوئی

نظر نہیں آتا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ واپس آکر کہتے ہیں۔ اے رقیہ رضی اللہ عنہا ابھی کوئی خبریں نہیں آئی ہیں۔ پروانو! میری طرف دیکھنا۔ میرے آقا علیہ السلام کی چار بیٹیاں ہیں، ایک محکمہ ایک گروپ نعوذ باللہ جو کہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی تھی۔

اور تین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہی نہیں تھیں، توبہ اللہ میری توبہ۔

ابھی محرم نہیں آیا ہے، ابھی محرم کے دنوں کو آنا ہے، پوری حکومت کو مصیبت پڑی ہے، کہتے ہیں کہ امن کمیٹی اجلاس بلایا جائے۔ یہ کیا ہے، کہتے ہیں محرم امن سے گزرنا چاہیے۔ ان رونے والوں کو سکون سے رولینا چاہیے۔ ان پر کوئی حملہ آور نہ ہو۔ سنو کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ جو اس بات کا اعلان کرتا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی ہے، وہ بے ایمان اور جہنمی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں، اور چار ہی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں سے پیدا ہوئی ہیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اس طرح کر کے ہاتھ اٹھاتی ہیں، بولو کس کے آگے اللہ کے آگے اور کہتی ہیں: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ. اے میرے اللہ! میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کی مدد فرما۔ آمین

میں تو کہا کرتا ہوں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے، وہ رب جو ہے۔ ان بیٹیوں کے اٹھے ہاتھ جو ہیں، کبھی بھی خالی نہیں موڑتا ہے۔ ان کے ہاتھ جو اٹھائے ہیں۔ اللہ ان کو کبھی خالی واپس نہیں لوٹاتا ہے۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دعا کرتی ہیں، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ. اے میرے اللہ میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کی مدد فرما۔ پھر کہتی ہیں، اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جی معلوم کرو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر جاتے ہیں، پھر واپس آتے ہیں، کہتے ہیں ابھی کوئی خبر نہیں آئی ہے۔ پھر دعا کرتی ہیں، پھر کہتی ہیں جاؤ معلوم کرو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر جاتے ہیں، پھر واپس آتے ہیں، کہتے ہیں ابھی بھی کوئی خبر نہیں آئی ہے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دعا کر رہی ہیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ. ادھر سے موت کا پیغام آجاتا ہے، آہستہ آہستہ دعا والے ہاتھ نیچے ہونے لگ پڑے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رب کو پیاری ہو جاتی ہیں۔

ادھر سے بدر میں نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کر دیتے ہیں۔ میرے نبی ﷺ واپس پلٹتے ہیں، مدینہ کی طرف آ رہے ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے ہیں۔ جو مسلمان مدینہ میں رہ گئے تھے۔

یہ استقبال کرنے کے لیے باہر نکلتے ہیں اور میرے آقا علیہ السلام اس طرح دائیں طرف سے چلتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملتے ہیں، کبھی دائیں دیکھتے ہیں، کبھی بائیں دیکھتے ہیں، ایک صحابی کہتا ہے۔ محبوب کیا دیکھ رہے ہو۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے میرا عثمان نظر نہیں آ رہا۔ ایک بتانے والا کہتا ہے، آقا جی آپ کی بیٹی اللہ کو پیاری ہوگئی ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ ان کو دفنانے کے لیے قبرستان میں گئے ہوئے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، مجھے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر لے چلو۔ میرے آقا علیہ السلام جب قبرستان پہنچے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہا رو رہے ہیں۔ زاروقطار رو رہے ہیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ کیا بات ہے، کیوں رو رہے ہو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جواب دیتے ہیں۔ محبوب میں اس وجہ سے رو رہا ہوں، ایک رشتہ تو آپ سے نبی ﷺ کے ساتھ نبی ﷺ کے داماد کا ہے۔ سوہنیا جو سب سے قریبی رشتہ تھا۔ وہ آج ختم ہوگیا ہے۔ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے آسمانوں والے رب نے آرڈر دیا ہے۔ کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دو۔ ایک بیٹی دی۔ وہ رب کو پیاری ہوگئی تو دوسری بیٹی دی۔ تم اپنی بیٹی کا رشتہ کرو تو پورا پورا سال تحقیق کرتے گزر جائے کہ یہ جو لڑکا ہے شرابی نہ ہو۔ جواری نہ ہو، ڈاکو نہ ہو، چور نہ ہو، بدقماش غنڈہ نہ ہو۔ میں پوچھتا ہوں، تم اتنا کچھ دیکھو اور نبی ﷺ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اپنی بیٹیوں کی شادی کرے۔ جن کے چہروں سے چاند بھی شرما جائے۔ اور نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا ہی نہ دیکھے۔

نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی شرافت ہی نہ دیکھے، نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام ہی نہ دیکھے، نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار ہی نہ دیکھے، نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی گفتار ہی نہ دیکھے، نبی ﷺ عثمان رضی اللہ عنہ کی چال ہی نہ دیکھے۔ کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، سارے مسلمانوں کی آج حیا اور شرم ایک طرف ہو، تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کی شرم وحیا کا مقابلہ نہیں کر سکتے، رب کی قدرت، رب کی مرضی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی رب کو پیاری ہو جاتی ہیں، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر رو رہے ہیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ۔ دوستو! بار بار رضی اللہ عنہ کہتے جایا کرو۔

تمہیں اس کے معنیٰ کا پتہ ہے۔ رضی اللہ عنہ راضی ہوگیا اللہ عثمان رضی اللہ عنہ سے۔ دنیا کا کوئی شخص آج ہے، کوئی ولی کوئی پیر کوئی فقیر کوئی گدی نشین، کوئی بزرگ جو دعویٰ کرے، کہ میرے اوپر رب راضی ہے، کعبہ کے رب کی قسم ہے۔ یہ مقام اور شرف حاصل ہے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ جس کے بارے میں میرے آقا علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہوکر آٹھ مرتبہ اعلان کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ آسمانوں والا رب تم پر راضی ہے، کتنی مرتبہ کہا اونچا بولو۔ آٹھ مرتبہ کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ آسمان والا رب خوش ہے۔ جو تم میں سے راضی ہے وہ بھی کہے آسمانوں والا رب راضی ہے۔

آج کوئی کالی زبان والا یہ کہے، عثمان رضی اللہ عنہ دوزخی ہے، کعبہ کے رب کی قسم ہے، عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہے، وہ بے ایمان خود جہنمی ہے، میرے آقا علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہوکر کہا اور کس زبان سے کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰىo﴾

(النجم: 3تا4)

میرے آقا علیہ السلام نے کہہ دیا، اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) تم جنتی ہو، صدقے قربان جاؤں، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جب فوت ہوئیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے عثمان! (رضی اللہ عنہ) اب تو میرے بس کی بھی بات نہیں ہے۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں،

وہ فوت ہوتی جاتیں، تو میں باری باری سب تمہارے نکاح میں دیئے جاتا۔ ایمان سے سب جواب دینا، جس سسر کو داماد نے تنگ کیا ہو۔

وہ ایک بیٹی تو دے دیتا ہے، لیکن دوسری دینے کو تیار؟ نہیں ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں بھر گیا ہوں، میں نے اس خاندان کو دیکھ لیا ہے، مگر میں صدقے قربان جاؤں، میرا نبی ﷺ اتنا راضی ہے، اتنا راضی ہے، میرے نبی ﷺ اتنے راضی ہیں، کہا اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں، تو سب تمہارے نکاح میں ہی دے دیتا۔ **سبحان اللہ!**

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ مجھے یاد آیا، حدیث پاک میں موجود ہے، میرے آقا علیہ السلام کے پاس ایک صحابی نے گوشت بھیجا، آقا علیہ السلام نے تھوڑا سا کھانا ایک برتن میں ڈالا اور فرمایا زید رضی اللہ عنہ پیارے جاؤ، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر دے آؤ۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت زندہ تھیں، اس طرح دستر خوان لگا ہے۔ ادھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں، سامنے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں۔ دستر خوان پر کھانے لگے ہیں۔ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ گئے۔

حدیث پاک میں موجود ہے، سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے، صدقے قربان جاؤں۔ کبھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں اور کبھی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے ہیں، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہیں اور پھر سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتے ہیں، یہ میاں بیوی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔

اور نظر اٹھا کر دیکھا اور کہا زید رضی اللہ عنہ کب کے آئے ہو، کہا مجھے اتنی دیر ہوگئی ہے۔ اور میں یہاں کھڑا ہو کر تمہیں دیکھ رہا ہوں، کہا کدھر آئے ہو۔ کہا آقا علیہ السلام نے یہ گوشت بھیجا ہے، سیدنا زید رضی اللہ عنہ جب واپس جاتے ہیں اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ سے آقا علیہ السلام پوچھتے ہیں، اے زید رضی اللہ عنہ اتنے لیٹ کیوں ہو گئے ہو۔ اتنی دیر بعد کیوں کر آئے ہو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں محبوب آج فرشتوں کی جوڑی دیکھ کر آیا ہوں۔

کہو **سبحان اللہ**، کوئی زبان کو زنگ نہیں لگ چلا۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرشتوں کی جوڑی دیکھ کر آیا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے

ہیں، زمین پر فرشتوں کی جوڑی زید (رضی اللہ عنہ) کیسے؟ کہتے ہیں۔ سوہنیا ایک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور دوسری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی جوڑی دیکھ کر آیا ہوں۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے، قرآن میرے ہاتھ میں ہے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھا ہوں۔ حدیث میں سے نہ ملے تو وہ سزا جو چور کی سزا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ زید رضی اللہ عنہ رک جاؤ۔

کیا کہا زید رضی اللہ عنہ رک جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔ ذرا خاموش ہو جاؤ۔ فرمایا جاؤ میری سب بیویوں کو بلاؤ۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ ابوبکر کو بلاؤ، عمر کو بلاؤ۔ علی کو بلاؤ۔ طلحہ کو بلاؤ۔ زبیر کو بلاؤ۔ سعد اور سعید کو بلاؤ۔ (رضی اللہ عنہم) جب سب آگئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے زید رضی اللہ عنہ پیارے جو بات آگے مجھ سے اکیلے میں کہی تھی، وہ بات ان سب کو بھی سنا دو۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا میں فرشتوں کی جوڑی دیکھ کر آیا ہوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم معلوم ہے وہ کونسی جوڑی ہے۔ فرمایا ایک میرا عثمان رضی اللہ عنہ ہے اور ایک میری رقیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ کیا معلوم ہوا۔ اتنی عثمان رضی اللہ عنہ نے آقا علیہ السلام کے سینے کو ٹھنڈک پہنچائی ہے۔ مسجد نبوی کی جگہ کم تھی۔ اب تو بڑی وسیع وعریض ہوگئی ہے۔ **سبحان اللّٰہ**

تمہیں معلوم ہے کہ وہ جگہ کس نے خریدی تھی، سب بولو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے خریدی تھی۔ میری طرف دیکھنا، میرے آقا علیہ السلام منبر پر کھڑے ہیں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جگہ کم ہوگئی ہے اور مسلمان زیادہ ہوگئے ہیں۔ آج کیا ہے۔ آج مساجد زیادہ ہوگئی ہیں اور مسلمان کم ہوگئے ہیں۔ کیا ہے جناب پچھلے جمعہ بسنت بھگ گئی تھی۔ اس دفعہ پھر منانی ہے، ڈوب کر مر جانا چاہیے اور میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اے خبیثو ہندوؤں کی رسمیں پوری کرنے والو۔ بے غیرتو تمہیں شرم وحیا اس بات کی نہیں ہے، اخبارات پڑھ کر دیکھو۔ ہندوستان میں سینکڑوں مسلمان بے غیرت ہندوؤں نے زندہ جلا دیئے ہیں۔ ان کی لاشیں بغیر کفن کے پڑی ہیں۔ تم ان کی رسمیں ادا کر رہے ہو۔ اور کروڑوں روپے بسنت پر خرچ کر رہے ہو۔ اور کہہ رہے ہو۔ ہم نام کے مسلمان ہیں اور وہ رسمیں جو ہندو بھی کرتے ہیں۔ آج وہ مسلمان ادا کر رہے ہیں اور بسنت منا رہے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم اٹھا کر کہتا

ہوں۔ سینکڑوں مسلمان جو شہید کر دیئے ہیں۔ نہ کوئی سیاست دان بولا ہے۔ اور نہ ہی ہمارے ملک کا حکمران بولا ہے۔ بولو نہیں بولا ہے۔ کوئی بیان نہیں دیا ہے، آج کی اخبار میں لکھا ہے کہ میری ماں چودہ پڑھی ہے اور وہ بھی الیکشن لڑ سکتی ہے۔ اپنی ماں کا تمہیں فکر ہے اور جو مسلمان ظلم وستم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں۔ ان کا کوئی خیال نہیں ہے۔

ایک وقت آئے گا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح اور کامیابی عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

اے حکمرانو! غور کرو، بش کو خوش کرنے والو۔

آج ان کی آواز بھی نہیں سنائی دے رہی۔

چنگیز کے لہجے میں جو کل بول رہے تھے۔

یہاں کئی آئے اور کئی گئے۔ جن کے نام ونشان مٹ گئے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے، نام باقی رہا تو اسلام کا رہا ہے، اللہ کے قرآن کا رہا ہے، نبی ﷺ کی سنت کا رہا ہے۔ رب کی توحید کا رہا ہے۔ حکمران آتے گئے، اور جاتے گئے۔ تم بھی جاؤ گے اور تمہارا نام بھی کوئی نہیں لے گا۔ ان شاء اللہ

تم امریکہ کو خوش کرو، تم برطانیہ کو خوش کرو، ٹونی کو خوش کرو اور کافروں اور عیسائیوں کو خوش کرو۔ ایک وقت آئے گا، مشرف تمہارا گریبان ہوگا اور مسلمانوں کا ہاتھ ہوگا۔ انشاء اللہ

آج لوگ کہتے ہیں، کئی کہتے ہیں نہیں نہیں نہیں جی حالات بڑے سخت آ گئے ہیں، سختی بڑی ہوگئی ہے، قانون بڑے سخت آ گئے ہیں۔ حافظ صاحب نرمی ہونی چاہیے۔ جاؤ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں، کعبہ کے رب کی قسم ہے جو حکمران مسلمانوں کی ہمدردی میں دو لفظ ہمدردی کے نہیں بول سکتا ہے، میں اس کے تخت وتاج کو اپنے جوتے کے برابر بھی نہیں سمجھتا ہوں، تمہارے جیسا بے غیرت حکمران پاکستان کی تاریخ میں نہیں آیا ہے، تم نے پہلے افغانستان کے مسلمانوں کو قتل کروایا۔ بعد میں تم نے جہادی تنظیموں پر پابندیاں لگائیں، جب تک جہاد ہو رہا تھا، تب تک یہ ہندوؤں کو جرأت نہیں ہوئی تھی، یہ جہاد اب بھی ہوگا۔ ان شاء اللہ، بولو! ان شاء اللہ جہاد ہوگا۔

اور تم کہتے ہو کہ لال قلعہ کی بات نہیں کرنی ہے، تم پیدا ہوئے ہو انڈیا میں تمہیں ہمدردی ہوگی انڈیا سے ہوگی۔ ایک وقت آئے گا دہلی پر اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ ان شاء اللہ، لہرائے گا اور مسلمان بھی لہرائیں گے۔ وہ مسجد نبوی اللہ تعالیٰ تم سب کو اس کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اس کی جگہ کم ہوگئی ہے اور کون ہے جو ساتھ کا مکان خریدے گا۔ اور مسجد کے لیے وقف کرے گا۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اس کو میں کیا کرتا ہوں، جن کی ضمانت دیتا ہوں، **سبحان اللہ!**

کونسی جنت رب والی جنت کی ضمانت دیتا ہوں، وہ جنت نہیں جہاں سے لوگ گزرتے ہوئے مر جاتے ہیں، وہ پاکستان میں ہی بنی ہے۔ مگر رب کی جنت وہ ہے جہاں سے گزرتے ہوئے فرشتوں نے کہنا ہے:

﴿سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ۝﴾ (الزمر: ۷۳)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس طرح کر کے مجمعے میں بیٹھے ہیں، ہم کیا کرتے ہیں، اگر چندہ مانگیں تو کہتے ہیں مولوی صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ حالات اتنے خراب ہوگئے ہیں۔ گزر بسر بڑی مشکل ہو رہی ہے۔ اچھا آپ جایئے، شام کو لڑکے آئیں گے تو سب بیٹھ کر اصلاح مشورہ کریں گے۔ اگر کوئی حصہ بچا ہوا تو تمہارے پیچھے بھیج دیں گے۔ اب آپ آنے کی کوشش نہ کریں۔ **سبحان اللہ**

میرے عثمان رضی اللہ عنہ اس طرح مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ سوہنیا اس مکان کے کتنے روپے ہیں، مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے، پچیس ہزار اس وقت اس کی قیمت لگی تھی، صدقے قربان جاؤں، میرے عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سوہنیا کسی سے ایک پیسہ بھی نہ لیں، میں اکیلا ہی یہ روپے ادا کر دیتا ہوں۔ دیکھی میرے عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت۔ سوہنیا میں اکیلا ہی خریدتا ہوں۔

ایک وقت آیا کہ بئر رومہ ایک یہودی کا کنواں ہے، مدینے کا پانی کڑوا تھا، لیکن اس کنوئیں کا پانی میٹھا تھا۔ آج تک اس کا پانی ہے اور قیامت تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہیں گے۔ مسلمانوں نے شکایت کی آقا علیہ السلام پانی کوئی نہیں ہے۔ اور وہ یہودی پینے نہیں دیتا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، کون ہے، جو وہ پانی وہ کنواں خریدے اور مسلمان پانی پئیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا آدھے کنویں کے وہ کتنے روپے مانگتا ہے۔ اس وقت اس نے بارہ ہزار روپے مانگا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا یہ روپے بھی میں اکیلا اپنی جیب سے ادا کرتا ہوں، ایک دن یہودی پانی پئیں گے۔ اور ایک دن مسلمان پئیں گے۔

ایک وقت آیا پانی کی کمی پھر ہونے لگی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، وہ کون آدمی ہے جو دوسرا حصہ بھی خرید کر مسلمانوں کے نام وقف کر دے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا وہ باقی حصہ بھی میں اکیلا خریدتا ہوں۔ اور میں مسلمانوں کے نام وقف کرتا ہوں، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے عثمان! تم نے کنواں خرید کر مسلمانوں کو پانی پلایا اور میں قیامت کے دن تمہیں حوض کوثر سے پانی پلاؤں گا۔ ایک وقت اور آیا، غزوۂ تبوک کا وقت آیا، صدقے قربان جاؤں۔ میرے آقا علیہ السلام نے اعلان کیا۔ پیسوں کی ضرورت ہے، میرے صدیق رضی اللہ عنہ سب سامان لے آئے، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

سوہنے چندے دا اعلان کیتا، سارا پیش صدیقؓ سامان کیتا
چھڈی سوئی وی نہ اس گھر دے اندر ایثار دیاں کیا باتاں نے
میرے پیارے نبیؐ، میرے پیارے نبیؐ تیرے پیار دیاں کیا باتاں نے
رب امتی آکھن ہر ویلے غمخوار دیاں کیا باتاں نے

اور میرے فاروق رضی اللہ عنہ آدھا سامان لے کر آئے۔ آدھا گھر چھوڑ آئے، میرے عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، صدقے قربان جاؤں۔ وہی مسجد نبوی میرے عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا سو اونٹ بمع سامان میری طرف سے قبول کرلیں۔ ایک اونٹ کی قیمت اس وقت کم از کم دس ہزار تھی۔ اور کتنا کہا، بولو سو اونٹ بمع ساز و سامان کہا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے۔ جس سے پیار ہو اس سے آدمی پیار محبت سے بات کر لیتا ہے۔ اے یار! تم پر اتنا اعتماد، اتنا یقین، اتنا پیار، اتنی محبت۔ بس میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: عثمان بس سو اونٹ ہی اور میرے عثمان رضی اللہ عنہ پھر اٹھتے ہیں۔

سوہنیا سو اونٹ اور میرا قبول کریں۔ کہو **سبحان اللہ**

اے اہلحدیثو! وہ سو اونٹ قربان کرتے ہیں۔ اور تم سبحان اللہ بھی نہیں کہتے ہو۔ میرے آقا فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، سوہنیا سو اونٹ اور میرا قبول کرلیں، کتنا ہوا۔ تین سو ہوگیا۔ اور تین بار جنت کی ضمانت دی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ پیارے ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے۔ پھر اٹھے اور کہا سوہنیا تین سو اونٹ میرا قبول کریں، کہو: **سبحان اللہ**

جو عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے، اسے **سبحان اللہ** اس طرح لگے، جس طرح شیطان کو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ لگتا ہے، کہو **سبحان اللہ**

میرے عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، سوہنیا تین سو اونٹ اور میرا قبول کرلیں، تین سو پہلے اور تین سو بعد میں کتنا ہوا۔ چھ سو ہوگیا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے، سوہنیا سو اونٹ اور میرا قبول کریں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے۔ سوہنیا سو اونٹ اور میرا قبول کریں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے۔ سوہنیا ایک سو اونٹ اور میرا لکھ لیں۔ صدقے قربان جاؤں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ ابھی اور بھی چندے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں سوہنیا نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑا قبول کرلیں۔ اس طرح کا سخی لاؤ۔ کوئی اس طرح کا سخی دکھاؤ۔ اس طرح کا کوئی غنی دکھاؤ۔ آج بکواس کرتے ہو۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مَعَاذَ اللّٰہِ، آج کہتے ہو۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی مردہ بیوی سے جماع کیا تھا۔ توبہ اللہ میری توبہ

اے حکمرانو! تمہیں علماء کی مخالفت نظر آتی ہے، مگر تمہیں ان کتابوں کی بکواس نظر نہیں آتی ہے، جب تک یہ کتابیں ضبط نہ کی جائیں گی۔ تب تک ملک میں امن نہیں آئے گا، نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑا پیش کیا، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ بس کردو۔ عثمان رضی اللہ عنہ بس کردو۔ عثمان رضی اللہ عنہ بس کرو۔

ساتھ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ نو سو اونٹ ہوگیا اور سو گھوڑا ہوگیا، پیارے

عثمان رضی اللہ عنہ ابھی نقدی کی بھی ضرورت ہے۔ صدقے قربان جاؤں۔

حدیث پاک میں موجود ہے۔ میرے عثمان رضی اللہ عنہ اٹھ کر گھر چلے جاتے ہیں، ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لا کر میرے آقا علیہ السلام منبر پر بیٹھے ہیں، کہا سوہنیا یہ ہزار اشرفیاں نقدی بھی قبول کرلیں۔ میرے آقا علیہ السلام خوش ہو کر کبھی تھیلی دائیں ہاتھ پر پھینکتے ہیں، کبھی بائیں ہاتھ پر پھینکتے ہیں۔

اشرفیوں کے شور کی آواز پیدا ہوتی ہے، اس کتاب کو اتارنے والا رب گواہ ہے، میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے عثمان رضی اللہ عنہ اگر آج کے بعد تم کوئی نیکی بھی نہ کرو۔ تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، کوئی نیکی بھی نہ کرو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، پروانو! جس کے جنتی ہونے کی ضمانت آمنہ کا لال دے۔ اس کے جنتی ہونے میں شک ہوسکتا ہے نہیں ہوسکتا ہے، ایک وقت ایسا آیا پانچ دن ہوگئے ہیں۔

میرے نبی علیہ السلام کے گھر میں چولہے میں آگ تک نہیں جلی ہے۔ کسی نے کہا، اے عثمان رضی اللہ عنہ تمہیں خبر نہیں ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھانا نہیں پکایا گیا ہے، میرے عثمان رضی اللہ عنہ اٹھتے ہیں اور دوڑتے ہوئے جاتے ہیں، دوڑتے ہوئے جاتے ہیں، چھوٹا سا بکری کا بچہ پکڑا اور اسے لے کر ذبح کرتے ہیں، کھال اتارتے ہیں، اس کا گوشت بنایا۔ اس کا گوشت پکایا روٹیاں پکائیں اور لے کر میرے آقا علیہ السلام کے گھر آگئے، ادھر کھانا رکھا۔ ادھر جا کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سجدے میں گر گئے، اللہ اپنے عثمان رضی اللہ عنہ کو معاف کر دے۔ اللہ تمہارے عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا۔ کہ تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اتنے دنوں سے بھوکا ہے۔ اللہ اپنے عثمان رضی اللہ عنہ کو معاف کر دے۔ اللہ اپنے عثمان رضی اللہ عنہ کو معاف کر دے۔ صدقے قربان جاؤں۔ وہ کون عثمان رضی اللہ عنہ ہے؟

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! پیاری جس کا حیا آسمان کے فرشتے بھی کرتے ہیں، جس کی حیا جبرائیل علیہ السلام بھی کرتا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا میکائیل علیہ السلام بھی کرتا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا اسرافیل علیہ السلام بھی کرتا ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کی حیا عزرائیل علیہ السلام بھی کرتا

ہے، اور میں محمد ﷺ اس کی حیا کیوں نہ کروں۔

آج کے وزیر کی تو شرم وحیا کرتے ہو، مگر نبی ﷺ کے وزیر کو گالیاں دیتے ہو، آج کے مشیر کی حیا کرتے ہو، اور نبی ﷺ کے مشیر کو گالیاں دیتے ہو، آج کے سفیر کی حیا کرتے ہو۔ نبی ﷺ کے سفیر کو گالیاں دیتے ہو۔ آج کے وزیر کی حیا کرتے ہو۔ نبی ﷺ کے وزیر کو برا کہتے ہو۔ یہ کون ہے، یہ کون عثمان رضی اللہ عنہ ہے۔ ایک وقت ایسا آیا، مدینہ میں قحط پڑ گیا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا غلہ آیا، اونٹ بھی آئے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ بھی آئے، سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ بھی آئے، کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ اس غلہ کی ایک گنا قیمت لے لو۔ کہتے ہیں، ساتھیوں مجھے اس سے زیادہ روپے ملتے ہیں، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ دو گنا قیمت لے لو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابھی بھی زیادہ ملتے ہیں، کہتے ہیں تین گنا روپے لے لو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چار گناہ روپے لے لو، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں، سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ پانچ گنا قیمت لے لو۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں، یہ چلے گئے، انہوں نے سمجھا معلوم نہیں کیا بات ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کیوں بات پر پکا ہوگیا ہے، رات گزر گئی، فجر کا وقت ہوا، نماز پڑھی اور میرے عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے دروازے میں کھڑے ہوگئے، کہتے ہیں اے مدینہ والو! جتنی جتنی کسی کو ضرورت ہے۔ وہ بغیر پیسوں کے ہی غلہ اپنے گھروں میں لے جائے، سیدنا صدیق اور سیدنا فاروق رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اے عثمان رضی اللہ عنہ تمہاری ہمیں سمجھ نہیں آئی ہے، ہم پانچ گنا تمہیں روپے دیتے تھے، تم کہتے تھے زیادہ ملتے ہیں، اب تم نے مفت ہی تقسیم کر دیا ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، تم مجھے دنیا کی قیمت دے رہے تھے، میں نے رب سے آخرت کی قیمت طے کر لی تھی۔

آواز آتی ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا

فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾

(الفتح: 18)

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ٥﴾ (التوبة: 100)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت سماعت فرمایا ہے، اس مقام عظیم الشان کو میرے اور تمہارے خالق و مالک نے امام الانبیاء سرچشمہ صبر ورضاء، والی بطحاء منبع رشد وھدیٰ، صاحب قاب قوسین او ادنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر مدینہ منورہ میں نازل فرمایا، گذشتہ خطبات جمعہ میں مظلوم مدینہ، محبّ مدینہ، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی سیرت شہادت، خلیفہ المسلمین، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت شہادت، پیغمبر زماں، سرور کون ومکاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت کو میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آج کے خطبہ جمعہ کے اندر دامادِ رسول، خلیفة المسلمین، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کو بیان کروں۔

آج کا خطبہ جمعہ صحیح طور پر سماعت فرمائیں۔ اور آج کے خطبہ جمعہ کے اندر چند ایک شکوک وشبہات بھی میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ اہل حدیث کا عقیدہ یہ ہے کہ جہانوں کے پیر، رب کے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے جس وقت مکہ کی سرزمین کے اندر اعلان نبوت فرمایا۔ رب ذوالجلال کا وہ پیغام کہ اے میرے نبی جناب محمد ﷺ ان لوگوں کو اکٹھا کر کے میری توحید کا اعلان کر دیں۔ ان تک میرا پیغام پہنچا دیں۔

اور آقا دو جہاں ﷺ نے جس وقت اس اعلان کو فرمایا، تو مکہ کی سرزمین میں سے

بڑے بڑے سردار کھڑے ہوئے کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے محمد (ﷺ) تم ہلاک ہو جاؤ، تباہ و برباد ہو جاؤ۔ نعوذ باللہ من ذالک کیا ہمیں اس لیے یہاں بلایا تھا۔ میرے آقا علیہ السلام نے جب یہ اعلان کر دیا۔

تو گالیاں دینے والوں نے گالیاں دیں۔ طعنے دینے والوں نے طعنے دیئے مگر میرے نبی محمد ﷺ کے جو ساتھی بننے والے ہیں۔ ان میں ایک سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا زید، سیدہ خدیجہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میرے آقا کی ذات پر ایمان لانے والی شخصیات ہیں۔ اے لوگو! اہل حدیث کا پیغام نوٹ کر لو۔ کچھ لوگ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اہلحدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا۔ وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔

جس طرح ہم سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کو اپنا امام سمجھتے ہیں اسی طرح ہم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے ایمان کی جان سمجھتے ہیں۔ ہم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیر خدا تو مانتے ہیں۔ داماد رسول ﷺ بھی مانتے ہیں، خلیفۃ المسلمین بھی مانتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اللہ نہیں مانتے ہیں۔ تو ہم برملا کہیں گے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیر خدا تو مانتے ہیں مگر اللہ نہیں مانتے ہیں۔ ہم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ چہارم بھی مانتے ہیں، اس بات کو نوٹ فرمائیں۔ مجھے یاد آیا۔

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ نے ایک دن فرمایا، آقا فرماتے ہیں۔ یہ جو میں روایت پڑھنے لگا ہوں۔ یہ حدیث پاک کی کتاب میرے ہاتھ میں ہے، اور باب جو ہے یہ باب مناقب علی رضی اللہ عنہ ہے۔ جہانوں کے پیر ایک دن تشریف فرما ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمہاری مثال تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آقا میری مثال کس طرح ہے، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے میرے پیارے علی! (رضی اللہ عنہ) میری بات سن لو، یہ حدیث پاک کے الفاظ نوٹ کر لیں:

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ فرماتے ہیں، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اس روایت کے خود راوی ہیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جہانوں کے پیر نے فرمایا: فِــیْ کَـمَـثَـلِ عِیْسٰی . اے علی! تمہاری مثال جو ہے۔ وہ تو عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اے جہانوں کے پیر میری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کیسے ہے؟ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اے پیارے علی رضی اللہ عنہ عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں دو گروہ ایسے ہوئے ہیں، ایک گروہ تو وہ ہے۔ جو عیسیٰ علیہ السلام سے مخالفت کرتے کرتے حد سے بڑھ گیا۔ وہ گروہ بھی جہنمی بن گیا۔ وہ جو یہودی تھے۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکانے کی کوششیں بھی کیں۔ مگر عرش والے رب نے بچا کر دکھایا۔ ادھر سے جب عیسائیوں کا نمبر آیا۔ تو عیسائی کہنے لگے۔ اے لوگو! عیسیٰ علیہ السلام یا تو خود رب ہے یا پھر رب کا بیٹا ہے تو جہانوں کے پیر، رب کے حبیب! جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمانوں والے نے قرآن نازل فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ .... وہ گروہ جس نے یہ کہا کہ ان تین میں سے یہ ایک تیسرا ہے۔ کیا مطلب؟ وہ کہنے لگے مریم اللہ کی بیوی ہے نعوذ باللہ من ذالك اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: اے پیارے علی رضی اللہ عنہ ایک ان میں سے مخالفت کرنے والا گروہ وہ بھی جہنم میں چلا گیا۔ ایک ان میں سے زیادہ پیار و محبت کرنے والا۔ وہ بھی پیار محبت کرتے کرتے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ملانے والا گروہ وہ بھی جہنم میں چلا گیا۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے پیارے علی رضی اللہ عنہ تمہیں بھی دو جماعتیں ایسی ملیں گی۔ ایک تم سے عداوت رکھے گی۔ ایک تم سے بغض رکھے گی، وہ بھی جہنمی بن جائے گی۔ ایک جماعت وہ تم سے پیار کرتی کرتی، تم سے محبت کرتی کرتی، تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا دے گی۔ وہ جماعت بھی جہنمی بن جائے گی۔

کہیں گے کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ آؤ میں تمہیں اس کی دلیل دے کر سمجھا دوں۔ میرے آقا علیہ السلام کی وہ بات نوٹ کریں۔ دو گروہ ہیں دو جماعتیں ہیں ایک جماعت

رافضیوں کی ہے یعنی شیعہ کی ہے ایک جماعت خارجیوں کی ہے۔ یہ دونوں جماعتیں ہی جہنمی ہیں۔ بولیں رافضی بھی جہنمی اور خارجی بھی جہنمی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ رافضی کون ہیں؟ کہو گے کہ رافضی کن کو کہا جاتا ہے؟ آج تم اپنے ذہن میں اس بات کو بٹھا لو وہ رافضی آج کا شیعہ ہے۔ یہ رافضی بھی جہنمی اور خارجی بھی جہنمی ہے۔ ان رافضیوں کا کیا طریقہ ہے۔ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بڑھاتے بڑھاتے، پیار ومحبت کرتے کرتے کہتے ہیں کہ علی مشکل کشاء بھی ہے اور حاجت روا بھی ہے اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ میں علی رضی اللہ عنہ کو علی تو مانتا ہوں۔ شیر خدا تو مانتا ہوں مگر حاجت روانہیں مانتا ہوں۔ میں علی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد تو مانتا ہوں۔ مگر مشکل کشاء نہیں مانتا ہوں۔ میں علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تو مانتا ہوں، حسن وحسن رضی اللہ عنہما کا باپ تو مانتا ہوں۔ فاتح خیبر تو مانتا ہوں۔

اگر تم کہو کہ جو صفات رب کی ہیں، وہ میں علی رضی اللہ عنہ میں بھی شامل کر دوں۔ تو اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ علی علی رضی اللہ عنہ ہے۔ نبی نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ ولی ولی ہے اور اللہ اللہ ہے۔ جو مقام ولی کا ہے۔ وہ مقام ولی کا ہے، جو مقام علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ مقام علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جو مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، وہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جو مقام اللہ کا ہے، وہ مقام اللہ کا ہے۔ جو مقام اللہ کا ہے علی رضی اللہ عنہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے ہیں، بلکہ میں تو کہتا ہوں کوئی نبی بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کہو گے کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ جو علی رضی اللہ عنہ سے پیار کرتے ہیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، اے پیارے علی رضی اللہ عنہ یہ جو تم سے پیار کرتے کرتے حد سے بڑھ جائیں گے۔

اے لوگو! نوٹ کر لو، اہلحدیث ہے دیوبندی ہے، بریلوی ہے کتنی جماعتیں ہیں؟ ایک اہلحدیث دیوبندی اور بریلوی یہ تین جماعتیں ہیں۔

اہلحدیث بھی پڑھتا ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، دیوبندی بھی پڑھتا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، بریلوی بھی پڑھتا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اس سے آگے بھلا کیا ہے؟ میری طرف ذرا دیکھیں۔ ایک آدمی

عیسائی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے مسلمان ہونا ہے۔ وہ اہلحدیث مولوی کے پاس آتا ہے۔ دیوبندی مولوی کے پاس آتا ہے۔ بریلوی مولوی کے پاس آتا ہے۔ وہ آگے سے کہتا کہ پڑھو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وہ کہتا کہ تم مسلمان ہوگئے ہو، تم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ہو۔ اہل حدیث دیوبندی اور بریلوی کلمہ ایک پڑھتے ہیں، لیکن جس کا کلمہ ہی مسلمانوں والا نہیں وہ خود بھی مسلمان نہیں۔

کہو گے کہ اس کی دلیل دو۔ اہل حدیث پڑھتا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ مُحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، دیوبندی پڑھتا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، بریلوی پڑھتا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، لیکن وہ جو چوتھا گروہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ نہیں نہیں۔ ابھی تم مسلمان نہیں ہوئے ہو تم کلمہ اس طرح پڑھو لَا اِلٰـــهَ اِلَّا الـلّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، آگے کیا ہے؟ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِیْفَةٌ بِلَا فَصْلٍ.

تمہیں اس کتاب کے اتارنے والے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، چاہے تم دیوبندی ہو، بریلوی ہو، اہل حدیث ہو۔ مجھے انہاک اور ایمان سے جواب دو کیا یہ کلمہ مسلمانوں والا ہے۔ یہ کلمہ مسلمانوں والا نہیں ہے۔ آگے آؤ۔ میں ذرا ایک اور بات سمجھا دوں۔ ادھر سے اہلحدیث اذان دیتا ہے، اَلـلّٰـهُ اَكْبَرُ اَلـلّٰـهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

یہ اہلحدیث اذان دیتا ہے۔ دیوبندی بھی اس طرح ہی دیتا ہے چلو انہوں نے تھوڑا بہت آگے پیچھے اضافہ کرلیا مگر اذان میں وہ بھی پڑھتے ہیں۔ اَشْهَـدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ پڑھ کر آگے کیا پڑھنا ہے؟ حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ مگر یہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں۔ یہاں ابھی اذان آدھی ہوئی ہے۔

لیکن ہماری اذان اس طرح ختم ہوئی ہے اَشْهَـدُ اَنَّ اَمِیْـرَالْـمُـؤْمِنِیْنَ وَاِمَـامَ

الْمُتَّقِیْنَ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ. یہ ان کی اذان ہو رہی ہے۔ جیسے ہی یہ اذان امام باڑے سے نکلتی ہے، تو پھر ایران جا کر سانس لیتی ہے، راستے میں اس اذان کا سٹاپ ہی نہیں ہوتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُوْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَلِیْفَۃٌ بِلَا فَصْلٍ، بتاؤ کیا یہ مسلمانوں والی اذان ہے؟

آگے آئیں، ایک بات اور سمجھاؤں، اہلحدیث نماز پڑھتا ہے کہتا ہے اللّٰہ اکبر پھر ہاتھ کہاں باندھتا ہے؟ سینے پر ہاتھ باندھتا ہے، یہ اختلاف چھوٹا سا ہے، پھر دیوبندیوں کا ہاتھ تھوڑا سا اور نیچے ہوتا ہے بریلویوں کا اس سے بھی تھوڑا نیچے ہوتا ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں نہیں بلکہ اس طرح کھڑے ہو جاؤ۔ جس طرح قومی ترانہ سنتے ہیں۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر نہیں کھڑا ہونا ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں۔ جس کی نماز مسلمانوں والی نہیں ہے۔ وہ خود بھی مسلمان نہیں ہے۔ آگے آؤ میں ذرا سمجھاؤں۔ اہلحدیث بھی کہتا ہے۔ دیوبندی بھی کہتا ہے، بریلوی بھی کہتا ہے کہ یہ قرآن سچا ہے۔ مگر جو کہتا ہے کہ یہ قرآن سچا ہی نہیں ہے۔ تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ آؤ ذرا میں تمہیں سمجھاؤں۔

پیارے علی رضی اللہ عنہ سے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے پیارے علی (رضی اللہ عنہ) تمہاری وجہ سے دو جماعتیں جہنم میں جائیں گی، خارجی وہ ہیں جو علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہی نہیں مانتے ہیں۔ جو علی رضی اللہ عنہ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ میں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو، عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو اپنے سر کا تاج سمجھتا ہوں، تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے گلے کا ہار سمجھتا ہوں اگر ماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا کو میں مسلمانوں کی ماں سمجھتا ہوں اور آقا علیہ السلام کی بیوی سمجھتا ہوں، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو میں جنتی عورتوں کی سردار بھی سمجھتا ہوں، میں صرف سمجھتا ہی نہیں ہوں بلکہ میں مانتا بھی ہوں۔ میں کیوں مانتا ہوں میرے آقا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آؤ میں تمہیں سمجھاؤں مجھے یاد آیا۔

انہوں نے کہا کہ عیسیٰ رب ہے، یا رب کا بیٹا ہے۔ جن لوگوں نے اعلان کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْo وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌo﴾ (الاخلاص)

رب کہتا ہے کہ میں ایک ہوں، میں نہ کسی میں سے ہوں اور نہ کوئی مجھ سے ہے۔ آگے اللہ فرماتے ہیں میری برابری کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ میری صفات کو پہنچنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ مجھے اس بات کا جواب دیں، حاجت روا کون ہے؟ مشکل کشاء کون ہے؟ مگر جو کہتا ہے کہ علی مشکل کشاء ہے۔ علی حاجت روا ہے۔ تو ایمان سے جواب دیں کہ وہ رب کی صفت علی رضی اللہ عنہ میں شامل کرتا ہے کہ نہیں یہ بھی جہنمی ہے۔

ایک مولوی کہہ رہا تھا۔ ہم علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء تو نہیں مانتے ہیں۔ مگر ویسے ہی کہ یا علی مدد۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ نہیں نہیں۔ تم ہر مشکل میں کہتے ہو کہ یا علی مدد۔ گھوڑے کے نیچے سے گزرتے ہوئے بھی کہتے ہو کہ یا علی مدد۔ پھر جب ہائے ہائے اور واویلا کرتے ہو۔ اس وقت بھی یا علی مدد۔ پھر جب بازاروں میں جاتے ہو۔ اس وقت بھی یا علی مدد مگر اہلحدیث کہتا ہے کہ یا علی مدد نہیں بلکہ یا اللہ مدد کہو۔

آؤ میں بتاؤ کہ علی رضی اللہ عنہ کون ہیں۔ میرے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جب دنیا سے چلے گئے۔ تو جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھال لی۔ تو اس وقت وہ بھی وقت آیا۔ ایک وقت میرے آقا کی زندگی میں بھی آیا۔ بڑے بڑے جو سردار ہیں، یہ میرے آقا کا ساتھ دینے سے انکار کرتے ہیں۔ پیارے علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت صرف دس سال کی ہے۔ تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر فرماتے ہیں: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

میرے علی رضی اللہ عنہ اعلان کرتے ہیں، آقا جی میں عمر میں تو چھوٹا ہوں۔ مگر میں دین کا پکا ثابت ہوں گا۔ ایک وقت ایسا آیا۔ میرے آقا نے مکہ والوں کو اعلان توحید کرنے کے لیے اکٹھا فرمایا۔ تو میرے علی رضی اللہ عنہ نے آقا کی دعوت کا انتظام کیا۔ میرے علی رضی اللہ عنہ نے کھانے پکائے، دسترخوان بچھایا۔

آنے والے آئے، آکر کھانا کھایا۔ انہوں نے جو کچھ پکایا تھا۔ وہ کھا پی کر بیٹھ گئے۔ تو

آقا فرماتے ہیں۔ اے آنے والو! میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ کو ایک مان لو اور مجھے اس کا نبی مان لو۔ کہنے لگے کہ کھا تو ہم نے لیا ہے۔ جو کام ہم کرنے آئے تھے، وہ تو ہم نے کر لیا ہے۔ ہم نے تم کو نبی نہیں ماننا ہے۔ پیارے علی رضی اللہ عنہ کی عمر صرف دس سال ہے۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آقا یہ آپ کو نہیں مانتے ہیں تو نہ مانیں، میں تو آپ کے ساتھ ہوں۔ میں آپ کے ساتھ موجود ہوں۔ ایک طرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک طرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں ایک طرف سیدنا زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ چلتے چلتے ایک وقت ایسا بھی آ گیا۔ میرے اور تمہارے پیرو مرشد جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو اب چھوڑنا ہے۔ مکہ والوں نے اعلان کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل ہی کر دو۔ جرم پتہ ہے کیا ہے؟ جرم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں ہے۔ مکہ والے کہنے لگے کہ روزانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو ویسے ہی قتل کر دینا چاہیے۔ رب کی طرف سے آرڈر آیا۔ میرے محبوب مکہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے جائیں۔

فرمایا: اللہ جی میں جا تو رہا ہوں، مگر کیا کروں؟ فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے لیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ اب بات ذرا سمجھ لیں۔ ایک باپ کے اگر دو بیٹے ہوں۔ اور باپ کو دشمن سے کوئی خطرہ ہو۔ خوف ہو۔ اس کا ایک بیٹا چھوٹا ہے اور ایک بڑا ہے تو باپ کہتا ہے۔ اے میرے چھوٹے بیٹے میری یہ چادر لے کر اندر جا کر سو جاؤ۔ اور میرے بڑے بیٹے تم باہر میرے ساتھ آؤ۔ بات سمجھیں آقا بھی فرماتے ہیں۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم اندر جا کر سو جاؤ۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تم میرے ساتھ باہر نکل آؤ۔ لیکن آج کل لوگ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مل گئی۔ علی رضی اللہ عنہ کی بڑی عظمتیں ہیں، ہم تو علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کو پہلے ہی بہت زیادہ تسلیم کرتے ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ کی عظمت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مل گئی۔ تو علی رضی اللہ عنہ عظمت والے ہو گئے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں، جس کو چادر ملے۔ وہ تو عظمت والا ہے، لیکن جس کو چادر والا خود ہی مل جائے۔ تو اس کی تم عظمت مانتے ہی نہیں

ہو۔ اس کی عظمت کو سمجھتے ہی نہیں ہو۔ کہتے ہیں کہ جناب ایک رات علی رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کی چادر کے نیچے سوئے ہیں۔ تو اس لیے علی رضی اللہ عنہ کی عظمت زیادہ ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ اے کالے منہ والے! اے کالے لباس والے! اے کالی زبان والے۔ اے کالے دل والے! اے کالے ایمان والے! ایک رات جو نبی پاک ﷺ کی چادر لے کر سوتی رہیں۔ تو اس کی عظمت کو مانتے ہی نہیں ہو۔ میں علی رضی اللہ عنہ کی شان کو مانتا ہوں۔ مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان زیادہ مانتا ہوں۔ تم کہو گے کیوں؟ تم تو بھنگ پی کر! چرس پی کر کہتے ہو۔

دمادم مست قلندر علی دا پہلا نمبر

میں کہتا ہوں نہ نہ۔ یہ تو قرآن نے بھی علی رضی اللہ عنہ کا پہلا نمبر نہیں بنایا ہے مصطفےٰ نے بھی پہلا نمبر نہیں بنایا ہے، پہلا نمبر بنا ہے تو کس کا بن ہے؟

﴿مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ﴾

پہلا نمبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تم کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ کا پہلا نمبر ہے۔ میں کہتا ہوں۔ نا نا

دمادم مست قلندر ابوبکرؓ دا پہلا نمبر

دمادم مست قلندر عمرؓ دا دوجا نمبر

دمادم مست قلندر عثمانؓ دا تیجا نمبر

دمادم مست قلندر علیؓ دا چوتھا نمبر

مجھے تو یاد آیا، میرے آقا نے جب مسجد نبوی کی بنیاد رکھی، میرے آقا نے اس طرح ایک اینٹ رکھی۔ فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک اینٹ تم بھی لاؤ۔ اور جہاں میں نے رکھی ہے۔ وہاں رکھ دو۔ یہ حدیث کی بات ہے۔ میری اپنی نہیں ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اینٹ رکھ دی۔ فرمایا اے پیارے عمر رضی اللہ عنہ تم بھی آؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اینٹ تم بھی لگاؤ۔ اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ تم بھی آؤ۔ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اینٹ تم بھی لگاؤ۔ اے علی رضی اللہ عنہ تم بھی اینٹ لے کر آؤ۔ اور آگے اینٹ لگا دو۔ پتہ اس بات کا چلا کہ خلافت کی ترتیب تو آمنہ کے لال ہی بتا گیا ہے۔

یہ تمہارا ایمان ہے۔تم کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ حاجت روا ہے،ایک بیماری اور ہے کہ ماننے کو ہم ہیں اور کھانے کو وہ ہیں، کیونکہ پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ انہوں نے غنیۃ الطالبین میں نقل فرمایا ہے۔نہ ملے تو میں مجرم ہوں۔آج میں تمہیں شیعہ کا معنی بھی سمجھاتا ہوں۔

پیر عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے غنیۃ الطالبین میں نقل فرمایا ہے۔ کہتے ہیں: رب نے کہا اے جبرئیل! یہ نبوت ہے اور لے جاؤ۔ جبرائیل نے نبوت پکڑی اور آنا انہوں نے علی کی طرف تھا۔مگر بھول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے۔ یہ شیعہ کا عقیدہ ہے اگر اہلحدیث کہے کہ نبوت ملنی علی رضی اللہ عنہ کو تھی۔مگر ملی آقا کو تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟ دیوبندی کہے کہ نبوت ملنی عثمان رضی اللہ عنہ کو تھی۔مگر ملی آقا کو تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟ بریلوی کہے کہ نبوت ملنی عمر رضی اللہ عنہ کو تھی مگر ملی آقا کو تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟ وہ مسلمان نہیں رہے گا۔مگر جو یہ کہتے ہیں کہ نبوت ملنی علی رضی اللہ عنہ کو تھی۔مگر بھول کر جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے۔ چلو یہ میں مان لیتا ہوں۔الیاش باالله

نقل کفر کفر نداست

چلو وہ جبرائیل علیہ السلام اس وقت تو بھول کر چلے گئے۔ نبوت تو مل گئی۔تم کہتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ مشکل کشاء بھی ہے اور حاجت روا بھی ہے۔تو جب میرے آقا دنیا سے گئے۔تو آخری نماز کا وقت ہے۔

تو میرے پیارے بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہیں، جب پیارے بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہہ دی۔تو جا کر اس طرح کر کے دروازہ کھٹکھٹایا۔کہا اے رب کے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جی اذان ہوگئی ہے۔اور صحابہ رضی اللہ عنہم نماز کا انتظار کر رہے ہیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔اے پیاری عائشہ رضی اللہ عنہا مرو ابی بکر قال یصلب الناس ، جاؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہی دو کہ میرے مصلے پر کھڑے ہو کر لوگوں کی نماز کروا دیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلی بات غلط نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ گروہ کہتا ہے۔ اگر میں نہ دکھاؤں۔تو میں مجرم ہوں۔ اس گروہ کا عقیدہ ...

اللہ ﷺ بھی جھوٹ بولتا ہے۔ جو اس طرح کہے میں اس کو مسلمان نہیں مانتا ہوں۔ جو کہتا ہے کہ اللہ جھوٹا ہے، تو بتائیں کہ وہ مسلمان ہے۔ یا کافر ہے۔ وہ کافر ہے۔ آگے آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ علی رضی اللہ عنہ کے نعرے بہت لگاتے ہیں۔ بھنگ پی کر کہتے ہیں۔ علی علی علی، ہم تیرے ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے نمازی ''تیرے'' ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی تیرے ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے شیعہ ''بتھرے'' ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے ملنگ ''بتھرے'' ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے ذاکر ''بتھرے'' ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے نقوی ''بتھرے'' ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے جمیمی ''بتھرے'' ہیں۔ جہنم میں جانے کے لیے موصلی ''بتھرے'' ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں۔ تم کہتے ہو۔ علی رضی اللہ عنہ حاجت روا بھی ہے، مشکل کشاء بھی ہے، بخاری کی روایت ہے۔

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ نے جب فرمایا: مروا ابی بکر فلیصلی بالناس تو ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اے رب کے حبیب میرے باپ کا دل بہت نرم ہے۔ جب وہ آپ ﷺ کو مصلے پر نہیں دیکھیں گے۔ تو ان سے برداشت نہیں ہوگا تو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ انکن انۃ کذواج موصف، تم تو مجھے ان عورتوں کی طرح ورغلا رہی ہو۔ جس طرح مصر کی عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو ورغلایا تھا۔

میں محمد ﷺ کی زندگی میں اگر مصلے پر کھڑا ہو کر کوئی نماز کروا سکتا ہے۔ تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کروا سکتے ہیں۔ میں تم سے پوچھتا ہوں، تم کہتے ہو۔ علی حاجت روا ہیں۔ تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خلافت کیوں نہیں چھینی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ سے خلافت کیوں نہیں چھینی ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ سے خلافت کیوں نہیں چھین لی تھی۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ بات ایک ہی سمجھ میں آئے گی۔ علی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جنتی سمجھتے تھے، عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو صحیح سمجھتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی صحیح سمجھتے تھے۔

میں تم سے پوچھتا ہوں۔ اگر علی رضی اللہ عنہ ان کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ تو سوا دو سال کی نمازیں اور جمعے میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھے۔ ساڑھے دس سال کے خطبے اور نمازیں

میرے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھیں۔ تقریباً بارہ سال کی نمازیں اور خطبے میرے عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھے۔ اے ظالم مجھے ذرا جواب دو۔ یہ ساری نمازیں اور جمعوں کا کیا کرو گے؟ یہ سارے جمعے اور نمازوں کا کیا حساب کرو گے؟ علی مشکل کشاء بھی نہیں ہو سکتے۔

میں بخاری کی روایت پڑھ رہا ہوں۔ اگر نہ ملے تو اللہ کی قسم میں منبر پر نہیں آ وں گا۔ میں تمہارا عقیدہ قبول کرلوں گا۔ ابو طالب کی آخری سانسیں ہیں۔ ایک طرف میرے آقا علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ ایک طرف جناب علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ آقا فرماتے ہیں۔ اے میرے آقا بیٹھے ہیں۔ ایک طرف جناب علی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔

آقا فرماتے ہیں۔ اے میرے چچا آہستہ سا میرے کان میں کلمہ پڑھ لیں، میرے آقا جب یہ بات کرتے ہیں۔ تو ابوطالب اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیتا ہے۔ ادھر سے جناب علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ابا جی آہستہ سا میرے کان میں کلمہ پڑھ دیں، یہ چہرہ پھر دوسری طرف کر لیتا ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں: اے میرے چچا آہستہ سا ہی کلمہ پڑھ دیں۔ میں بات مشکل کشاء کی سمجھانے لگا ہوں۔ اپنے پاس سے دلیل نہیں دے رہا ہوں۔

یہ دلیل بخاری کی ہے۔ نہ ملے تو میں مجرم ہوں۔ میری سزا وہ جو چور کی سزا ہے۔ ادھر سے میرے آقا کہتے ہیں۔ چچا آہستہ سا ہی کلمہ پڑھ لیں۔

لوگ کہتے ہیں، نبی بھی مشکل کشا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ بھی مشکل کشاء ہے۔ اب ایک مشکل کشاء اس طرف بیٹھا ہے۔ ایک مشکل کشاء اس طرف بیٹھا ہے۔ ایک دائیں طرف بیٹھا ہے، ایک بائیں طرف بیٹھا ہے۔ دائیں طرف والا بھی کہتا ہے چچا آہستہ سا ہی کلمہ پڑھ لیں۔ بائیں طرف والا بھی کہتا ہے، ابا جی آہستہ سا ہی کلمہ پڑھ دیں۔ ان دونوں مشکل کشاؤں کے پاس سے ابو طالب زبردستی جہنم میں گیا تھا کہ نہیں۔ اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ دونوں کی مشکل کشائی اس کو جہنم میں جانے سے بچا سکی۔ نہیں بچا سکی۔

آگے آؤ میں تمہیں سمجھاؤں مجھے یاد آیا۔ جہانوں کے پیر، رب کے حبیب، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت ہے۔ ادھر سے یکم ہجری ہے۔ یعنی پہلی ہجری کا واقعہ ہے۔ میرے آقا کو

مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے ہوئے کم از کم چھ ماہ ہوگئے ہیں۔ جس طرح میں اور تم کہتے ہو کہ یہ بات کریں وہ بات کریں، ایک دن میرے صدیق رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہیں۔ میرے پیارے فاروق رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہیں۔ آقا فرماتے ہیں۔ دونوں ذرا میرے قریب آ جاؤ۔ وہ آ کر قریب بیٹھ گئے۔

آقا فرماتے ہیں: اے ابوبکر! اور اے عمر فاروق! میری بیٹی فاطمہ جوان ہوگئی ہے۔ اس کے لیے رشتہ تلاش کرو۔ آقا کی اتنی بات سن کر میرے صدیق رضی اللہ عنہ بھی اٹھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اٹھے۔ دونوں رشتہ تلاش کرنے چل پڑے۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں۔ دونوں جا کر میرے پیارے علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے۔

کہتے ہیں: اے علی! ہم اس بات کے لیے آئے ہیں۔ میرے پیارے علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو مجھے اور کیا چاہیے؟ لوگو! ذرا بات سمجھیں ہم علی کو علی رضی اللہ عنہ مانتے ہیں مگر اللہ نہیں مانتے۔ علی کو علی رضی اللہ عنہ مانتے ہیں مگر نبی نہیں مانتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے لیے رشتہ ڈھونڈنے کے لیے بھیجا۔ میرے ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما رشتہ پسند کرتے ہیں، تو میرے علی رضی اللہ عنہ کا کرتے ہیں۔

پتہ یہ چلا کہ آپس میں اگر ان کا کوئی اختلاف یا لڑائی ہوتی تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کبھی بھی علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ طے نہ کرتے۔ ادھر سے بات کر کے دونوں واپس چلے گئے۔ آقا فرماتے ہیں۔ آ گئے ہو۔

کہا جی آقا ہم آ گئے ہیں۔ آقا فرماتے ہیں، کیا کر کے آئے ہو؟ فرماتے ہیں: سوہنیا فاطمہ کا رشتہ ڈھونڈ کر ہم آ گئے ہیں۔ وہ کون فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کون فاطمہ رضی اللہ عنہا؟ بنت رسول فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کون فاطمہ؟ بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا، کون فاطمہ رضی اللہ عنہا؟ جگر گوشہ رسول فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ کون فاطمہ؟ زوجہ علی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا کر کے آئے ہو؟ کہا سوہنیا علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ پسند کر کے آئے ہیں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جو تم پسند کر کے آئے ہو، میں بھی وہ پسند کرتا ہوں۔ لوگو! بات

ذرا سمجھیں، آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جو تمہاری پسند ہے۔ وہ میری پسند ہے۔ جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پسند ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پسند ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند ہے۔ وہ ہی عرش والے رب کی پسند ہے۔ اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو پسند نہیں مانتا۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا۔ وہ عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو نہیں مانتا۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ وہ اللہ کو بھی نہیں مانتا۔ وہ اللہ کی پسند کو بھی نہیں مانتا۔

آقا فرماتے ہیں: ٹھیک ہے، اگر رشتہ طے کر کے آئے ہو۔ تو جاؤ جا کر علی رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ اے علی! ہم تمہارا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ تمہارے پاس کچھ ہے۔ لوگو! رشتہ طے کرے تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کریں۔ علی رضی اللہ عنہ کی شادی پر روپے خرچ کرے تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کریں۔

ہم سے کوئی لڑائی کرنے آئے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھو۔ تم ہم سے بات کر سکتے ہو۔ سنو علی رضی اللہ عنہ ہمارا ہے۔ تمہارا نہیں ہے۔ چلو ایک منٹ کے لیے میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ لو تمہارے علی رضی اللہ عنہ کی شادی پر روپے میرے عثمان رضی اللہ عنہ نے خرچ کیے۔ اگر تم نے ہمارے عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی ہیں۔ تو پہلے شادی کے روپے واپس کرو۔ کالیو پہلے ہمارے روپے واپس کر دو۔ تم تو ہمارے "کانے" ہو۔ پہلے شادی کے روپے تو واپس کرو۔ پھر ہم سے مقابلہ کرنا۔

ادھر سے آقا فرماتے ہیں، علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے پاس کچھ ہے کہ نہیں ہے۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آقا ایک زرہ ہے۔ ایک تلوار ہے اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے۔ فرمایا: زرہ فروخت کر آؤ۔ زرہ اسے کہتے ہیں۔ یہ جس طرح ہم عام واسکٹ پہنتے ہیں۔ اسی طرح ایک لوہے کی قمیض یہاں پہنی جاتی ہے۔ وہ میدان جنگ میں تلوار سے بچاؤ کا کام کرتی ہے۔ یہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ زرہ لے کر چل پڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئی زرہ خریدنے والا ہے کہ نہیں۔ کسی نے کہا کہ ایک سو درہم دیتے ہیں۔ دو سو دیتے ہیں۔ تین سو دیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں چار سو دیتا ہوں۔

راستے میں میرے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ مل پڑے۔ کہتے ہیں۔ اے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور اے پیارے علی رضی اللہ عنہ کہاں جارہے ہو؟ کہتے ہیں۔ جناب ہم زرہ فروخت کرنے کے لیے جا رہے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کیا قیمت لگائی ہے؟ کہتے ہیں، جناب چار سو درہم تک بات بنی ہے۔ تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ زرہ فروخت کرنے کی نوبت کیوں آئی؟ فرماتے ہیں۔ پیارے عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ تمہارے ہم زلف بننے لگے ہیں۔ پنجابی میں جسے ''سانڈو'' کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ تمہارے ہم زلف بننے لگے ہیں۔ تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ اگر چار سو درہم کا ہے، تو میں پانچ سو درہم دیتا ہوں۔ اندر گئے پانچ سو درہم لا کر دے دیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ میرے ابوبکر، عمر و علی رضی اللہ عنہم خوشی خوشی وہاں سے چل پڑے۔ تو میرے عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اے جانے والو! ذرا رک جاؤ۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم میرے دل میں خیال آ گیا کہ کہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے زرہ دیکھ لی ہوگی اور یہ زرہ واپس نہ کر دیں۔ کہیں یہ اپنے روپے واپس نہ مانگ لیں۔

عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: واپس آؤ۔ ذرا میری بات سنو، تو جناب عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اے علی رضی اللہ عنہ تمہاری شادی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہونے لگی ہے، یہ ذرہ تم نے مجھے دے دی ہے اور پیسے تم نے لے لیے ہیں، یہ روپے بھی رکھ لو اور زرہ بھی واپس لے جاؤ۔ روپے لے جا کر شادی کر لو۔ نکاح کر لو۔ اور یہ زرہ تم جب میدان جنگ میں استعمال کرو گے۔ تو اجر و ثواب میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ملے گا۔

اے شیعہ تمہیں ڈوب کر مر جانا چاہیے، جو میں بات کرنے لگا ہوں۔ اے کالے گروہ ڈوب کر مر جاؤ۔ اس بات کے بعد تمہیں زندہ رہنے کا حق ہی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ مرتا غیرت مند ہے۔ بے غیرت نہیں مرتا ہے۔ بے غیرت کو تو کوئی اثر ہی نہیں ہوتا ہے۔ ادھر سے جب سامان بھی آ گیا۔ تو میرے علی رضی اللہ عنہ بارات بھی لے کر آ گئے، اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے، حدیث اٹھا کر دیکھو۔ سیرت کی کتابیں پڑھ کر دیکھو۔ بارات میں

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نہیں ہیں، آقا فرماتے ہیں: علی رضی اللہ عنہ! میں نے اس وقت تک نکاح نہیں کرنا، جب تک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نہیں آئیں گے۔ آقا فرماتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ تمہارا رشتہ پسند ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کیا ہے۔ اس لیے میرے ابوبکر وعمر آئے تو میرے علی کے نکاح ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بنے۔

اے ظالم! اگر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ایمان پر شک کرتے ہو۔ تمہارے عقیدہ کے مطابق نعوذ باللہ علی رضی اللہ عنہ کا نکاح صحیح نہیں رہتا۔ جب مقدمے کے گواہ جھوٹے ہوں۔ تو پھر مقدمہ بھی جھوٹا ہی رہتا ہے۔ لیکن جب ان کے نکاح کے گواہ غلط ہیں، تو پھر نکاح بھی غلط ہے، جب نکاح کے گواہ صحیح ہیں، تو پھر نکاح بھی صحیح ہے۔ میں ایک بات اور بتاؤں ادھر سے وقت گزرا۔ ایام گزرے۔ میدان جنگ کا وقت آیا پانچ ہجری کی بات ہے۔ جنگ خندق کا واقعہ جب پیش آیا۔

یہ عمر بن الود جو ہے۔ یہ یہودیوں کا بہت بڑا پہلوان ہے، یہ اکیلا ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ ایک دو تین چار آدمیوں کا مقابلہ نہیں کرتا، بلکہ ہزار آدمیوں کا اکیلا مقابلہ کرتا ہے، یہ خندق کو کراس کر کے آجاتا ہے، آکر اعلان کرتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آؤ۔ میرا مقابلہ کریں۔ میرے سامنے آکر جنگ کریں۔ تو میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سوہنیا مجھے اجازت دیں۔ میں اس کے ساتھ جا کر جنگ کرتا ہوں۔ میں اس سے دو چار باتیں کرلوں۔ میدان جنگ میں تینا صول ہوتے ہیں، ایک یہ ہے کہ پہلے اسلام کی دعوت دو۔ اگر نہیں مانتا تو پھر اسے کہا جاتا ہے۔ جاؤ واپس چلے جاؤ۔ اگر واپس بھی نہیں جاتا تو پھر کہا جاتا ہے۔ آؤ لڑائی کرلو۔ یہ عمر بن الود جو ہے۔

یہ میدان میں آکر کھڑا ہے، میرے پیارے علی رضی اللہ عنہ تلوار لے کر آئے اور کہتے ہیں کیا تم عمر بن الود ہو؟ یہ کہتا ہے ہاں ہاں، فرمایا: کیا لینے آئے ہو؟ یہ کہتا ہے میں لڑائی کرنے آیا ہوں، تو میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں بھی لڑائی کرنے آیا ہوں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ میں تو آج ہی پڑھ رہا تھا، عمر بن ود اس طرح آسمان کی طرف چہرہ کر کے ہنستا

ہے۔ جس طرح کسی غریب آدمی کو دیکھ کر چودھری ہنستے ہیں، یہ کہتا ہے، تم نے مجھ سے لڑائی کرنی ہے۔ جاؤ واپس چلے جاؤ۔ تمہیں نہیں پتہ ہے، میں تو ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اس لیے تم سے لڑائی کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں، میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے لڑائی کرنی ہی کرنی ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پہلی شرط یہ ہے کہ اسلام قبول کرلو۔ کہتا ہے، میں نے اسلام قبول نہیں کرنا ہے۔ میں تو لڑائی کرنے آیا ہوں۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جاؤ پھر واپس چلے جاؤ۔ یہ عمر بن ابود ایک بات کرتا ہے، کہتا ہے کہ اگر میں واپس چلا گیا تو مجھے قریس کی عورتیں طعنے دیں گی۔ عورتیں کہیں گی کہ یہ عمر بن ابود ایک چھوٹے لڑکے سے ڈر کر واپس آ گیا ہے۔ یہ کہتا ہے، مجھے واپس جاتے ہوئے قریش کی عورتوں سے شرم آتی ہے، جاؤ تم واپس چلے جاؤ۔

میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے عمر بن عبد وَدّ اگر تمہیں واپس جاتے ہوئے قریش کی عورتوں سے شرم آتی ہے، تو مجھے واپس جاتے ہوئے، جنت کی حوروں سے شرم آتی ہے۔ میں نے واپس نہیں جانا ہے۔ آؤ مجھ سے لڑائی کرلو۔ یہ کہتا ہے جاؤ واپس چلے جاؤ۔

میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آ گیا ہوں، اب میں نے واپس نہیں جانا ہے۔ یہ کہتا ہے آؤ پھر مجھ پر حملہ کرو۔ جناب علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ مسلمان کا شیوہ ہی نہیں کہ پہلے حملہ کرے۔ بات ذرا سمجھیں لڑائی جب ہوتی تو پہلے کافر یہودی اور مشرک کی طرف سے ہی ہوا کرتی ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ مسلمان کا شیوہ نہیں کہ پہلے کسی پر حملہ کرے۔ یہ کہتا ہے، ٹھیک ہے۔ چلو پہلے میں حملہ کرتا ہوں، یہ تلوار اٹھا کر مارتا ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال پر روکتے ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے عمر بن ابود اپنی بہادری دیکھ لی ہے۔ اب میں حملہ آور ہونے لگا ہوں، اللہ ذوالجلال کی قسم ہے جس کے سینے میں توحید ہو۔ تو اس کے سامنے کافر عیسائی، یہودی اور مشرک کھڑا ہوتا ہی نہیں ہے۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں تلوار مارنے لگا ہوں۔ روک کر دکھاؤ۔ بھائیو! مسلمان چھپ کر بھی وار نہیں کرتا، علی رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھائی اور اتنی زور

سے ماری سر پر وار کیا، تلوار کاٹتی کاٹتی ناف تک آئی اور عمر بن ابود کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس کے ساتھی واپس دوڑ پڑے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو پتھر مار مار کر ہی خندق میں جہنم رسید کر دیا۔ ان کو ہلاک کر دیا، ختم کر دیا۔ شام کے ملک میں یہ خبر پھیل گئی کہ وہ عمر ابن ابود جو ہزار آدمیوں پر غالب آتا تھا، وہ ایک بیس اکیس سال کے نوجوان کے ہاتھوں مر گیا ہے۔ دو آدمی وہاں سے مدینہ میں آئے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا ہے، انہوں نے کسی سے پوچھا کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ کو ملنا ہے۔ وہ کہاں ملیں گے؟ اس آدمی نے کہا کہ وہاں گلی کے کونے میں ایک لکڑیوں کا مکان بنا ہے، اس میں علی رضی اللہ عنہ ہوں گے، یہ آدمی جب وہاں گئے انہوں نے جا کر دیکھا، ایک آدمی بیٹھا ہے۔ یہ دیکھ کر واپس آ گئے کہ یہ علی (رضی اللہ عنہ) نہیں ہو سکتے۔ وہ پہلے پتہ بتانے والا شخص پھر ان کو مل گیا، کہنے لگے کہ تم نے مسافروں سے مذاق کیا ہے، یہ اچھی بات نہیں ہے، ہم تو شام سے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیکھنے کے لیے آئے ہیں، وہ کہتا ہے۔ اللہ کی قسم وہی علی رضی اللہ عنہ ہیں یہ مسافر گئے جا کر کہتے ہیں۔

اانــت علـی؟ کیا تم ہی علی (رضی اللہ عنہ) ہو؟ کہا ہاں میں علی ہوں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سامنے ایک مٹی کا پیالہ رکھا ہے، اس میں پانی رکھا ہوا ہے، پاس ایک چھوٹی سی ''چنگیر'' رکھی ہے، جس میں خشک روٹی کے ٹکڑے رکھے ہیں، میرے علی رضی اللہ عنہ اس پانی میں یہ ٹکڑے بھگو بھگو کر کھا رہے ہیں، چہرے پر پسینہ آیا ہوا ہے، وہ مسافر کہتے ہیں، ہم نہیں مانتے کہ تم ہی علی (رضی اللہ عنہ) ہو۔ تم تو خشک ٹکڑے پانی کے ساتھ بھگو کر کھا رہے ہو۔ تمہارے چہرے پر تو پسینہ آیا ہوا ہے۔

تو تم نے عمر بن ابود کو کیسے قتل کیا ہے؟ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہاں سے آئے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم شام سے آئے ہیں، ہم نہیں مانتے کہ تم نے عمر بن ابود کو قتل کیا ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے مسافرو! میرے جسم کی طرف نہ دیکھو۔ یہ تو میری جسمانی طاقت ہے، مگر جس طاقت سے میں نے عمر بن ابود کو قتل کیا ہے وہ تو توحید اور ایمان کی طاقت تھی۔ وہ وحدہ لاشریک کی ایمانی طاقت تھی۔ یہ مسافر چلے گئے۔ ایک وقت اور آیا، جنگ خیبر کا

موقع آیا۔ یہودیوں کے تو قلعے ہیں۔ ایک قلعہ میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا، ایک عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ ایک عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔ ایک زید رضی اللہ عنہ نے کیا۔ چلتے چلتے آٹھ قلعے فتح ہو گئے۔ ایک قلعہ رہ گیا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔ جہانوں کے رب کے حبیب جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات ہو گئی ہے۔ دن طلوع ہو گا تو میں جھنڈا اسے دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ ہر صحابی کی آرزو ہے کہ پتہ نہیں کہ جھنڈا کسے ملے گا؟ اب ذرا ایک اور مسئلہ سمجھیں، دن طلوع ہوا۔ اس جنگ میں میرے علی رضی اللہ عنہ نے بعد میں سوچا کہ میں بھی ساتھ مل جاؤں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ آ گئے۔ دن طلوع ہوا۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ کہا سوہنیا علی رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں مگر ان کی آنکھیں خراب ہیں، اے کالے گروہ تم علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء کہتے ہو۔ جو مشکل کشاء ہو، اس کی آنکھیں خراب نہیں ہوتی ہیں۔ اس کو کبھی بھی کوئی بیماری نہیں آتی، مگر تم مشکل کشاء کی دہائی دیتے ہو، مگر میں کہتا ہوں۔

او بے وقوفا کون سن دا ای دوہائیاں تیریاں
رب بن کیہڑا کرے مشکل کشائیاں تیریاں

فرماتے ہیں:

جس دا کھایئے اس دا گایئے دانیاں دا قول ہے
چنگیاں نئیں غیراں سنگ اے آشنائیاں تیریاں
جس نوں مشکل کشاء پیا کہویں او تے آپ مشکل وچ پیا
اودیاں دیاں تے نوواں وچ کربلا دے کیئریاں
او بے وقوفا کون سندا ای دوہائیاں تیریاں

ایک بات اور سناؤں، ایک اور گروہ ہے، وہ کہتا ہے عزیزان من! غور فرمائیں میں عرض کر رہا ہوں۔ ساتھ رو رہا ہے۔ جیسے اس کی اپنی ماں مر گئی ہو۔ تم بھی کہتے ہو کہ علی مشکل

کشاء ہیں، تو مجھے بتاؤ یہاں تو تمہارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ مشکل کشائی کرتے ہیں، تو پھر کربلا میں اپنے بیٹے کی کیوں نہ مشکل کشائی کی؟ کربلا میں اپنی نواسیوں کی کیوں نہ کی؟ کربلا میں اپنے پوتوں کی کیوں نہ کی؟ پتہ چلا کہ مشکل کشاء صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

او کھانویں ہنڈاویں کھسم دا تے اکھ مٹکے غیر نوں
رن غنڈی وانگ تے کافر اداواں تیریاں
او بے وقوفا کون سندا ای دوہائیاں تیریاں

اے عقلمند بھائیو! بار بار کہیں

او بے وقوفا کون سندا ای دوہائیاں تیریاں
رب بن کیہڑا کرے مشکل کشائیاں تیریاں

میں بتا رہا تھا، خیبر کا واقعہ پیش آیا، میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا، اے علی رضی اللہ عنہ یہ جھنڈا لے جاؤ۔ اللہ آج تمہارے ہاتھ سے خیبر کو فتح کر دیں گے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ گئے۔ وہ سردار مرحب باہر آیا، کہتا ہے کہ تم کم سن میرا مقابلہ کرنے آئے ہو، تو حیدر والا چھوٹا بھی ہو تو مشرک کھڑا نہیں ہوتا ہے، یہودی اس کے سامنے نہیں کھڑا ہوتا۔ عیسائی اس کے سامنے نہیں کھڑا ہوتا۔ یہ شیعہ خود بھی اور اس کا گھوڑا بھی کھڑا نہیں ہوتا۔

میں بتا یہ رہا تھا، میرے علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم مرحب ہو۔ یہ کہتا ہے ہاں ہاں میں مرحب ہوں۔

یہ کہتا ہے، اے علی! جاؤ واپس چلے جاؤ۔ میرا نام مرحب ہے، تو میرے علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میری ماں نے بھی میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام فاطمہ ہے، اور بیوی کا نام بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہے۔ فرماتے ہیں، میری ماں نے بھی میرا نام حیدر رکھا ہے۔ اور حیدر اس شیر کو کہا جاتا ہے۔ جو ہر وقت غار میں ہمہ وقت اپنے دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار بیٹھا رہے۔ میرے علی رضی اللہ عنہ نے تلوار بلند کی اور اس مرحب کو بھی جہنم رسید کر دیا۔ اس کو بھی تہہ و بالا کر دیا۔

لوگو! میں بتانا یہ چاہتا ہوں، میرے علی رضی اللہ عنہ علی ہیں۔ مگر نبی نہیں ہیں۔ میں نے تو پہلے بھی کئی بار سمجھایا ہے، پاگلوں والی بات نہ کہا کرو۔ عقلمندوں والی بات کیا کرو۔ ان پاگلوں کے دو جی بیٹھے ہیں۔ یہ آدمی کہتا ہے۔ اے گھر والی! اتنے سال ہو گئے ہیں، تمہیں میرے نکاح میں آئے ہوئے، میں روزانہ تمہیں مرغا بھی لا کر دیتا ہوں، سبزی بھی لا کر دیتا ہوں، سوٹ بھی لا کر دیتا ہوں، میں تمہاری ہر ضرورت پوری کرتا ہوں۔

اے میری بیوی تمہیں میرے نکاح میں آئے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں، خرچ بھی مجھ سے لیتی ہو۔ جوتے بھی میں لا کر دیتا ہوں، کپڑے بھی میں لا کر دیتا ہوں، مگر تم مجھے کبھی ابا جی نہیں کہتی ہو۔ وہ بھی اسی گروہ کی تھی۔ کہتی ہے۔ اے میرے خاوند مجھے بیس سال ہو گئے ہیں، ماں کا کام ہے۔ وہ روٹی پکا کر دیتی ہے، کپڑے دھو کر دیتی ہے، اچھے اچھے کھانے پکا کر دیتی ہے۔ میں بھی تمہیں کپڑے استری کر کے دیتی ہوں، کھانا پکا کر دیتی ہوں، بستر بھی بچھا کر دیتی ہوں، مگر تم بھی مجھے امی جی نہیں کہتے ہو۔

جاؤ میرا پیغام نوٹ کر لو۔ اگر خاوند بیوی کو ماں کہے گا تو ان دونوں کا نکاح نہیں رہے گا۔ اور جو علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء کہے گا تو۔ اس کا ایمان بھی نہیں رہے گا، اگر بیوی کو ماں کہنے سے نکاح نہیں رہتا۔ تو پھر رب کے سوا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشاء کہنے سے بھی ایمان باقی نہیں رہتا، میں بتا رہا تھا، شیعہ کون ہیں۔ شیعہ کے چار حروف ہیں۔ ایک ش، ایک ی، ایک ع، اور ایک ہ ہے۔

شیعہ مسلمان ہیں یا کافر ہیں؟ تم مسجد میں بیٹھ کر کہہ رہے ہو شیعہ کافر ہیں، شیعہ رحمتی ہیں یا لعنتی ہیں؟ میں تم سے تسلیم کروا کر رہوں گا، اور دلیل سے تسلیم کرواؤں گا۔ شیعہ مسلمان نہیں ہیں۔ شیعہ رحمتی نہیں ہیں۔ شیعہ جنتی بھی نہیں ہیں۔ شیعہ جہنمی ہیں، شیعہ کافر ہیں۔ شیعہ کے حرف چار ہیں، چار کافر اکٹھے کریں تو ایک شیعہ بنتا ہے، ش سے شیطان جو شیطان کو کافر اور بے ایمان سمجھتا ہے وہ بول کر کہے کہ ش سے شیطان، شیعہ کی ابتدا ہی شیطان سے ہے۔ ی سے یہودی اور یہودی بھی کافر ہے۔ شعیہ کی ابتداء ہی یہودیوں سے ہے۔ دو کافر ہو گئے

آگے آئیں۔ ع سے عیسائی اور عیسائی بھی کافر ہے۔ یہ تیسری جگہ پر بھی ابتدا کافروں سے ہے۔ آگے ہ آیا۔ ہ سے ہندو اور ہندو بھی کافر ہے۔ یہ شیعہ شیطان سے، یہودی سے، عیسائی سے اور ہندو سے بڑا کافر ہے۔ ان سے بڑا لعنتی ہے۔ تم کہو گے کہ دلیل دو۔ اگر میں نہ دکھاؤں۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے مجھے چوک میں کھڑا کر کے گولی مار دو۔ تمہیں میرا خون معاف ہوگا، میں لکھ دوں گا۔ شیعہ لعنتی ہے، شیعہ بے ایمان جہنمی ہے۔ کیوں جہنمی ہے؟

اہلحدیث کا عقیدہ ہے۔ آج کا کوئی بھی مسلمان حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے درجے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ شیعہ کا عقیدہ نہ ملے تو، میں مجرم ہوں۔ شیعہ کہتا ہے کہ کوئی بھی آدمی بازار حسن کی عورت سے اگر روپے کا حساب کرتا ہے، برائی کرنے کے لیے وقت معین کرتا ہے۔ پھر اس سے زنا کرتا ہے تو وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے درجے کو حاصل کر لیتا ہے۔ ان پر کروڑوں لعنت ہوں۔ یہ ان کا عقیدہ ہے، مگر اہلحدیث کا عقیدہ ہے لاکھ نمازیں پڑھو، لاکھ حج کرو۔ لاکھ عبادتیں کرو۔ پھر بھی حسن رضی اللہ عنہ کے درجے کو نہیں حاصل کرسکتا ہے، مگر تم کہتے ہو کہ جو ایک بار زنا کرے وہ حسن رضی اللہ عنہ کے درجے کو حاصل کر لیتا ہے۔ بار بار ان پر لعنت بھیجیں، جو نہ کہے اس پر بھی لعنت ہو۔ اس بے ایمان پر ہماری بھی لعنت۔

فرشتوں کی بھی لعنت، اہلحدیث کی بھی لعنت، دیوبندی کی بھی لعنت، بریلوی کی بھی لعنت، آگے آؤ۔ میں تمہیں سمجھاؤں۔ شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو ایک مرتبہ یہ کام کرتا ہے، وہ حسن رضی اللہ عنہ کے درجے کو حاصل کر لیتا ہے، مگر جو یہ کام دو مرتبہ کرتا ہے وہ حسنین رضی اللہ عنہما کے درجے کو حاصل کر لیتا ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں، تمہارے گروہ کی جو وہاں بیٹھتی ہیں۔ ایک دن میں پتہ نہیں کہ کتنے آدمی اس کے پاس آئے ہیں؟ تو بتاؤ کہ اس کا درجہ کیا بناؤ گے؟ مسلمانوں ماں بہن کی گالی سن کر کلاشنکوف اٹھا لیتے ہو، کہتے ہو کہ اسے ہم مار دیں گے۔ تو جو حسن رضی اللہ عنہ کو کہتا ہے۔ اس کا کیا حل کرنا چاہیے۔ اے ظالم! اگر تم کہتے کہ دس حج کرنے سے، دس عمرے کرنے سے، دس قرآن پڑھنے سے، نیکی کے اچھے کام کرنے سے یہ

درجہ حسن رضی اللہ عنہ والا مل جائے گا، تو میں پھر بھی نہیں مانتا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ کا درجہ تو ہے ہی ہے، وہ تو پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہے۔ تم کہتے ہو کہ جو ایک مرتبہ زنا کرے۔ اس کو حسن رضی اللہ عنہ کا درجہ ملے گا اور جو دو بار زنا کرے۔ اسے حسنین رضی اللہ عنہما کا درجہ ملتا ہے۔

آگے سمجھیں، آگے کہتا ہے۔ جو تین مرتبہ کام کرتا ہے۔ تو اسے علی رضی اللہ عنہ کا درجہ ملتا ہے۔ ان پر لعنت ہو۔ ابھی بھی تم نہیں سمجھے ہو۔ اے دیوبندیو، بریلویو، اہلحدیث سے تمہاری لڑائی ہو سکتی ہے، ہمارے تم سے اختلاف ہو سکتے ہیں، لیکن ذرا سوچیں، جو یہ کہتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے، تو تم اسے گستاخ کہتے ہو، جو یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں ہیں۔ تو تم اسے گستاخ کہتے ہو۔ تو جو یہ کہتا ہے کہ چار مرتبہ زنا کرنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ملتا ہے۔ تو تم پھر بھی اسے مسلمان مانتے ہو۔ یہ شیعہ کہتا ہے ایک بار زنا کرنے سے حسن رضی اللہ عنہ کا درجہ، دو بار کرنے سے حسنین رضی اللہ عنہما کا درجہ ملتا ہے، تین بار کرنے سے علی رضی اللہ عنہ کا درجہ اور چار بار کرنے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ملتا ہے۔ اس پر ہزار بار لعنتیں ہوں، جس کا یہ عقیدہ ہے گونج کر کہیں کہ اس پر کروڑوں لعنتیں ہوں۔ میری بھی لعنت، تمہاری بھی لعنت۔

میں تو کہتا ہوں کہ اس کے پیدا کرنے والوں پر بھی لعنت، ان کی حمایت کرنے والوں پر بھی لعنت۔ جو اسے لائسنس دیتا ہے، اس پر بھی لعنت، جو جلوس کی اجازت دیتا ہے، اس پر بھی لعنت۔ جو اس کے جلوس کی حفاظت کرتا ہے اس پر بھی لعنت، جو اسے پیٹنے کی اجازت دیتا ہے اس پر بھی لعنت۔

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں، جو برائی کرنے والے کی مدد کرتا ہے، تو وہ خود برائی میں شامل ہوتا ہے، جس طرح اللہ فرماتے ہیں: ﴿اتالو علی البر وتقوی﴾ نیکی کے کام میں تعاون کیا کرو اور برائی سے روکا کرو، یہ حکومت ان کو جلوس کی اجازت دیتی ہے۔ ان کے جلوس کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان رونے والوں پر بھی لعنت۔ یہ عقیدہ رکھنے والوں پر بھی لعنت۔ ان کی حفاظت کرنے والوں پر بھی لعنت، ایک بات میں تمہیں خطبہ جمعہ کے آخر میں سمجھاؤں۔ یہاں بھی باتیں چار آنے لگی ہیں، آپس میں نسبت ملنے لگی

ہے، پہلے اگر ڈوب کر نہیں مرے تو اب مر جائیں گے، اب جو میں بات کرنے لگا ہوں، یہ سن کر مر جائیں گے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر، تم ڈوب کر مر جاؤ، تمہیں اور کیا کرنا ہے؟ یہ آپس میں ملیں ہیں، میرا عقیدہ ہے۔

جو لڑ لگیاں سو تر گئیاں تے پار سلامت گئیاں
ایس نگر جس جھاتی پائی او گنہگار نہ رہیاں
تے جس نے نافرمانی کیتی او کم کیتے من مانی
او کد پار سلامت گئیاں او غرق ہوئیاں وچ پانی

بات کو ختم کروں، جس کا عقیدہ ہے وہ میرے ساتھ ساتھ پڑھتا جائے۔ بھائیو! میرے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مانو، عمر رضی اللہ عنہ کو مانو، عثمان رضی اللہ عنہ کو مانو! علی رضی اللہ عنہ کو مانو، پھر جنت ملے گا۔

فرماتے ہیں ؎

آؤ لوگو ٹکٹ خریدو او کھڑا جہاز محمدیؐ
پھر نہ کہنا خبر نہ ہوئی سنو آواز محمدیؐ

بات کو ختم کروں، بابا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

شاگردی جنہاں نے پیارے دی کیتی

وہ ایران سے پڑھ کر آئے، اسے جنتی مانتے ہو، لیکن جو مکہ مدینہ میں میرے آقا کے قدموں میں بیٹھ کر قرآن وحدیث پڑھتا ہے، اسے تم جنتی ہی نہیں مانتے ہو۔ تو میں بھی تمہیں جہنمی ہونے کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں ؎

شاگردی جنہاں نے پیارے دی کیتی
عمر ساری اندر مزار دے بیتی
منبر دے بیتی اشارے تے بیتی
محمدؐ دے سوہنے دوارے تے بیتی
نبی دیاں فوجاں قطاراں دے ساتھی

او راتاں دے ساتھی تے غاراں دے ساتھی
او زندگی دے ساتھی تے مزاراں دے ساتھی
جو نبیؐ دے صحابہؓ نوں مندا سناسی
اللہ دی قسم او جہنم نوں جاسی

اللہ تمہیں اور مجھے اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

شانِ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○﴾ (الاحقاف: 13،14)

سامعین محترم! اللہ رحیم و کریم کی کتابِ مبین میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے سماعت فرمایا۔ یہ مقام اللہ ربّ رحمان کے مقدس قرآن کا چھبیسواں پارہ سورۃ کا نام سورۃ الاحقاف ہے۔ اس پُر رحمت مقام کو میرے اللہ نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر مکہ معظّمہ میں نازل فرمایا ہے۔ آج کا خطبہ جمعہ جس کا عنوان سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ ہے۔ خطبہ جمعہ کے اندر ہمہ تن سراپا گوش بن کر مکمل یکجہتی اور کامل انہماک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قرآن میں سے نبی آخر الزمان علیہ السلام کے مؤذن کی شان عظمت سنو۔ ہر بار ہر دفعہ ایک بات کو کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ضروری نہیں ہے۔ صاحب عقل، صاحب علم، عقل و خرد کے مالک، اہل دانش اہل توحید ہو، اہل علم ہو۔ آدابِ خطبہ جمعہ کے اندر ٹیک لگا کر بیٹھنا یا گھٹنوں کے سہارے بیٹھنا منع ہے۔

اس سے اونگھ طاری ہوجاتی ہے اور انسان پہ نیند کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ خطبہ جمعہ کا اجر و ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ بہت دیر سے دوست احباب اس بات کی تلقین کر رہے تھے کہ ایک جمعہ سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب، شان و عظمت، حالاتِ زندگی پر بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کی رحمت اور اگر مدد شامل ہوئی تو میں حدیث میں سے اور قرآن میں سے سیّدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کروں گا۔ تمہیں زیادہ تکلیف دینا مناسب نہیں سمجھتا کیوں کہ ہوسکتا ہے اتنا بھی کہتے ہوئے زیادہ زور لگ جائے۔ مولویوں کا ہی

حوصلہ ہے کہ آٹھ دن وعظ بھی کرتے رہتے ہیں۔ سفر میں بھی رہتے ہیں۔ تم سبحان اللہ، درودِ پاک اور رضی اللہ عنہ یہ بات نہیں بھولی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر قائم رکھے۔ آمین۔

پروانو! آمنہ کے لال علیہ السلام نے مکہ کے اندر جب اعلانِ نبوت فرمایا۔ اُس وقت جہانوں کے پیر علیہ السلام کے ایک ساتھی تھے جو نبوت سے قبل بھی آپ کے ہم راز تھے۔ اُن کا نام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ جو ہیں حبشی نسل کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے ان کی پرورش جو ہے وہ عرب کے علاقہ میں ہی ہوئی ہے۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے والد کا نام رباح تھا اور والدہ کا نام حمامہ تھا جب کوئی شخص ان سے ناراض ہوجاتا تو ابن اسود کہہ کر پکارتا یعنی کالی ماں کے کالے بیٹے۔ وہ حبشی نسل تھی۔ پرورش ہوئی۔ والد ان کے عرب سے شمار کیے جاتے ہیں اور والدہ غیر عرب سے شمار کی جاتی ہے۔

یہ امیہ بن خلف کے حصہ میں آئے ہیں۔ اُس کا نام سنا ہے نا وہ مکہ کے اونچے سرداروں سے بہت بڑا بے ایمان امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ اُس کا کام تھا ملک شام تجارت پر جانا۔ شام کے علاقہ میں جانا۔ کرتے کیا تھے۔ فال نکالنی۔ فال سمجھتے ہو۔ بتاؤ وہاں کیا فال نکالتے ہیں۔ کسی کو پتہ ہے جس طرح آج سڑکوں پہ فٹ پاتھ پر نجومی طوطے لے کر بیٹھے ہیں۔

پانچ روپے دو اور وہ طوطا ایک کاغذ اُٹھا کر دیتا ہے۔ یہ جی تمہاری قسمت کا حال بتا دیتا ہے کہ تمہارا یہ سفر ٹھیک ہے کہ نہیں۔ وہ اتنا حلال کا ہو تو وہاں کیوں بیٹھتا ہے۔ اپنی قسمت کا اُسے پتہ کیوں نہیں چلتا۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جو امیہ بن خلف تھا اُس کا بت اُس کا نام ہسبل تھا۔ ہسبل اُس کا نام تھا۔ وہ بت جو بنا تھا وہ عورت کی تصویر تھی۔ بات سمجھنا عورت کی تصویر تھی اُس کا ایک ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا اور وہ ہاتھ سونے کا بنا کر جوڑا گیا تھا۔ یعنی کم از کم اُس کا وہ ہاتھ بازو بنانے میں مختلف روایات میں لکھا ہے کہ اُس کا وہ ہاتھ بنایا۔

ایک روایت میں لکھا ہے کہ پچیس کلو سونا لگا کر ایک میں لکھا ہے کہ ڈیڑھ من سونا لگا۔ سفر سے جانے سے پہلے امیہ نے کہنا بلال کہنا جی سرکار آگے سے اس نے کہنا اندر سے تحفوں کی تھال پکڑ کر لاؤ۔ کوئی رومال لاؤ کوئی کھانا لاؤ کوئی مٹھائی لاؤ اور اس معبود کے آگے رکھو

اور اس سے پوچھو کہ ہمارا یہ سفر ٹھیک ہوگا کہ نہیں۔ آج مجاور دیکھتے ہیں یہ اُس وقت کے چلے آ رہے ہیں۔ اُسی بت کے پیچھے ایک مجاور نے چھپ جانا۔ بت کی جانے بلا کہ کیا کہتا ہے اور کیا نہیں کہتا ہے۔ جس کو لکڑی کا تراش کر رکھ دیا جائے اُس کو کیا پتہ ہے۔ پتھر کا تراش کر رکھ دو ایمان سے بتاؤ اہل عقل ہو وہ بول سکتا ہے۔ نہیں بول سکتا ہے۔ ایک تم لوہا لے کر تمام دن اس کو تراشتے رہتے ہو شام کو بت بنا کر رکھو اُس سے کہو بول وہ بولے گا نہیں بولے گا۔ انہوں نے ایک تھال لا کر اُس کے آگے رکھنا اور کہتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر ابھی مسلمان نہیں ہوئے آقا نے ابھی اعلان نبوت نہیں کیا تھا۔ او ہبل ہمیں شام کی طرف جانے کی اجازت ہے۔ اُس کی جانے بلا کہ کیا کہتا ہے۔ مجاور کے کھانے کے کام بنے تھے۔ وہ تھوڑی دیر بعد پیچھے جو چھپا تھا کہتا ہے تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا نذرانہ بھی گیا چھوڑ کر واپس پلٹ گئے۔ اُس نے وہ پلیٹ اُٹھائی اور گھر لے گیا۔

تھوڑی دیر گزری وہ امیہ کہتا ہے اے بلال رضی اللہ عنہ پھر جاؤ وہ قافلہ جارہا ہے۔ آگے تم نے تحفے تحائف کم دیئے ہیں۔ کوئی ریشمی لباس، کوئی چاندی کی اشرفیاں لے آؤ۔ کوئی اعلیٰ قسم کے کھانے دے اور اجازت مانگ لو۔ وہ جناب پھر گئے اور پھر پوچھا سرکار اجازت ہے۔ اُس نے کہا آگے بھی پتہ نہیں کیا کہہ گئے تھے۔ اب بھی پتہ نہیں کیا کہہ گئے ہو۔ وہ پیچھے سے مجاور بول کر کہتا ہے نہیں نہیں۔ کوئی اجازت نہیں ہے۔ پھر واپس پلٹ گئے۔ تیسری باری آئی امیہ کہتا ہے بلال لگتا ہے اس بار رب ناراض ہوگیا ہے توبہ اللہ میری توبہ شاعر کہتا ہے۔

میرے ہاتھوں کے تراشے ہوئے پتھر کے صنم!
آج بت خانے میں بھگوان بنے بیٹھے ہو!

اپنے ہاتھوں سے تراشہ اپنے ہاتھوں سے شکلیں بنائیں، اپنے ہاتھوں سے مورتیں بنائیں، اپنے ہاتھوں سے ان کا جسم بنایا، اپنے ہاتھوں سے انگ انگ بنایا۔

پھر اُن کے آگے سجدہ کیا۔ اس کا نام بے وقوفی نہیں تو کس کا نام بے وقوفی ہے۔ اس کا نام شرک نہیں تو کس کا نام شرک ہے۔ اس کا نام جہالت نہیں تو کس کا نام جہالت ہے۔ اللہ

اس لعنت سے ہمیں بچا کر رکھنا آمین۔ کہنے لگا بلال رضی اللہ عنہ آخری بار ہے اب بھی ہمت کرلو وہ قافلہ جارہا ہے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ یہ میرے آقا علیہ السلام کا مؤذن ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا اس سے پیار ہے تو تم نے بھی آج پیار کا ثبوت دینا ہے۔ بار بار نام پاک آئے گا اور تم نے پیار محبت سے کہتے رہنا ہے۔ (رضی اللہ عنہ)۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی باتیں بڑی پیاری پیاری ہیں۔ قربان جاؤں سن لو ذرا تیسری باری آئی سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ پھر گئے۔ جناب کوئی سونے کی اشرفیاں لائے، ریشمی لباس لائے، بہترین سا کھانا لائے، بہترین سے کپڑے لائے۔ اس کے اوپر اچھا سا کپڑا ڈالا۔ لاکر اُس معبود ہبل کے آگے رکھ دیا۔ کہنے لگے اب اجازت ہے۔ کہتا ہے ہاں ہاں اب جانے کی اجازت ہے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہتے ہیں اللہ وحدہ لاشریک کی قسم ہے جب اُس نے دو بار پہلے خالی واپس بھیجا۔ تیسری بار ہیرے جواہرات زیادہ دیکھ کر کہتا ہے اجازت ہے۔ اُس وقت ہی میرے دل میں خیال پیدا ہوگیا کہ یہ تو لوٹنے کا بہانہ ہے یہ تو لوٹ مار کا طریقہ ہے۔ ان میں کوئی معبود نہیں ہے۔ الٰہ کوئی نہیں ہے حاجت روا کوئی نہیں ہے۔ کہتے ہیں پہلی بات میرے دل میں یہ آئی اور دوسری بات میرے دل میں یہ آئی کہ ہو ہبل ہو معبود اور رب کا کوئی ہاتھ توڑ جائے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہتے ہیں دوسری بات یہ میرے ذہن میں بیٹھ گئی کہ رب کا کوئی ہاتھ توڑ گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ۔ جھوٹوں کے رب کے تو پرخچے اُڑا دیئے گئے۔ میرے خلیل نے اُن کو تہ و بالا نیست و نابود کردیا اور جو الٰہ العالمین ہے جو احکم الحاکمین ہے۔ جو عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے۔ جو عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔ جو جبار وقہار ہے۔ جو ستار وغفار ہے۔ اُس رب کے مقابلہ میں رب کعبہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں تمام کائنات آجائے۔

وہ ایک کام کرنے پہ آجائیں میرا رب وہ کام روکنے پہ آجائے۔ تمام کائنات مل کر اُسے نہیں کرسکتی اور جو کام میرا ربّ کرنے پہ آجائے تو تمام کائنات مل کر اُس کام کو روک نہیں سکتی۔ سچے اور جھوٹے کا فرق یہ ہے۔ کہتے ہیں میں نے کہا کہ رب کا ہاتھ ٹوٹ

جائے۔ یہ کہاں لکھا ہے اور تیسرا شک یہ ہوا کہ ہاتھ بھی بنا ہے اور وہ بھی سونے کا۔ وہ جس چیز کا ٹوٹا تھا اسی کا ہی کیوں نہیں بنا۔ اللہ اللہ۔ ادھر سے ان کی دوستی کچھ کچھ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ہے۔ اگر شروع سے کوئی دوست اچھا مل جائے تو آدمی کامیاب ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے ہی کوئی جوڑوں میں بیٹھ جائے تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔

سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے بلال رضی اللہ عنہ شام تجارت پہ جانا ہے ہاں ہاں جانا ہے۔ اُمیہ بھی چل پڑا اور وہ بھی چل دیئے۔ جس وقت جا کر انہوں نے پڑاؤ ڈالا اور رات کا وقت گزرا۔ صبح ہوئی تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے ہاتھ منہ دھویا اور کہتے ہیں: اے بلال رضی اللہ عنہ اس طرح کر کے بازو پکڑ لیا کہنے لگے جلدی کرو میرے ساتھ آؤ۔ میں ایک جگہ پر کام جا رہا ہوں۔ ساتھ چل دیتے ہیں اور چلتے چلتے اُس وقت کے ایک راہب کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اُس وقت ایک عالم دین تھا۔ اُس کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں جا کر ایک خواب بیان کرتے ہیں۔ خواب اُس کو سناتے ہیں۔ وہ جو راہب وہ جو عالم ہے وہ خواب کی تعبیر بتاتا ہے۔ خواب کی تعبیر یہ بیان کرتا ہے کہ وہ زمانہ قریب قریب آ رہا ہے کہ جب مکہ کے اندر آمنہ کا لال علیہ السلام اعلان نبوت کرے گا۔ جب اعلانِ نبوت کرے گا۔ اے پوچھنے والو بات سن لو۔ اس کتاب کے اُتارنے والے کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں بات میری نہیں ہے۔ جاؤ سیرت کی کتب کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو۔ اپنی آنکھوں سے پڑھ لو۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے جا کر خواب پوچھا اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے حالات بیان کیے۔

وہ جو راہب ہے۔ وہ جو وقت کا عالم ہے۔ وہ اندر سے کتاب لاتا ہے اور کتاب کھولتا ہے۔ کہتا ہے قریب قریب وقت ہے۔ قریب قریب زمانہ ہے۔ ایک آدمی اعلان نبوت کرے گا باپ اُس کا دنیا سے فوت ہو چکا ہے۔ اُس کا باپ دنیا سے جا چکا ہے جو اُس کی تصدیق کرے گا اگر تم ہی ہو تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوا۔ کہتا ہے اے پوچھنے والے لگتا ہے تمہارا نام ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ جو سب سے پہلے اُس کی تصدیق کرے گا۔ اُس کا نام ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا۔ آج کوئی کالے لباس والا نہیں مانتا تو بولو نہ مانے۔ اُس کی صداقت کی گواہی تورات بھی دے رہی ہے۔ زبور بھی دے رہی ہے انجیل بھی دے رہی ہے۔ آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْـَٔهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۝﴾ (الفتح:29)

یہ صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کی گواہی تورات میں بھی انجیل میں بھی آ رہی ہیں۔ ابھی اعلانِ نبوت نہیں ہوا۔ یہاں سے یہ چل پڑتے ہیں۔

بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پاس بیٹھ کر باتیں سنتا رہا کہ یہ کیسی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ باتیں کس طرح کی ہو رہی ہیں۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ وہ جبل نور حاجیوں کو پتہ ہے جہاں غارِ حرا ہے۔ بہت اونچی جگہ ہے۔ بیت اللہ سے کوئی پانچ سات میل دور ہے۔ اونچی جگہ وہاں میرے آقا جاتے اور رب کی تعریف حمد کرتے۔ اُس کی بڑائی کبریائی بیان کرتے۔ ایک دن پاس سے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرے۔ بکریاں پاس ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام نے آواز دی اے بھائی بات سنو ذرا یہ بکریاں دودھ دیتی ہیں۔ کہتا ہے جناب دودھ تو دیتی ہیں۔ مگر مالک کی اجازت نہیں۔ میں مالک کی اجازت کے بغیر دودھ دھو کر نہیں پلاسکتا ہوں۔ آج کا ہوتا تو کہتا کہ تیرے مالک کی ایسی کی تیسی مجھے جانتے نہیں ہو جاؤ جا کر مالک سے کہنا کہ فلاں نے پی لیا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جو بکری دودھ نہیں دیتی وہ پکڑ کر لے آؤ۔ جو بکری دودھ نہیں دیتی نہیں جاؤ وہ بکری پکڑ لاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام نے اپنے ہاتھ ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ وہ ہاتھ جن کی ربّ تعریف کر رہا ہے۔ وہ ربّ نبی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ گردانتا ہے۔ میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وہ ہاتھ بکری کے تھنوں کو لگائے۔

جو بکری دودھ نہیں دیتی تھی اُس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ کوئی مٹی کا برتن پکڑا اور اُس میں دودھ نکال لیا۔ میرے آقا علیہ السلام نے ہاتھ لگایا اور وہ بکری اُس طرح ہوگئی ہے جیسے دودھ دیا ہی نہیں۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ بات بھی میرے دل میں بیٹھ گئی کہ یہ آدمی کون ہے یہ کرشمہ میں نے کیا دیکھا۔ اگلے دن بھی اس تعجب کے ساتھ وہاں پھر گیا۔ تب بھی وہی واقعہ پیش آیا۔ تیسرے دن بھی وہ واقعہ پیش آیا۔ اُدھر سے میرے آقا علیہ السلام کو اعلان ہوگیا۔ میرے اللہ فرماتے ہیں:

﴿يَـآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَأَنذِرْ o وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ o وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ o وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ o وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ o فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ o﴾ (المدثر: 1تا8)

پیار سے کہو سبحان اللہ اللہ کی قسم ہے قرآن پڑھا جائے ایمان بڑھ جاتا ہے۔ ایمان میں بہار آجاتی ہے۔ تازگی آجاتی ہے۔ آواز آتی ہے۔ ﴿يَآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ o﴾ (المدثر: 1) قربان جاؤں رب کا اندازِ انتخاب دیکھو۔ رب کس طرح بلا رہے ہیں۔

﴿يَـآيُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَأَنذِرْ o وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ o وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ o وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ o وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ o وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ o فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ o﴾ (المدثر: 1تا8)

قربان جاؤں میرے آقا اُٹھے سوہنیا اُٹھ جاؤ اُٹھ جاؤ۔ ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ o﴾ (المدثر: 3) سوہنیا اُٹھ کر گلی گلی نگر نگر قریہ قریہ بستی بستی شہر شہر کوچہ کوچہ میری وحدانیت کا ڈنکا بجا کر دکھادو۔ میری یکتائی اور تنہائی کا جھنڈا لہرا کر دکھادو۔ ان جھوٹوں معبودوں کی نفی کر کے دکھادو۔ اپنی ایک رب کی وحدانیت کا جھنڈا لہرا کر دکھادو۔ اللہ میں کہاں سے شروع کروں۔ آواز آتی ہے۔ ﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ o﴾ (الشعراء: 214) ان اپنوں سے ہی شروع ہو جاؤ ان گھر والوں سے ہی شروع ہو جاؤ۔ قربان جاؤں میرے آقا کوہِ صفا پہ چڑھے بولو کہاں کوہِ صفا پر چڑھے۔

اللہ تمہیں دیکھنی نصیب فرمائے آمین۔ کوہِ صفا اور مروہ کی سعی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ اللہ اُس کے چکر نصیب فرمائے آمین۔ میرے آقا علیہ السلام کوہِ صفا پہ چڑھے اور کہتے ہیں۔ "قُوْلُوْا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" آقا کی ذرا سنت ادا ہو جائے۔ یہ نعرہ توحید بلند ہو جائے۔ میرے آقا علیہ السلام نے کہا تم بھی سب مل کر کہہ لو "قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اس طرح تو آقا علیہ السلام نے نہیں کہہ دیا۔ اِدھر سے ایک بولا وہ کہنے لگا: "تَبًّا لَكَ يَا مُحَمَّدُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" اے محمد تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تو تباہ ہو جائے۔ اس لیے بلایا تھا۔ بابا جی کہتے ہیں:

میں صدقے نبوت دا اعلان کرکے
محمد نے پونڈاں دی کھکھر ہلائی

یہ مشرک بھڑ ہی ہوتے ہیں۔ ویسے ہی اِدھر اُدھر ڈنگ مارتے رہیں گے۔ جب آگے سے کوئی محاسبہ کرے تو پھر سوراخوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

میں صدقے نبوت دا اعلان کرکے
محمد نے پونڈاں دی کھکھر ہلائی
یہودی عیسائی ایرانی تورانی
مکی، ہاشمی، ہندی، چینی، ملائی

ہوا کیا بنے سارے دشمن کس لیے کسی کی گائے بھینس کھول لی تھی۔ کسی کو گالی دی تھی یا کسی پہ تبرابازی کی تھی۔ اعلان کیا ہے۔

بنے سارے دشمن لہو دے پیاسے پھڑو مارو مارو دہائی دہائی
اے ساڈے معبوداں دا بے ادب جمیا
فیصل آبادی سن یہ رشتے کہاں ملے
اے ساڈے بزرگاں دا بے ادب جمیا
اے ساڈے الہواں دا بے ادب جمیا
اے ساڈے معبوداں دا بے ادب جمیا

اولئی پھردا اے اکو خدا دی خدائی

مشرک کو سب سے بڑی تکلیف جو ہے اُس کے لیے سب سے خطرناک تیر جو ہے۔ اُس کے سینے میں سب سے زیادہ جو زہر آور خنجر پیوست ہوتا ہے۔ وہ نعرہ تکبیر ہوتا ہے۔ جب یہ دہائی دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی حاجت روا ہے۔ نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اولادیں عطا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی دعائیں قبول کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی فریاد رس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی عزت و ذلت کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی موت اور زندگی کا مالک ہے۔ یہ سب ہاتھ میں ہے تو بولو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اتنی بات کہنے سے مشرک کا اندر کانپ جاتا ہے۔ کعبہ کے رب کی قسم ہے مشرک مرجاتا ہے۔ وہ بجھ جاتا ہے۔ کباب ہوجاتا ہے۔

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ﴾ میرے محبوب جب تم لات منات، عزّیٰ کی باتیں کرتے ہو اُس وقت یہ نعرے بھی لگاتے ہیں۔ اُس وقت ہو ہو کی آوازیں بھی دیتے ہیں۔ میرے محبوب جب تم ایک ربّ کا اعلان کرتے ہو۔ اُس وقت ان کے دل سڑ جاتے ہیں۔ کباب ہوجاتے ہیں۔ سیاہ ہوجاتے ہیں۔

بنے سارے دشمن لہو دے پیاسے
پھڑو مارو مارو دہائی دہائی
اے ساڈے معبوداں دا بے ادب جمیا
اولئی پھردا اے اکو خدا دی خدائی

اللہ تمہیں تمہاری خدائی منظور ہے۔ سنو میرے آقا علیہ السلام نے اعلان کیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آکر کوئی دلیل نہیں مانگی کوئی بات چیت نہیں کی۔ کہا سوہنیا ہاتھ آگے کرو میں نے بیعت کرکے کلمہ پڑھنا ہے۔ کوئی دلیل نہیں مانگی۔ دوستی ہو تو بولو اس طرح کی ہو۔ دوستی دکھاؤں ابوجہل جو ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی معراج کی بات سن کر گیا اور نہیں مانتا۔ جاکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہتا ہے بتاؤ کہ ایک آدمی یہ بات کہتا ہے۔ میں رات ہی رات میں آیا ہوں۔

یہ ہوسکتا ہے۔ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سنا کس سے ہے؟ کہتا ہے تمہارے دوست سے سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اگر یار نے کہا ہے تو سچ ہی کہا ہے۔ یہ ہے رفاقت وصداقت یہ رب نے جوڑ ملائے۔ رب نے سنگ ملائے۔ آج قبر میں بھی ساتھ ہیں۔ کل حشر میں بھی ساتھ ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوضِ کوثر پر بھی ساتھ ہوں گے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

جو لڑ لگیاں سو تر گئیاں

تمہارا دل بھی کرتا ہے ساتھ ملنے کو یہاں ہی کسی کے لڑ لگے ہوئے ہیں یہاں ہی گھر کے تمام افراد نے جی ڈھونڈے ہیں کہ کس کس کے لڑ لگنا ہے۔

جو لڑ لگیاں سو تر گئیاں
اللہ نبی کے لڑ لگا آمین
جو لڑ لگیاں سو تر گئیاں
بار سلامت گئیاں
اس نگر جس چاتی پائی
او گنہگار نہ رہیاں

میرے صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور آکر کہتے ہیں اے بلال رضی اللہ عنہ جس کے آگے نذرانے رکھے جاتے تھے۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے پاؤں سے جوتا اتار لیا۔ اللہ ہو اللہ۔ سیرت کی کتب میں لکھا ہے ایک ماری، دو ماری، تین ماری کہتے ہیں اے دن کے ڈاکو، اے لٹیرے پہلے روپے کم آئے کم مال آیا۔ کہتا تھا نہیں نہیں۔ جب زیادہ سونا آیا تب جانے کی اجازت دے دی تھی۔ ساتھ اُس کو جوتے مارے۔ ساتھ اُس کے منہ پہ تھوکا اور کہتے ہیں اگر تم سچے ہوتے تو تمہارا ہاتھ نہ ٹوٹتا۔ اگر تم سچے ہوتے تو تمہارے سر پہ جوتے نہ لگتے۔ اگر تم سچے ہوتے تو میرا ہاتھ آگے سے روک لیتا۔ وہ مجاور وہ کھانے پینے والا محکمہ وہ پیچھے سے بھاگا کہ کہیں میری شامت بھی نہ آجائے۔ وہ بھاگا بھاگا امیہ کے پاس گیا اور جا کر کہتا ہے۔ امیہ شراب پی رہا ہے۔ کہتا ہے اے امیہ غضب ہوگیا ہے۔ تباہی پھیلنے والی ہے۔ طوفان آنے والے ہیں۔

زلزلے آنے والے ہیں۔ ہوائیں آنے والی ہیں۔

وہ کہتا ہے کہ کیا ہوگیا ہے۔ کہتا ہے تیرے معبود کو بلال رضی اللہ عنہ نے پیٹ ڈالا ہے۔ تیرے بلال رضی اللہ عنہ نے جوتے مار مار کے تیرے ہسبل کا نقشہ بگاڑ دیا ہے۔ وہ کہنے لگا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ گیا اور دیکھا۔ ہسبل کو جوتے بھی پڑے اور تھوکا بھی گیا۔ کہتا ہے اے بلال رضی اللہ عنہ یہ کیا کیا ہے۔ یہ بھلا کیا کہتے ہیں اے امیہ وہ ہسبل، اے مجاورو اللہ ذوالجلال کی قسم ہے یہ ہسبل بھی جھوٹا اور امیہ اس کے ماننے والے بھی جھوٹے ہیں۔ کہتا ہے تم کیا کہتے ہو۔ کہتے ہیں اللہ احد۔ آتا ہے۔ کہو نہ مشرف نے مینار پاکستان تقریر کرتے کہا کہ ان مولویوں سے میں خود اچھا ہوں۔ کہا ہے نا میں نے کہا اس لیے ہی بد کے بچے بغل میں کتے لے کر تصویریں اتروا رہا تھا۔ ساتھ بھائی کو ملایا تھا۔ کہتا ہے ان مولویوں سے میں اچھا ہوں۔ میں بہتر ہوں۔ مولوی منافق ہیں۔ خبر لیتا ہوں تمہاری خبردار۔ بات سن لو۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہسبل کے ماننے والے بھی جھوٹے اور ہسبل بھی جھوٹا ہے۔ بولو جھوٹوں کے پاؤں ہوتے نہیں ہیں۔ امیہ نے کیا کیا زنجیریں پہنادیں۔ ہتھکڑیاں لگادیں۔ لوہے کی سرّ پہ ٹوپی پہنادی۔ ذرہ پہنادی اور گرم ریت پر لٹادیا۔ کہتا ہے کہو ہسبل جو ہے عزت والا ہے۔ لات عزیٰ عزت والا ہے۔

میرے بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ احد، اللہ احد، اللہ احد، اللہ احد۔ کہتا ہے باز نہیں آؤ گے۔ امیہ سے بلال کیا کہتا ہے۔ کہتا ہے:

پوج پوج بت عمر ساری گوالی، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اس کو جواب دینے لگتے ہیں۔ پہلے کیا کہتا ہے، کہتا ہے۔ اے بلال رضی اللہ عنہ تم کس طرح کے ہو کہتا ہے

او بیٹھے نکمّے تائیں اناج کھوایا میں
آخر دی کا راج پتہ اے پایا میں
پڑھ لیا کلمہ توں مکی سرکار دا
نال تکلیفاں مل دا اے ٹکٹ دربار دا

اللہ بابا جی کی قبر منور فرمائے۔ آمین۔ بلال رضی اللہ عنہ نے آگے سے جواب دیا۔

کہتے ہیں:

پوج پوج بت عمر ساری گنوالئی
رب تو بیگانے ہو کے عمر لنگالئی
شکر خدا دا دولت وحدت دی پائی
اولا الٰہ دیاں بولیاں اگو بلال پکاردا
نال تکلیفاں مل داٹکٹ دربار دا

کہتا ہے نہیں مانتا تو اس کی ٹانگوں کو رسیاں باندھ لو بازو کو رسیاں باندھ لو اس کی گردن میں رسیاں باندھ لو۔ مکے کے وہ بازار جن کے اندر پتھر نوک دار ہیں۔ ان پر گھسیٹتے جاؤ تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ کس طرح ایک الٰہ کا اعلان کرتے ہیں۔ کس طرح ایک اللہ کی یکتائی کا اعلان کرتے ہیں۔ وہ گھسیٹتے ہیں اور کہتے ہیں باز آجاؤ باز آجاؤ۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اللہ احد، اللہ احد، اللہ احد پاس سے میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کا غلام جو تھا رومی یہودی سفید گورا اور کام کاج کرنے والا کام کا ماہر۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نہ کوئی کام کاج جانتے تھے۔ بس اتنا کام تھا کہ حبشیوں والے کوئی گانے سنادیتے۔ ان کفار کی جاہلیت کی مجلسوں میں جب کبھی شراب پینی تو گانے سنا کر ان کو خوش کر دینا۔

وہ اتنا حسین وجمیل وہ ہنر مند اور سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور کہتے ہیں۔ اے امیہ اسے نہ مارو۔ کہتا ہے اتنی تکلیف ہے تو نقد خرید لے۔ اللہ ہو اللہ میرے صدیق رضی اللہ عنہ واپس پلٹ گئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی لے جائے۔ آمین۔ میرے آقا علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ میرے صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں سوہنیا اگر میں آج نہ پہنچتا تو اللہ نہ کرے وہ تو بلال رضی اللہ عنہ کو مار کر چھوڑنے لگے تھے۔ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ، کان اور منہ میں ریت بھی ڈال دی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پہ لٹادیا۔ سوہنیا انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو ریت میں دبادیا۔ بلال رضی اللہ عنہ کا سانس ہی نہیں نکل رہا تھا۔ سوہنیا میں دوڑتا ہوا گیا اور

بلال رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر باہر نکالا۔ امیہ مجھے کہتا ہے اتنی تکلیف ہے تو غلام بدل لو۔ وہ غلام دے دو ساتھ کلو سونا تول کر دو گے۔ تب میں تم سے لوں گا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ اگر یہ بات ہے تو اللہ کی قسم یہ سودا مہنگا ہی کوئی نہیں ہے۔

اپنا غلام سفید جسم والا پکڑا، کالے دل والا اس کو پکڑا اور کلو سونا پکڑا کہا یہ اپنے ساتھ کی لعنت بھی لے لو اور یہ کلو سونا بھی لے لو اور بلال رضی اللہ عنہ کو میرے حوالے کر دو۔ سیرت کی کتب میں لکھا ہے۔ اس طرح کر کے اللہ ذوالجلال کی قسم ہے میرے صدیق رضی اللہ عنہ وہ سونا وہ اشرفیاں جھولی میں ڈال کر مکہ کے بازاروں میں بھاگ رہے ہیں۔ کہیں کوئی بلال رضی اللہ عنہ کی قیمت لگائے اور میں بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لوں۔ بلال رضی اللہ عنہ کو جنتی مانتا ہے۔

اے کالے خاندان اور جس نے بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا اُسے جنتی نہیں مانتے ہو۔ اگر بلال رضی اللہ عنہ جنتی ہے تو پھر صدیق رضی اللہ عنہ جنتی ہے۔ سب بولو صدیق رضی اللہ عنہ بھی جنتی ہے۔ بات سن لو جب سودا ہو گیا تو وہ امیہ کہتا ہے اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں اس سے اتنا تنگ تھا کہ اگر تم مجھ سے ایک چھٹانک سونے کے برابر اس کو مجھ سے خریدتے اور اپنا غلام نہ بھی دیتے تو پھر بھی میں نے اس کو آزاد کر دینا تھا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اللہ ذوالجلال کی قسم ہے اگر تو بلال رضی اللہ عنہ کے برابر وزن کر کے بھی سونا مانگتا تو میں نے تب بھی خرید لینا تھا۔ یہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و پیار۔ آقا سے وفاداری، آقا سے جانثاری، تمہارے خالی نعرے ہی ختم نہیں ہوتے۔ میں صدقے جاؤں۔ میں قربان جاؤں۔ قربان جاؤں بات ماننے کی آئی تو میں ملتان جاؤں۔ تمہارے سپیکر میں نعرے نہیں ختم ہوتے۔ وہ اپنا مال بھی، اپنا تن من دھن بھی قربان کرتے ہیں۔ ذہن میں ایک بات ہے کہ زمین پر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائے اور آسمانوں پر آسمان والا خدا راضی ہو جائے۔ قرآن سناؤں۔ اِدھر سے میرے صدیق رضی اللہ عنہ نے سودا کیا اور اپنا غلام رنگ کا سفید اور دل کا کالا دیا۔ اے سفید دلوں والو تم تو بولو وہ کالے دل والا دیا۔ سفید جسم والا دیا۔ کالے رنگ والا اور سفید دل والا لے لیا۔ اِدھر سے یہ سودا ہو گیا ہے۔ اِدھر سے

جبرائیل علیہ السلام آسمانوں سے آ گئے اور جبرائیل علیہ السلام آ کر ایک بات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں:
﴿وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى﴾ (اللیل: 7)
اگر نہ تڑپو تو میرا قصور نہیں۔

یہ قرآن یہ آیات ربِ محمد ﷺ کی قسم ہے یہ نازل ہوئیں تو میرے صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت میں نازل ہوئیں۔ اِدھر سے صدیق رضی اللہ عنہ سودا کر رہا ہے۔ اِدھر سے جبرائیل آ کر رب کا سلام دے رہا ہے۔ ساتھ یہ آیات آ رہی ہیں۔ ﴿الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝﴾ (اللیل: 8تا11) سبحان اللہ۔ واہ صدیق رضی اللہ عنہ تمہاری صداقت پہ صدقے قربان جاؤں۔ یہ میرا بلال رضی اللہ عنہ پروانو دیکھو میرے آقا علیہ السلام کے سنگ لگ گئے۔ آقا کے ساتھ مل گئے۔ میرے آقا کے پاس چلے گئے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ نے عظمتیں شانیں اتنی عطا کیں۔ رنگ کا کالا ہے۔ نہ کوئی نقش ہے نہ کوئی نین ہے۔ نہ کوئی رنگ نہ کوئی کپڑے۔ نہ کوئی شریک نہ کوئی برادری۔ نہ زمین نہ کوئی مال و دولت ہے۔ لیکن جب اذان کی باری آئی۔ اذان دینے کی باری آئی۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ جو طریقے منتخب کیے۔ لکڑی پہ لکڑی مارو۔ نہ مانا گیا آگ جلاؤ۔

آقا علیہ السلام نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ساز بجاؤ کہا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ایک آدمی بھاگ کر مدینے میں آواز دے اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ جو بھاگنے والا ہے وہ رہ جائے گا۔ آگ جلائیں گے تو لوگ روٹیاں پکائیں گے تو سمجھیں گے کہ نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ سب گھر چلے گئے تو میرا فاروق رضی اللہ عنہ گھر جا کر سو جاتا ہے۔ خواب میں دیکھتے ہیں ایک پہاڑ پہ فرشتہ آیا ہے اور فرشتہ کہتا ہے۔ اللہ اکبر کیا کہا سب کہو اللہ اکبر۔ سب اذان سنی۔ دن نکلا تو آئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں بلال میری مسجد کے منبر پر چڑھ جاؤ۔ آقا کیا حکم فرمایا جو فاروق کہے وہ تم کہتے جاؤ۔ اہلحدیثو، دیوبندیو، بریلویو، اس کتاب کے اتارنے والے رب کا واسطہ دے کر پوچھنے لگا ہوں کہ فاروق کی رائے اور رب کی رائے ایک ہے کہ

نہیں بولو ایک رائے ہے۔ خواب میں فرشتہ آیا اور فرشتے کو دیکھا۔ فرشتہ اذان دیتا ہے۔ میرے نبی ﷺ تاکید کرتے ہیں کہ جو عمر رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ بلال تم بھی وہی کہو۔ میرے فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوگئے اور میرے بلال رضی اللہ عنہ بھی منبر پر کھڑے ہوگئے۔

میرے بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے تو میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ اللّٰہ اکبر کہاں سے شروع کیا۔ سوچ لو یہاں سے ہی شروع ہوئی ہے۔ نہیں دوستو پوچھ لو۔ دائیں بائیں والوں سے پوچھ لو۔ یہاں سے ہی شروع ہوئی ہے۔ اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر۔

اللہ دیاں وڈیایاں، اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر او جگ وچ تماں پائیاں
اشھد ان محمدا رسول اللہ دے معنی جے سچ رسول الٰہی
حی علی الصلوٰۃ دے معنی آجاؤ طرف نمازاں
حی علی الفلاح دے معنی آجاؤ طرف فلاحاں
اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ دیاں وڈیایاں
لا الہ الا اللّٰہ دے معنی توحید تے بانگ مکائی

اس کتاب کے اتارنے والے رب کا تم سب کو واسطہ دے کر پوچھنے لگا ہوں۔ جو جو اس کو مانتا ہے وہ گونج کر جواب دے۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہاں سے شروع کی اللہ اکبر۔ ختم کی تو لا الـہ الا اللہ نبی ﷺ میرے پاس ہیں۔ مصطفیٰ ﷺ کہہ رہے ہیں تو میرا بلال رضی اللہ عنہ اذان کہہ رہا ہے۔ نبی ﷺ یاد کروار ہے ہیں اور بلال رضی اللہ عنہ کہہ رہا ہے۔ وہاں الصلاۃ والسلام علیك یا نور اللہ، یا حبیب اللہ۔ یا نور من نور اللہ ایمان سے بتاؤ کہا گیا تھا نہیں شک ہوگیا ہے۔ جاؤ ٹھنڈے اہل حدیثو تمہیں بھی مولوی ٹھنڈے چاہیئے۔ حق بات نہ کہو۔ ایمان سے بتاؤ کہا تھا۔ گونج کر کہو۔ کہا تھا تو اللہ اکبر۔

اگر اذان ختم کی تو لا الـہ الا اللہ پر ختم کی ہے۔ سنو سنو یزدانی ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے کہ جو اذان میں اضافہ کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے اور جو اذان کے درمیان میں اضافہ کرتا ہے وہ بھی جھوٹا ہے۔ اذان سچی ملے گی مکے والی ملے گی۔ مدینے والی ملے گی اور اہل حدیث کے

اسٹیج سے ملے گی۔ اذان بلال ملے گی تو ربِ محمد ﷺ کی قسم ہے اہل حدیث کی مسجد سے ملے گی۔ جاؤ جاؤ جاؤ۔ کوئی غلط ثابت کرے ربِ محمد ﷺ کی قسم ہے۔ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں اس طریقے کے علاوہ کوئی طریقہ ثابت کر کے دکھائے۔

شام سے پہلے اس مولوی کے پاؤں دھو کر پیوں گا۔ اس کا مرید بنوں گا۔ اپنا منبر چھوڑوں گا۔ اُس کے پیچھے چل دوں گا۔ اگر کوئی ثابت نہ کرے تو اسے چاہیے حلال کا بن کر اذان بلال رضی اللہ عنہ والی شروع کروائے۔ ثابت کرو۔ ثابت کرو۔ اگر نہیں کرتا تو اذان شروع کرو تو اللـــه اکبـر سے شروع کرواؤ۔ اہلحدیثو ٹھیک ہے کہ غلط ہے۔ حق بات کا جواب دیا کرو۔ اذان شروع ہوتی ہے تو وہاں سے جہاں سے میرا فاروق رضی اللہ عنہ کرتا ہے اور جہاں سے میرا بلال رضی اللہ عنہ شروع کرتا ہے۔ یہی اذان تمہیں مکہ میں ملے گی۔ یہی اذان تمہیں مدینہ میں ملے گی۔ یہی اذان تمہیں اہلحدیث سے ملے گی۔ اللہ اس پر قائم رکھ آمین۔ مولوی کہیں گیا اذان دینے وہاں جا کر الله اکبر الله اکبر وہ کہتا ہے صلاۃ نہیں پڑھتے ہو۔ کہتا ہے بکواس نہ کرو یہ مسجد کے سپیکر ہیں تمہارے بیٹے کے کان ہیں۔ یہ صلاۃ مسجد میں پڑھنے کے لیے رکھی ہے۔ بجلی نہ ہو تو صلاۃ کوئی نہ ویسے ہی اذان سنو سنو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔

"اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ."

آگے سے صحابہ رضی اللہ عنہم کہا:

"کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ."

حدیث سے نہ دکھاؤں تو گھنٹہ گھر چوک میں گولی مار دے۔ اگر تو نہ مانے تو اپنے باپ کا تخم نہیں۔ حدیث میں لکھا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا سوہنیا وہ درود کون سا ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ" درودِ ابراہیم پڑھا کرو۔ سن لو بلال رضی اللہ عنہ کون ہے۔ بات بتاؤں میرا بلال رضی اللہ عنہ کون ہے۔ ایک دن جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ کے پاس مکہ والے آئے۔ انہوں نے کہا یہ پھٹے پرانے کپڑوں والے جو ہیں غریب سے ہیں۔ جب ہم آتے ہیں ان کو پاس نہ بٹھایا کرو۔

اگر ہم سے بات کرنی ہے تو میرے آقا علیہ السلام نے سمجھا چلو ٹھیک ہے۔ یہ تو آگے ہی میرے پاس ہیں۔ چلو یہ چند منٹ نہ بیٹھیں گے یہ آ کر بیٹھیں گے تو ہوسکتا ہے۔ یہ اسلام کی طرف راغب ہو جائیں کوئی اللہ کے دین کو مان لیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے بلال رضی اللہ عنہ اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہا غریب غریب صحابہ رضی اللہ عنہم اِدھر آؤ۔ آج اُن چودھریوں نے آ کر بیٹھنا ہے تو تم نے میرے پاس آ کر نہیں بیٹھنا ہے۔ اللہ اللہ آج تم نے میرے پاس نہیں بیٹھنا ہے۔

وہ بھی بن سنور کر آ گئے۔ اُدھر سے کوئی مسئلہ پوچھنا پڑ گیا اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ میرے آقا علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر کندھے پہ ہاتھ رکھا میرے آقا علیہ السلام نے کوئی اچھا محسوس نہ کیا۔ آگے بھی تمہارے پاس بیٹھا رہتا تھا کہا بھی تھا اب نہ آنا پھر بھی آ گئے ہو۔ جاؤ بعد میں آ جانا۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ ایک بات کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یارو اُٹھو آج ہم غریب ہو گئے اور یہ لوگ امیر ہو گئے ہیں۔ ہماری مائیں ہمیں غریب پیدا نہ کرتیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے سے دور نہ کرتا۔ آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا نہ بناتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دور نہ بٹھاتے۔ میری طرف دیکھنا وہ اپنی چادر اُٹھا کر کندھوں پر رکھ لی۔ دوست تین چار جو ہیں اُن کو ساتھ لے لیا اور میرے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں روتے جا رہے ہیں۔ میرا بلال رضی اللہ عنہ روتا جا رہا ہے۔ آسمانوں سے آواز آتی ہے:

﴿وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (الانعام : 52)

آواز آتی ہے۔ میرے محبوب اُٹھ جاؤ خود کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔ تمہارا بلال رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر جا رہا ہے۔ سوہنیا میں رب آسمانوں پر یہ گوارا نہیں کرتا کہ ان کے پاس بیٹھے رہو۔ وہ جو حبشہ چھوڑ کر وہ جو روم چھوڑ کر جو فارس چھوڑ کر جو ایران چھوڑ کر جو اپنے ماں باپ چھوڑ کر آیا ہے۔ سوہنیا تمہارے در پہ آ کر بیٹھ گیا ہے۔ تم نے ان کو اُٹھا دیا ہے اور ان کو بٹھا لیا ہے۔ خبردار میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کرو اُس بلال رضی اللہ عنہ کو واپس لے کر آؤ۔ اس

کتاب کو اُتارنے والے کی قسم ہے۔ میرا بلال رضی اللہ عنہ روتا جارہا ہے۔ آگے آگے کہتے جارہا ہے اے لوگو آج ہم بیگانے ہوگئے ہیں۔ وہ لوگ نبی ﷺ کے اپنے ہوگئے ہیں۔ جن سے پیار ہو اُن سے دکھ بھی ہوتا ہے۔ اے لوگو آج ہم بیگانے ہوگئے ہیں اور وہ لوگ نبی ﷺ کے اپنے ہوگئے ہیں۔ آج کے بعد نبی ﷺ کے پاس وہی بیٹھا کریں گے۔ آج کے بعد نبی ﷺ کے پاس ہم نہیں بیٹھا کریں گے۔ اگر ہمارے پاس بھی نئے کپڑے ہوتے تو ہم بھی نبی ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے۔ اگر ہمارے رنگ بھی سفید ہوتے ہم بھی نبی ﷺ کے پاس بیٹھ جاتے۔

میرا بلال رضی اللہ عنہ کہتا جارہا ہے: يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ. آواز آئی میرے مصطفیٰ ﷺ جلدی کرو۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ کو خوش کرکے لاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام پیچھے بھاگتے جارہے ہیں۔ کہتے ہیں اے میرے بلال رضی اللہ عنہ بس کردو بس کردو۔ رب سے مجھے کتنے طعنے دلائے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے جا کر کندھے پر ہاتھ رکھا اور دنیا کا اصول ہے۔ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ جس سے زیادہ پیار ہو اُس سے دکھ پہنچا ہو جب وہ ہی شفقت کرے تو انسان اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ کا سینہ پھٹا۔ جذبات باہر آئے۔

کہتا ہے سوہنیا تمہیں پتہ ہے کہ نہ بلال رضی اللہ عنہ کی ماں ہے نہ بلال رضی اللہ عنہ کا باپ ہی ہے۔ نہ بلال رضی اللہ عنہ کی کوئی بہن ہے۔ نہ بلال رضی اللہ عنہ کا کوئی رشتہ دار ہے۔ نہ بلال رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر بار ہے۔ اے میرے محبوب ﷺ یہ تو غلامیوں میں فروخت ہوتا ہوا آیا ہے۔ میرے محبوب ﷺ تمہارے قدموں میں یہ غلامیاں کرتا رہا۔

میرے محبوب ﷺ آج آپ نے بھی اسے دھکا دیا تو بلال رضی اللہ عنہ کس طرف جائے گا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں بلال رضی اللہ عنہ بس کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے متنبہ کر دیا ہے جاؤ اپنے بلال رضی اللہ عنہ کو واپس لے آؤ اور ان کو اُٹھا دو۔ یہ ہی بات ہے نہ۔

او لے گئے جنت کوثر نہراں دوروں آون والے

امر نبی دا موڑن والے رب نے دور نکالے
عربوں عجموں شام عراقوں چانن گیا اچیرے
بے نصیب نبی دے چاچے جیہڑے رہ گئے وچ ہنیرے

یہ بلال رضی اللہ عنہ کون ہے۔ قربان جاؤں جہانوں کے پیر علیہ السلام نے فرمایا حدیث پاک کی بات سن لو۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا اللہ کا دربار ہوگا۔ اس حدیث کے راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ روایت مجمع الزوائد کے اندر طبرانی کے اندر یہ ساتویں جلد میں ہے سن لو۔

”عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . يَقُوْلُ يُحِبُّهُ بِلَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى نَاقَةٍ رِجْلُهَا مِنْ ذَهَبٍ وَزَمَامُهَا مِنْ دَرِمٍ يَاقُوْت مَعَهٗ لِوَاءٌ بَيْنَ يَتَّبِعُهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُدْخِلُهُمْ الْجَنَّةَ . حَتّٰى اِنَّهٗ لَيَدْخُلُهُ مَنْ اَذَّنَ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا يُرِيْدُ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى . “

اگر حدیث کا ترجمہ سمجھ آ جائے تو تڑپ جاؤ۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کا دن ہوگا۔ بولو قیامت کا دن ہوگا۔ سب نے جانا ہے رب کے دربار میں سب نے تیاری کی ہے۔ کسی رفرنڈم میں ووٹ ڈالنے کی یہی تیاری ہے۔ جو مسلمانوں کا حمایتی ہے کشمیری مظلوم مسلمانوں کا اور افغانی جو مسلمان شہید ہو چکے ہیں یا جو فلسطین کے اندر شہید کیے جا رہے ہیں۔ تم میں سے اُن کا حمایتی کون ہے؟ ہاتھ کھڑا کر کے بتاؤ اُن کے ساتھ کون کون ہے۔ سب ہو۔ جو اُن کا حمایتی ہے وہ اس صدر کو ووٹ نہیں دے گا۔ یہ وعدہ کرو۔ اللہ کے گھر میں وعدہ کرو۔ مشرف کو رفرنڈم میں ووٹ نہیں دیں گے۔ ہاتھ کھڑا کر کے اللہ کو گواہ بنا کر اس کو ووٹ دینا نہیں ہے۔ کہتا ہے جو مولوی مخالفت کرے گا اندر ڈال دوں گا۔ اچھا حلال کے ہو تو آؤ۔ کہتا ہے میں ضیاء الحق بھی نہیں اور ایوب بھی نہیں ہوں۔ انہوں نے بھی ایک کام اچھا کیا تھا۔

ایوب نے 1965ء کی جنگ لڑی۔ اُس نے کہا میری ملت کے جوانو! اُٹھو ان کو بتا دو۔

انہوں نے کس قوم کو للکارا ہے کہ جنہوں نے محمد ﷺ عربی کا کلمہ پڑھا ہے۔ یہ اُس نے کہا تھا۔ وہ غدار نہیں تھا۔

اور ضیاء الحق نے افغانستان کے اندر سے روس کا بیڑا غرق کیا۔ تم نے بے غیرت وہاں امریکہ کا اڈہ بنایا۔ تم نے مسلمانوں کو ختم کروایا۔ مولوی منافق نہیں جرنیل بشرم پرویز مشرف منافق ہے۔ کہو یہ خود منافق ہے۔ CID والو اگر تم بھی حلال کے ہو تو ان نمازیوں کے نام لکھنا۔ میں کہتا ہوں تم مولویوں کو کہتے ہو کہ مولویوں سے میں اچھا ہوں۔ تمہارے جیسا بے غیرت حکمران کوئی نہیں آیا۔ تمہارے جیسا حرامی حکمران نہیں آیا۔ میرے ساتھ رب کے گھر میں وعدہ کرو۔ رب کو گواہ بنا کر کہ رفرنڈم والے دن اسی کو ووٹ نہیں دینا ہے۔ کہو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کلمہ پڑھا ہے۔ اس کو ووٹ دینا نہیں ہے۔

تم کہتے ہو مولوی ایک طرف ہو کر مقابلہ کرلیں۔ اگر حلال کے ہو چیف آف آرمی سٹاف کی یونیفارم اتار کر کہو۔ ہم اپنے باپ کے نہیں اگر تمہارے پرخچے نہ اڑا دیئے۔ ایک یونیفارم پہن کر لنڈے سے اٹھارے تمغے لے کر لگاتے ہو لعنتی اور بھڑک رہے ہو ہمارے ساتھ مولویوں کے ساتھ۔ ان شاء اللہ اگر مولوی اپنی آئی پہ آ گئے تو تم سب کا جنازہ ایک دن میں ہی پڑھانا شروع کر دینا ہے۔ تیاری کرلو مولویوں کا ساتھ دو گے۔

اہلحدیثو وہ وقت گئے کہ جب خالی نعرے تھے۔ ایک مولوی لاہور کا فاجر پادری بھڑک رہا ہے۔ خوابوں کا شہزادہ نبی پاک ﷺ نے کہا ہے کہ تم وزیر اعظم بنو گے۔ وہاں ماں کے پاس مینار پاکستان پر کیا لینے گیا تھا۔ جھنڈے لے کر کبھی وہ میوزک شو کبھی سالگرہ کہ اب نبی پاک ﷺ آ گئے تھے کہ اس بار وزیر اعظم کا تاج تمہارے سر ہوگا۔ ماشاء اللہ قربان جاؤں کہ کون سے دن پیدا ہوئے تھے کتیا جہان کے۔ بات سنو۔

ہم کہتے ہیں برملا کہتے ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں۔
ہم وہ پتے نہیں جو درختوں سے ٹوٹ کر گر جائیں گے
ان آندھیوں سے کہہ دو اپنی اوقات میں رہنا

حکمرانوں جاؤ جا کر اہل ساحل سے پوچھو

جاؤ اہل ساحل سے پوچھو ہم کون ہیں۔ ہم وہ ہیں ہم وہ لوگ ہیں

یقین کر اے ستم گر مرجانا بھی ہمیں آتا ہے

تڑپنا ہمیں آتا ہے تو تڑپانا بھی ہمیں آتا ہے

تم کیا کرو گے قانون لے آؤ گے۔ جیلوں میں بھیجو گے۔ آرڈنس جاری کرو گے۔ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر کہتا ہوں۔ آج پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اس خبیث کو پتہ ہے مرنا اس نے براہے۔ اس بے ایمان کو حرامی کو الو کے پٹھے کو پتہ چل گیا ہے کہ مرنا براہے۔ جان بوجھ کر مولویوں سے ماتھا لگا رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں آؤ

اِدھر آؤ دل بھر ہنر آزمائیں

تم تیر آزماؤ ہم جگر آزمائیں گے

جانتے نہیں ہم اولاد کس کی ہیں۔ تو نہیں جانتا کہ ہم روحانی بیٹے کس کے ہیں۔ ہم اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور حبیب الرحمٰن یزدانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ کے روحانی فرزند ہیں۔ ڈر جاؤ گے نہیں۔ گھبرا جاؤ گے پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ جیل پہنچا کر ملاقات کرنے سے رہ جاؤ گے۔ اچھا لیجیے میرا وعدہ ہے۔ جہاں کتاب وسنت کے لیے تمہارا اور اس جابر **اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ** اس جابر حکمران کے ساتھ ٹکرانے کے لیے اہلحدیثو جہاں تمہارا پسینہ گرے ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے میرا وہاں خون گرے گا۔ ان شاء اللہ۔ ہم موت زندگی ہاتھ میں لے کر چل رہے ہیں۔ تم اندر جاتے ہو اور سوسو کمانڈو لے کر نکلتے ہو۔ بھلے بھی دلیر۔ پیدا ہو کر گنوا دیا ہے۔ آؤ میں بتاؤں۔ میرا بلال رضی اللہ عنہ کون ہے میرے آقا علیہ السلام دنیا سے چلے گئے۔ میرے بلال رضی اللہ عنہ کا دل مدینے میں نہیں لگتا میرا بلال رضی اللہ عنہ چلا گیا۔ اُدھر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس فتح ہوا تو کہنے لگے خوشی کیا کرنی چاہیے۔ خوشی یہ ہے۔ خوشی سن لو خوشی یہ ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ آج اذان ہی سنا دے۔ اذان سنائی اور میرے عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ رو رو کر سانس بند ہو گئی۔ میرے

فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آج یہی خوشی بڑی ہے کہ بہت دیر بعد بلال رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم والی اذان سنائی ہے۔ مؤذنو تم بھی سنو جو بات میں نے سنا کر ختم کرنی ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ایک اونٹنی آئے گی جس کے پاؤں رب نے سونے کے بنائے ہوں گے۔ اُس کی مہاریں بھی سونے کی ہوں گی۔ قربان جاؤں اس پر میرا بلال رضی اللہ عنہ بیٹھا ہوگا۔ اُس اونٹنی پر میرا بلال بیٹھا ہوگا۔ جو مؤذن اذان دیتے ہیں یہ پیچھے پیچھے ہوں گے۔ یہ پیچھے پیچھے چلتے ہوں گے۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جو چالیس دن فجر کی اذان دیتا ہے قیامت والے دن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی شفاعت کروں گا۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں بلال رضی اللہ عنہ آگے آگے ہوگا۔ ان مؤذنوں کی گردنیں اونچی ہوں گی اور بلال رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے جنت میں جائیں گے۔ بات ختم کروں۔ ایک دردِ دل والا اپنی بولی میں ایک بات کر گیا ہے۔

کہتا ہے:

اے رنگ تے رب دے بنائے ہوئے نے
کوئی چٹا تے کوئی اے لال کالا
بھلا مائی اونوں چم دی نئی
جس مائی دا ہووے کوئی بالِ کالا
ہر حور پئی جنت وچ آکھدی اے
ربا بخش دے مینوں بلال رضی اللہ عنہ کالا
کئی گوریاں مرتبے پاونے نے

ابولہب کا کیا کرنا۔ ابوطالب کا کیا کرنا۔ ابوجہل کا کیا کرنا۔ عتبہ، شیبہ، کا کیا کرنا رنگ سفید مگر جہنم میں گئے

کئی گوریاں مرتبے پاونے نے
جیہڑا پا گیا حبشی بلال رضی اللہ عنہ کالا
آواز آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (الاحقاف: 13تا14)

اللہ تعالیٰ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

واقعہ کربلا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ٥ وَ لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ ٥﴾ (البقرہ: 153تا154)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ اے لوگو! ایمان کا دعویٰ کرنے والو مدد پکڑو ساتھ صبر اور نماز کے ﴿اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ﴾ قوت پکڑو ساتھ صبر اور نماز کے۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ﴿وَ لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ﴾ اور نہ تم اُن کو مردہ کہو جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ ﴿بَلْ أَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ﴾ بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے ہو۔

سامعین محترم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کا ترجمہ تم احباب نے اِس وقت عام فہم اردو زبان میں سماعت فرمایا۔ اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن کا دوسرا پارہ سورۃ کا نام سورۃ البقرہ ہے۔ برادران اسلام آج محرم الحرام کی دس تاریخ ہے دس محرم کی مناسبت کے ساتھ آج کے خطبہ جمعہ کا عنوان واقعہ کربلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حق سچ بیان کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

قرآن کی تفسیر احادیث سیرت کی کتب تاریخ کی ورق گردانی کے بعد انسان اس نتیجے تک پہنچتا ہے کہ اسلام میں بس شہداء کربلا کے نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی اسلام میں لاکھوں شہداء موجود ہیں۔ قرآن کہتا ہے ﴿يَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ کہ کئی ہزار انبیاء کو بغیر کسی وجہ کے قتل کر دیا گیا۔ شہداء کی فہرست اتنی طویل ہے کہ انسان روزانہ ایک شہید کا تذکرہ

شروع کرے۔ سال کے اتنے دن نہیں بنتے کہ جتنی شہداء کی فہرست لمبی ہے۔ ہر شہید کی شہادت بڑی مظلومانہ اہلحدیث کا حق سچ مسلک یہ ہے کہ ہم سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جتنی بار یہ نام آئے گا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پیار محبت کا ثبوت دیتے ہوئے گرج برس کر کہنا رضی اللہ عنہ۔

ہم اُن کو جنتی بھی مانتے ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید بھی مانتے ہیں۔ صرف جنتی نہیں مانتے بلکہ جنتی نوجوانوں کے سردار مانتے ہیں۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میرے آقا منبر پر خطبہ دے رہے ہیں۔ یہ دونوں آقا علیہ السلام کے نواسے لمبے لمبے لباس انہوں نے پہنے ہیں۔ محفل میں چلتے آرہے ہیں۔ وہ لباس ان کے پاؤں میں پھنستے ہیں۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام منبر سے اتر کر آگے آتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے سیّدنا حسن اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما ان میں سے ایک کو اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف آقا لاکر منبر پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ میرا بیٹا حسن ہے اللہ اس کی وجہ سے دو مسلمان جماعتوں کے درمیان صلح کروادیں گے۔ یعنی بات سمجھنے والی ہے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وجہ سے جن جماعتوں میں صلح ہوتی ہے۔ ایک جماعت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ ایک جماعت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کون ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کون ہیں۔ یہ کاتب وحی ہیں ابوسفیان کے بیٹے ہیں۔

اور ابوسفیان کون ہے وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سسر لگتا ہے۔ ابوسفیان کی بیٹی جو ہے وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی لگتی ہے یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ لگتی ہیں۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے بھی لگتے ہیں۔ دوسرا میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی لگتے ہیں۔ جو ہوا سو ہوا۔ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اُدھر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا اعلان کردیا۔ اِدھر سے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کا اعلان کردیا اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ کوفہ چلے جاتے ہیں۔ صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں اے پیارے حسن ایک بات یاد رکھنا مدینہ کو چھوڑ کر کبھی بھی کوفہ نہ جانا۔ کیونکہ کوفہ والے جو ہیں وہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتے ہیں۔ کوفہ والوں نے تمہارے باپ علی رضی اللہ عنہ سے بھی وفا نہ کی۔ انہوں نے تمہارے باپ علی رضی اللہ عنہ کو تمہارے نانا کے داماد علی رضی اللہ عنہ کو۔ انہوں نے فجر کے وقت کوفہ کی مسجد میں شہید کر دیا۔

ایک دن اِدھر سے سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا۔ اے پیارے حسن آؤ مل کر آپس میں بات کرلیں یا تم خلافت سے دست بردار ہو جاؤ یا میں خلافت سے دست بردار ہو جاتا ہوں۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد میں آ کر ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں اور ساتھ اعلان کرتے ہیں۔ اے کوفہ والو کیا میں جو بات کروں تم اس بات پر عمل کرو گے یا نہیں کرو گے۔ کوفہ والے کہنے لگے اے حسن رضی اللہ عنہ ہاں ہم تمہاری بات پر عمل کریں گے۔ جو فیصلہ تم کرو گے ہم اُس فیصلے کو تسلیم کریں گے۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں اور میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ ایک بے ایمان کوفی کھڑا ہوتا ہے۔ کھڑا ہو کر کہتا ہے اے حسن رضی اللہ عنہ **نعوذ باللہ** لگتا ہے تم مرتد ہو گئے ہو۔ **نعوذ باللہ** لگتا ہے تم اسلام سے منحرف ہو گئے ہو۔ اپنے باپ کے قتل کے تم ویری ہو گئے ہو۔ جو تم معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جو بیعت کر لی ہے میں اب اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ وقت گزرتا گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی فوت ہو جاتے ہیں۔ کم و بیش انہوں نے بیس سال تک حکمرانی کی۔ پروگرام کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ تخت پر بیٹھ جاتا ہے۔ یہ پیغام بھیجتا ہے کہ میری طرف سے لوگوں سے بیعت لی جائے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ مدینہ کے اندر موجود ہیں۔ اُس وقت مدینہ کا گورنر ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ ہے۔ اس کو یزید پیغام بھیجتا ہے۔ اے ولید میری طرف سے حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت لے لو۔ سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کو بھی کہا جاتا ہے کہ تم میرے ہاتھ پر یزید کی طرف سے بیعت کر لو۔ سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ دن سوچنے کے لیے دو۔ میں سوچ سمجھ کر جواب دوں گا۔ میں نے بیعت کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی کہا گیا کہ آپ بیعت کرو۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کہنے لگے: مجھے سوچنے کا وقت دو۔ یہ دو تین دن کی اجازت مانگتے ہیں۔ کہنے لگے میں سوچنے کے بعد جواب دوں گا۔

سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما رات کے وقت مدینہ کو چھوڑ کر مکہ چلے جاتے ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے چلتے چلتے اپنے بچوں کو ساتھ لیتے ہیں۔ اپنی بیوی کو ساتھ لیتے ہیں۔ یہ بھی مکہ کی طرف کوچ کر جاتے ہیں۔ جب ولید بن عقبہ کو معلوم ہوا۔ کہنے لگا حسین رضی اللہ عنہ کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا میں کون سی سختی کرنے لگا تھا۔ اگر اُنہوں نے بیعت نہیں کرنی تھی تو مدینہ کو چھوڑ کر نہ جاتے۔ اُدھر سے کیا ہوتا ہے۔ اُدھر سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ساٹھ ہجری کے اندر شعبان کا مہینہ ہے۔ یہ مکہ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ مکہ پہنچ جاتے ہیں۔ اُدھر سے کوفہ والے جو ہیں۔ ان کو معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ وہ مکہ آ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک خط نہیں۔ دو خط نہیں۔ دس خط نہیں۔ ایک ہزار نہیں۔ دو ہزار خط نہیں۔ آٹھ ہزار نہیں بلکہ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کوفہ والوں نے بارہ ہزار خط لکھے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کہ جناب ہم آپ کے وفادار ہیں۔ تمہارے ماننے والے ہیں۔

آپ مکہ کو چھوڑ کر جتنا جلدی ہوتا ہے آپ کوفہ آ جائیں۔ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھے تو انہوں نے یہ پروگرام بنایا۔ اپنے چچا کے بیٹے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو انہوں نے بھیجا کہ جاؤ جا کر کوفہ کے حالات کی خبر لو اور مجھے خط لکھنا کہ وہاں کے حالات کیسے ہیں۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ بھی جانے لگے تو ان کے بیٹے بھی کہنے لگے ہم نے ساتھ ضرور جانا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو جنگ کا ارادہ کر کے گھر سے نکلتا ہے۔ وہ کبھی بھی بچوں کو ساتھ لے کر نہیں جاتا ہے۔

معلوم ہوا سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا جنگ کا ارادہ کوئی نہیں حالات کی خبر کے لیے جا رہے ہیں اور بچے بھی ان کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ جب کوفہ

پہنچتے ہیں تو یہ کوفی لَا یُوفِیْ جن میں وفا کی بو نہیں ہے۔ کوفہ کی طرف سے کبھی بھی اسلام کو ٹھنڈی ہوا بولو آج تک اسلام کو ٹھنڈی ہوا کوفہ کی طرف سے نہیں آئی ہے۔

جتنا اسلام کو نقصان پہنچا تو وہ کوفہ کی طرف سے پہنچا ہے۔ جاؤ تاریخ پڑھ کر دیکھ لو سیّدنا مسلم رضی اللہ عنہ پہنچے۔ ان کو معلوم ہوا۔ انہوں نے پہلے اھلاً و سھلاً مرحبا کہا۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے جماعت کروائی۔ پانچ سو آدمی آیا۔ ایک ہزار آیا۔ دوسری جماعت کروائی۔ تیسری جماعت پڑھائی۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے حتیٰ کہ فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ بارہ ہزار کوفہ والوں نے ہاتھ پر بیعت کی۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ اٹھارہ ہزار کوفی جو ہیں وہ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ اُدھر سے کوفہ کا گورنر نعمان بن بشیر ہے۔ یہ بڑا نرم دل آدمی ہے۔ اس کو معلوم ہوا۔ ایک آدمی نے یزید کو خط لکھا اے یزید جو کوفے کا گورنر ہے۔ یہ بڑا نرم دل ہے۔ یہ سختی نہیں کرتا۔ حسین رضی اللہ عنہ کا بھائی جو آ کر یہاں حسین کی طرف سے بیعت لے رہا ہے۔ اس کو کہو کہ سختی کرے۔ یزید نے خط لکھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے میری طرف سے بیعت لی جائے۔

یہ نعمان بن بشیر جو ہے یہ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بلاتا ہے۔ کہتا ہے جناب آپ میرے ساتھ یزید کے پاس چلیں۔ اُس کے ہاتھ پر جا کر بیعت کرو۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں نے تمہارے ساتھ نہیں جانا ہے۔ میں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرنی ہے۔ انہوں نے جب یہ انکار کیا تو نعمان بن بشیر کہنے لگا جناب میں آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ خانوادہ رسول میں سے ہو۔ میں آپ کی توہین نہیں کر سکتا ہوں۔ میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اُسی آدمی نے دوبارہ یزید کو خط لکھا۔ جناب یہ جو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہے یہ نرم دل آدمی ہے۔ اس نے یہ بات کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اچھا نہیں بیعت کرتے ہو تو نہ کرو۔ اس کو معزول کیا جائے اور نیا گورنر مقرر کیا جائے۔ اِدھر سے یزید نے آرڈر بھیجا۔ اس نے عبید اللہ بن زیاد جو آدمی ہے۔ یہ جو بے ایمان ہے۔ اس کو گورنر جب مقرر کیا تو اس نے اپنے چہرے پر نقاب کیا ہے۔ اپنا چہرہ اس

نے چھپایا ہے اور گھوڑے پر بیٹھ کر گھوڑا دوڑاتا ہوا آ رہا ہے۔ کوفہ والوں نے سمجھا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں۔ انہوں نے اس کو خوش آمدید کہا اھلاً و سھلاً مرحبا کہا۔ لوگ پیچھے پیچھے چلتے چلتے کوفہ کے گورنر ہاؤس میں پہنچتے ہیں۔ یہ جب دیکھتا ہے کہ لوگ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت کر رہے ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ سے اتنا پیار کر رہے ہیں۔ یہ اپنے چہرہ سے کپڑا اُتارتا ہے اور کہتا ہے میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما نہیں ہوں میں تو عبید اللہ بن زیاد ہوں۔ یزید نے مجھے گورنر بنا کر بھیجا ہے۔ میں نیا گورنر آیا ہوں۔

خبردار کوئی آدمی مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرلے۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ عصر کی نماز کروائی۔ مغرب کی نماز پڑھائی۔ وہ جو اٹھارہ ہزار کوفہ والے ہیں۔ اُن میں سے ایک روایت میں لکھا ہے کہ چالیس آدمی باقی رہ جاتے ہیں جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ سلام پھیرتے ہیں تو پیچھے کوئی بھی کوفی نظر نہیں آتا ہے۔ یہ سب نماز چھوڑ کر دوڑ جاتے ہیں۔

سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ عروہ بن ہانی کے گھر چلے جاتے ہیں۔ اس کے گھر میں جا کر یہ ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ جو ابن زیاد ہے۔ یہ پتہ کرتا ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نہیں مل رہے ہیں۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا پتہ کرو۔ ایک آدمی کو اس نے تین ہزار درہم دیئے کہ جاؤ تم جاسوسی کر کے آؤ۔ معلوم کر کے آؤ کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کس کے گھر چھپا ہوا ہے۔ یہ ڈھونڈتا ڈھونڈتا بھیس بدل کر جاتا ہے اور عروہ بن ہانی کے گھر جا کر دیکھتا ہے کہ عروہ بن ہانی کے گھر میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ یہ بہانے بہانے میں باتوں باتوں میں تین ہزار روپے جو ہے۔ عروہ بن ہانی کو دے کر واپس آ گیا۔ آ کر کہنے لگا اے ابن زیاد عروہ بن ہانی کے گھر مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ چھپا ہے۔

ابن زیاد نے عروہ بن ہانی کو بلایا اور کہنے لگا مجھے بتاؤ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہاں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے گھر میں چھپا ہے۔ کہنے لگے مجھے کیا معلوم ہے کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہاں چھپا ہے۔ یہ ابن زیاد کہنے لگا اُس کو میرے حوالے کردو۔ یہ وہ بن ہانی

جواب دیتا ہے۔ میری جان تو جاسکتی ہے لیکن میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تمہارے حوالے کبھی نہیں کرسکتا۔ یہ جلادوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کو کوڑے مارے جائیں۔ ایک ہزار کوڑے کا آرڈر دیتا ہے۔ یہ پہلا شہید ہے جو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ عروہ بن ہانی کے گھر سے نکلتے ہیں۔ چلتے چلتے ایک دروازہ پر جاکر دستک دیتے ہیں۔ ایک عورت باہر آتی ہے۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اے عورت مجھے پانی کا گلاس دو میں پانی پینا چاہتا ہوں۔ عورت نے پانی لاکر دیا۔

سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ پانی پی کر اُسی دروازہ کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ وہ عورت اندر چلی گئی اور تھوڑی دیر بعد واپس آئی اور کہنے لگی اے اجنبی انسان ایسے کسی کے دروازہ کے آگے نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس طرح دیکھنے والا شک و شبہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے عورت معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟ میں حسین کا بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہ عورت دروازہ کھول دیتی ہے کہتی ہے اندر چلے آؤ۔ اس عورت کا بیٹا ابن زیاد کا جاسوس ہے۔

اُس نے جاکر ابن زیاد کو بتایا کہ ہمارے گھر میں مسلم بن عقیل (رضی اللہ عنہ) چھپا ہے۔ اس نے اپنے سپاہی بھیجے اور کہنے لگا کہ مسلم بن عقیل کو میرے پاس گرفتار کرکے لاؤ۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے کسی صورت بھی گرفتاری نہیں دینی ہے۔ میں نے کسی صورت میں بھی تمہارے ساتھ نہیں جانا ہے۔ جب یقین ہوجاتا ہے۔ عمر بن سعد اپنے عزیز کو بلاتے ہیں۔ اپنے دونوں بچوں کو اس کے حوالے کرتے ہیں۔ کہتے میں جب میں شہید ہوجاؤں تو میرے بچوں کو اس طرح کرنا مکہ کی طرف بھیج دینا۔ اِدھر سے ابن زیاد کے سپاہی جو ہیں۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کردیتے ہیں۔ سیّدنا مسلم رضی اللہ عنہ شہید ہوجاتے ہیں یہ عمر بن سعد جو ہے یہ رات کی تاریکی میں ڈرتا ڈرتا یہ سیّدنا مسلم کے دونوں بیٹوں کو یہ انگلی سے لگاتا ہے اور بستی کے باہر کی طرف روانہ کردیتا ہے۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے دونوں بچے رات کی تاریکی ہے۔ اُن کوفہ کی گلیوں میں کبھی دائیں طرف جاتے ہیں اور کبھی بائیں طرف

جاتے ہیں۔ کبھی آگے جاتے ہیں اور کبھی پیچھے آتے ہیں۔ یعنی ساری رات اُن گلیوں میں ہی گھومتے رہے ہیں۔ اِدھر سے صبح ہو جاتی ہے۔ ایک عورت گھر سے باہر نکلی اس نے دیکھا کہ دو بچے چھوٹے چھوٹے شہزادے یہ رو رہے ہیں۔ ایک جگہ پر بیٹھ کر اپنے باپ کو یاد کر رہے ہیں۔ یہ عورت کہتی ہے۔ اے بچو تم کون ہو اور تمہارا باپ کہاں ہے۔ تمہاری ماں کہاں ہے۔ یہ جواب دیتے ہیں اے عورت ہماری ماں تو مکہ میں ہے اور ہمارے باپ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ہم مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ اُدھر سے سپاہیوں کو معلوم ہوا۔ اُنہوں نے ان دونوں بیٹوں کو بھی شہید کر دیا۔ اُدھر سے سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ شہید ہونے سے پہلے ایک خط لکھتے ہیں۔

اے حسین رضی اللہ عنہ جلدی جلدی کوفہ آ جاؤ۔ کوفہ والے بڑے وفادار ہیں۔ کوفہ والے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ اِدھر سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد چلا جاتا ہے۔ خط جو ہے پہنچ جاتا ہے۔ اُدھر سے حالات تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اور کوفہ والے بے وفائی کر جاتے ہیں اور سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ. شہید ہونے سے پہلے عمر بن سعد کو کہتے ہیں۔ اے عمر بن سعد جس طرح ہو سکتا ہے میرے بھائی حسین تک یہ پیغام پہنچا دینا کہ خبردار کوفہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوفہ نہ آنا۔ کوفہ کے حالات جو ہیں وہ خراب ہو چکے ہیں۔ کوفہ والے جو ہیں وہ بے وفا ہو چکے ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط ملا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ سیّدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے جو برادر ہیں۔ وہ کہتے ہیں جناب یہ خط آیا ہے ہمیں جانا چاہیے۔ وہاں جا کر بیعت لینی چاہیے۔ قافلہ روانہ ہوا۔ بہتر مرد عورتیں اور بچے اس قافلہ میں شامل ہیں۔ قافلہ چلا ایک شاعر آدمی یہ راستہ میں ملا۔ اس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کہا کہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ کوفہ نہ جائیں۔ تاریخ اسلام میں لکھا ہے کہ جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کوفہ چلے گئے تو سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، ان تین صحابہ نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو روکا کہ کوفہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک بات یاد رکھنا اور ذہن نشین کر کے لے جانا اگر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا جنگ کا ارادہ ہوتا تو کبھی چھوٹے بچوں کو اور ہمشیرہ کو اپنی بیوی کو ساتھ نہ لاتے۔ ان کا کوئی ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ کوئی پروگرام نہیں ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہنے لگے کہ حالات خراب ہوگئے ہیں۔ ساتھیوں نے بھی روکا ہے اور ہمیں کوفہ نہیں جانا چاہیے۔ یہ کس کی بات ہے بولو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ہمیں کوفہ نہیں جانا چاہیے۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی کہنے لگے۔ جناب ہمارا بھائی شہید ہوا ہے۔ ہم نے بدلہ لینا ہے۔ بدلہ لینے کے بغیر ہم نے واپس نہیں جانا ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تم نے لڑنے جانا ہے تو میں پیچھے کیسے رہ سکتا ہوں۔ میرا بھی بھائی ہے۔ چچازاد میرا برادر ہے۔ میں بھی بدلہ لوں گا۔ قافلہ چل پڑا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا انہوں نے کوفہ جانے کی بجائے انہوں نے کربلا کے میدان کی طرف سفر شروع کردیا۔ پہاڑ کی اُوٹ میں دو پہاڑ ہیں یہاں آ کر انہوں نے خیمے لگالیے ہیں۔ نہر فرات کے کنارے آ کر خیمے لگالیتے ہیں۔ بات سن لو ذرا۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ بھی آجاتے ہیں اور ان کے ساتھ سیدنا مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائی بھی آجاتے ہیں اور سیّدنا زین العابدین بھی ساتھ ہیں۔ اُدھر سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ہیں۔ سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ہیں۔ اُدھر سے اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی ساتھ ہیں۔ اُدھر سے جو صغریٰ ہیں وہ بیمار ہیں۔ یہ جو ہیں یہ مدینہ میں ہی رہ جاتی ہیں۔ بات جو ہوئی سو ہوئی۔ وقت گزرتا گیا۔ اُدھر سے ابن زیاد کو معلوم ہوا اور یہ کہنے لگا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کرنی ہے۔ اُدھر سے شمر یہ بھی آیا۔ کہنے لگا ابن زیاد بات سنو۔ حسین رضی اللہ عنہ سے نرمی نہ کرنا۔ جس طرح کئی سیاسی جماعتوں میں بھی مفاد پرست ہوتے ہیں۔ مذہبی جماعتوں میں بھی مفاد پرست ہوتے ہیں۔ اللہ اس طرح کے لوگوں سے بچا کر رکھے آمین۔ جن کا ذہن یہ ہوتا ہے کہ جنگ ہوتی رہے اور ہماری بھی عزت بنی رہے۔ اگر یہ بڑے سر جوڑ کر بیٹھ گئے تو ہمیں کسی نے پوچھنا نہیں ہے۔

شمر کہنے لگا اے ابن زیاد اگر یزید اور حسین رضی اللہ عنہ آپس میں آمنے سامنے ہوگئے اور ان کی بات آپس میں ہوگئی تو تمہیں کسی نے پوچھنا نہیں ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے تم کیسے انسان ہو۔ خود ہی تم نے خط لکھ کر مجھے بلایا ہے۔ خود ہی اب تم مجھ سے بے وفائی کر رہے ہو۔ کہنے لگے ہم مجبور ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں اور تلواریں ابن زیاد کے ساتھ ہیں۔ دل تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم وقت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ انہوں نے تین شرائط پیش کیں۔ پہلی سن لو فرمانے لگے یا مجھے واپس مکہ جانے دیا جائے۔ دوسری یا مجھے یزید کے پاس پہنچا دیا جائے۔ ہم بیٹھ کر جو بات کریں گے اُس کو قبول کرلیں گے۔ آپس میں مفاہمت کرلیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ یا مجھے سرحد پر جانے دو۔ کسی بھی اسلامی ملک کی سرحد پر جانے دو۔ میں جا کر دشمنان اسلام سے لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ میں تمہارے ساتھ لڑائی نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ذہن یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان میں تلواریں آمنے سامنے نہ ہوں۔

اگر میں شہید ہو جاؤں تو کافروں کے ہاتھوں ہو جاؤں۔ جو شہید کا درجہ جو شہید کا مقام دمرتبہ ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے اللہ! میں تمہارے راستہ میں قتل کر دیا جاؤں۔ اللہ پھر زندہ کیا جاؤں۔ اللہ پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں۔ اللہ پھر بھی میرے دل کی خواہش یہ ہے کہ میں تمہارے راستہ میں شہید ہو جاؤں۔ شہید کا درجہ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں عام مسلمان فوت ہوتا ہے۔ قبر میں دفن ہوتا ہے۔ اُس کا حساب و کتاب ہوتا ہے۔ اگر کوئی کوتاہیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو معاف کردے اور جنت کا داخلہ عطا کر دے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تھوڑی بہت سزا دینے کے بعد جنت دے دے۔ لیکن شہید کا مقام یہ ہے کہ ادھر سے اس کا گلہ کاٹ دیا جاتا ہے اِدھر سے یہ گردن کٹواتا ہے۔ ابھی اس کا خون کا قطرہ زمین پر گرتا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ جنت کا داخلہ اسے پہلے عطا کر دیتے ہیں۔ قرآن کی زبانی ذرا سن لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝﴾ (البقرہ: 154)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ: 111)

کہو سبحان اللہ! اللہ ان کے سینے قرآن سے منور فرما آمین۔ اللہ قرآن کی خوشبو سے ان تمام کے دماغ معطر فرما آمین۔ قرآن سن لو۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى﴾ اللہ ہمیں موت دینا تو شہادت کی موت دینا آمین۔ آج کیا تاریخ ہے دس تاریخ ہے اور دس محرم ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سبق دیا کہ کٹنا منظور ہے۔ جابر کے سامنے جھکنا منظور نہیں ہے۔ تم بھی کہو کٹنا منظور ہے لیکن امریکہ کے سامنے جھکنا منظور نہیں ہے۔ کٹنا منظور ہے لیکن برطانیہ کے سامنے جھکنا منظور نہیں ہے۔ کٹنا منظور ہے لیکن کفر کے سامنے جھکنا منظور نہیں ہے۔

ہر ایشیٰ کی تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے جگر کی آگ مگر بجھی تو نہیں
جوا کی تیغ سے گردن بے وفا اشاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

یہ اہلحدیث کی تاریخ ہے کہ ان کے بڑے ہمیشہ سے اپنی گردنیں کٹواتے آئے ہیں۔ قرآن و حدیث کی بالادستی کے لیے گردنیں کٹواتے آئے ہیں۔ مجھے تو یاد آیا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بالاکوٹ والے سننے والو بات نوٹ کرنے والی ہے۔ اللہ ہماری اولادوں کو بھی اس طرح کا بنا آمین۔ ہماری اولادوں کو تو یہ یاد ہوتا ہے کہ بسنت کب آنی ہے۔ فلاں دن ہندوؤں کی رسم کون سی آنی ہے۔ ایک سترہ سالہ بچہ ابھی داڑھی مونچھ کے بال بھی نہیں آئے۔ یہ اپنی ماں سے اجازتیں لیتا ہے اور شاہِ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے قافلہ میں شامل

ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ گیا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے بچے ابھی تو تمہارے کھیلنے کے دن ہیں۔ کہاں آ گئے ہو۔ معلوم ہے تمہیں کہ ہمیں رات کو بیدار ہو کر جائے نماز پر کھڑا ہونا ہوتا ہے۔ رات کو تہجد پڑھنا پڑتی ہے اور دن کو تلواروں کے سایہ میں لڑنا ہوتا ہے۔ ننگا پہاڑوں پر پتھروں پر چلنا پڑتا ہے۔ کئی کئی دن فاقوں میں رہنا پڑتا ہے۔ یہ بچہ کہتا ہے شاہ جی کوئی نئی بات کریں یہ سبق تو میری ماں نے گھر سے ہی پڑھا دیئے تھے۔

یہ ہے ہماری تاریخ اللہ اس پر قائم رکھے آمین۔ یہ شہید سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی۔ یہ شہید کون ہے۔ میں اور تم خرید و فروخت کرتے ہیں۔ مکان کا، دوکان کا، پراپرٹی کا، زمین کا، مال و دولت کا، کپڑے کا اور تجارت کا سودا کرتے ہیں۔ مگر نبی ﷺ کے یار کون ہیں یہ رب سے سودا کرتے ہیں اپنے مال اور جان کے بدلے جنت کا سودا کرتے ہیں۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝﴾

(التوبہ: 111)

جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑائی کرتے ہیں اور خود قتل ہوتے ہیں۔ شہید ہوتے ہیں اور کافروں کو جہنم رسید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جنت کا وعدہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرما آمین۔ قرآن کے پروانو بات سن لو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پہنچے وہ ابن زیاد کہنے لگا۔ ان تینوں شرائط میں سے مجھے ایک بھی منظور نہیں ہے۔ ہم نے لڑنا ہے۔ ہم نے تمہارے ساتھ جنگ کرنی ہے یا بیعت کرو یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بیعت نہیں کرنی ہے جنگ کرنی ہے تو آؤ کر لو۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کے بھتیجے عون اور محمد یہ نکلتے ہیں۔ دونوں ہی شہید ہو جاتے ہیں۔ شہزادہ علی

اکبر نکلتا ہے۔ یہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہو جاتا ہے۔ جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا لخت جگر علی اکبر شہید ہوتا ہے تو خیموں سے سسکیوں کی آواز آرہی ہے۔ خیموں سے رونے کی آواز آرہی ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خیمے میں جب جاتے ہیں تو کیا دیکھا ماں جنی بہن زینب رضی اللہ عنہا رو رہی ہے۔ کہنے لگے اے ماں جنی بہن کیوں رو رہی ہو۔ بہن کہنے لگی اے بھائی بات یہ ہے مجھے معلوم ہے کہ تم نے شہید تو ہو جانا ہے لیکن میں تمہاری شہادت کی وجہ سے نہیں رو رہی ہوں۔ مجھے آنسو تو اس بات سے آرہے ہیں کہ ان ظالموں نے بے وفائی کر کے تمہیں مظلومانہ طریقے سے شہید کرنا ہے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے زینب! میری ماں جنی بہن میری شہادت پر صبر کرنا۔ ماتم، بین، گریبان چاک نہیں کرنے ہیں۔ اپنے چہرے پر طمانچے نہیں مارنے ہیں۔ میں تو ایک روایت میں پڑھا ہے۔ الفاظ سن لو جب یزید کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ سیّدہ زینب کوفہ کے بازاروں میں سے گزر رہی ہیں۔ دیکھا کہ کوفہ والے رو رہے ہیں۔ کہتی ہیں امابعد سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ایک خطبہ پڑھتی ہیں: "اَمَّا بَعْدُ یَا اَھْلَ الْکُوْفَۃِ اَتَبْکُوْنَ وَتَلُمُّوْنَ اِبْنِیْ وَاللّٰہِ فَابْکُوْا کَثِیْرًا وَضْحَکُوْا قَلِیْلًا. آمین کہہ دو۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں روتے کیوں ہو۔ کہنے لگے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں رو رہے ہیں۔

فرمانے لگیں اگر رونے والے تم ہو تو شہید کرنے والے کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ مارنے والے بھی خود اور واویلا کرنے والے بھی خود ہیں۔ مارنے والے بھی خود اور وین کرنے والے بھی خود ہیں۔ کس طرح ﴿وجاؤو آبھم اشاء یبکون۝﴾ برادران یوسف علیہ السلام کہتے ہیں۔ روتے ہوئے آئے اور کہتے ہیں ابا جی جتنا چاہے سچ بولیں مگر آپ نے یقین نہیں کرنا ہے۔ کانے کو اپنی کان کا پہلے ہی پتہ ہوتا ہے۔ خود ہی شہید کرنے والے اور خود ہی ماتم کرنے والے ہیں۔ ایک پنجابی کا شاعر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بات کا ترجمہ کر گیا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تمہیں قیامت تک رونا ہی نصیب ہو۔ کبھی تمہیں ہنسنا نصیب نہ ہو۔ وہ پنجابی کا شاعر بات کر گیا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

کراں دعا خداوند اگے سچے دلوں بجانوں
شالا روندے پلدے جاؤ او سارے اس جہانوں

کہتی کیا ہیں:

خوشی تہانوں کدی نہ آوے تے نہ رب کدی ہساوے
او روز حشر تک وقت تہاڈا اینویں ای رب لنگاوے

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں خود ہی شہید کرنے والے ہو اور خود ہی ماتم کرنے والے ہو۔ خود ہی بین کرنے والے ہو۔

بخاری کی روایت ہے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْجُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوى الْجَاهِلِيَّةِ ."

"جو مصیبت کے وقت، پریشانی کے وقت اپنے چہرے پر طمانچے مارتا ہے۔ اپنا گریبان چاک کرتا ہے۔ اپنے کپڑے پھاڑتا ہے۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔"

اللہ اگر خوشی آئے تو شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ اللہ مصیبت آئے تو صبر کرنے کی توفیق عطا فرما آمین۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کو سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اے میرے بھائی یہ چھوٹا سا بچہ علی اصغر چند مہینوں کا ہے۔ اس کو پیاس لگی ہے۔ بعض روایات میں لکھا ہے کہ پانی تین دن بند رہا۔ کئی کہتے ہیں پانی بند ہی نہیں ہوا۔ کئی کہتے ہیں پانی تین دن بند رہا۔ میں کہتا ہوں تین دن پانی بند رہا اور یہ ظلم ہے۔ یہ زیادتی ہے۔ یہ ظلم کیا گیا۔ جس کا تین دن پانی بند ہوا ٹی وی بھی لکھتا ہے۔ ٹی وی بھی بیان کرتا ہے۔ ریڈیو بھی کہتا ہے۔ اخباریں بھی کہتی ہیں وہ بڑا شہید ہے۔ وہ بڑا مظلوم ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ بڑا مظلوم ہے۔

دوستو! جس کا تین دن پانی بند وہ تو مظلوم ہے۔ لیکن جس کا چالیس دن پانی بند رہا وہ مظلوم نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا انصاف ہے۔ وہ جس کا چالیس دن کھانا بھی بند اور پانی بھی

بند اُس جیسا مظلوم کوئی نہیں نظر آ تا ہے۔ شہداء بڑے اور شہداء کے جنازے اُٹھتے ہیں تو لوگ عطر پھینکتے ہیں۔ گلاب کی پتیاں پھینکتے ہیں۔ موتیوں کی پتیاں پھینکتے ہیں مگر عثمان رضی اللہ عنہ ایسا شہید ہے۔ جس کے جنازے پر بھی پتھر پڑتے ہیں۔ شہید تو بڑے ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے سے بچے کو ہاتھوں پر اُٹھا کر لائے اور کہتے ہیں۔ اے کوفہ والو میری بات تو ہوسکتی ہے مجھ سے دشمنی تو تمہیں ہوسکتی ہے۔ یہ چند مہینوں کا بچہ اس سے تمہیں کیا دشمنی ہے۔ اسے پانی کا گھونٹ دے دو۔ ایک ظالم تیر مارتا ہے اور تیر علی اصغر کے حلق میں آ کر لگتا ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ تیر نکالتے ہیں۔ خون کا چشمہ نکلتا ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ جو ہے خون سے بھرتے ہیں۔ علی اصغر کے جسم پر مل دیتے ہیں۔ آسمان کی طرف منہ کرکے کہتے ہیں۔ آسمانوں والے یہ چھوٹا سا بچہ اللہ میں نے یہ بھی تمہارے راستہ میں قربان کردیا ہے۔

خود چھوٹی سی قبر نکالتے ہیں۔ علی اصغر کو دفنا دیتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں:

کڈ نکی جی قبر حسین علی اصغر آپ دفنا دتا

اودے او ما لکا کج نمیں رکھیا کول میں پلہ جاڑ حسین وکھا دتا

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خود تلوار پکڑ کر نکلتے ہیں۔ ایک تیر لگا دو تیر لگے۔ میں نے تو ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ چونتیس تلواروں کے زخم آتے ہیں اور بتیس تیروں اور نیزوں کے زخم آتے ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ گرتے ہیں۔ ایک ظالم بے ایمان آگے بڑھتا ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی گردن کاٹتا ہے اور سر اُتار کر ٹرے میں رکھ لیتا ہے۔ اس ٹرے ڈش میں رکھ لیتا ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر جو ہے یہ دمشق کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ ابن زیاد جو ہے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں پر کوڑے مارتا ہے۔ ایک صحابی اُٹھا کہتا ہے اے بدبخت! ان ہونٹوں پر کوڑے کیوں مارتے ہو۔ میں نے آقا علیہ السلام کو دیکھا آقا ان ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر ان کو چومتے رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جنتی ہیں سب کہو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے گھر والے بھی جنتی ہیں۔ آقا علیہ السلام کے سب خلفاء رضی اللہ عنہم بھی جنتی ہیں۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سبق دیا کہ جہاں جبر ہو۔ ظلم ہو کتنا منظور کرلو۔ مگر جھکنا منظور نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں بھی اس بات پر عہد کرنا چاہیے کہ دین اسلام کے لیے اگر کوئی وقت آیا تو ہم جانوں کی قربانی دیں گے۔ لیکن کفر کے آگے جھکیں گے نہیں۔ ان شاء اللہ الرحمٰن اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری حاضری اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جنگِ بدر

﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (آل عمران : 123)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ میں سنا۔ یہ مقام عالی شان اللہ رب رحمان کے مقدس قرآن کا چوتھا پارہ سورۃ کا نام آل عمران ہے۔ ماہِ رمضان کا آج تیسرا خطبہ جمعہ ہے اور اٹھارہ رمضان المبارک ہے۔ مغفرت کا یہ حصہ بیت رہا ہے پہلا رحمت کا دوسرا مغفرت کا اور آخری جہنم سے آزادی حاصل کرنے کا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میری التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا اپنے گھر کے اندر بیٹھنا اپنے دربار کے اندر قبول ومنظور فرما۔ آمین! دوران خطبہ جمعہ ہمہ تن گوش بن کر آسمانوں والے رب کا قرآن سنو اور صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانثاری اور اُن کی وفاداری کا تذکرہ سماعت کرو۔

آمنہ کے لال جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے سر زمین مکہ کے اندر جب اعلان نبوت فرمایا آپ کا وہ تیرہ سالہ دور جو مکی گزرا جن صعوبتوں، جن تکلیفوں جن دکھوں اور پریشانیوں کا دور گزرا اُس سے احادیث کا تفاسیر کا، سیرت کا مطالعہ کرنے والے احباب واقف ہیں آگاہ ہیں حالات بدلتے بدلتے اس مرحلے تک پہنچ گئے کہ میرے اور تمہارے پیر و مرشد کو حکم ربی کے تحت مکہ کو چھوڑ کر مدینہ جا کر ڈیرے لگانا پڑے۔ مگر مکہ والوں نے آمنہ کے لال علیہ السلام کو مدینہ کے اندر بھی سکون کے ساتھ نہ رہنے دیا۔ ہر روز کوئی نہ کوئی بہانہ اور کوئی نہ کوئی منصوبہ انہوں نے بنائے رکھنا اور مسلمان یعنی کہ میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس وقت کے انتظار میں تھے کہ کب ہمیں اجازت نصیب ہو اور ہم ان کافروں سے دست بدست لڑائی

کریں جنگ کریں دو سال کا عرصہ ہجرت کا گزرا رمضان المبارک کا مہینہ ہے آمنہ کے لال علیہ السلام کا جنگ کا کوئی ارادہ نہیں۔ مفسرین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ابوسفیان ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا، یہ اپنا تجارت کا قافلہ لے کر مکہ گیا، مکہ سے شام گیا میرے آقا علیہ السلام کے دو صحابی سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما ان کو حالات کا پتہ کرنے کے لیے بھیجا۔ پتہ چلا کہ ابو سفیان شام سے واپس آ رہا ہے اور اس کے پاس کم از کم ایک ہزار اونٹوں کی تعداد ہے اور کم از کم پچاس ہزار دینار کا ساز وسامان ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نکلو ہو سکتا ہے وہ ساز وسامان ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر مل جائے۔

مگر ابوسفیان بھی بڑا ہوشیار و چالاک تھا۔ اس نے بھی اپنے آدمی اپنے قافلہ کے آگے آگے جاسوسی کے لیے بھیجے ہیں۔ انہوں نے اطلاع دی کہ اے سردار ابوسفیان اس طرح حالات نظر آ رہے ہیں۔ ابوسفیان نے راستہ بدل لیا۔ راستہ بدل کر اس نے مکہ کی طرف سفر شروع کر دیا۔ میرے آقا علیہ السلام نے جب فرمایا کہ نکلو شرط عائد نہیں کی تھی کہ ضرور جانا ہے یہ تو پتہ ہی نہیں تھا کہ جنگ شروع ہو جانی ہے۔ جو چلے گئے سو چلے گئے۔ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہوں نے بھی تیاری کی سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا یہ بیمار ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ تم ساتھ نہ جاؤ۔ یہاں رُک کر اپنی بیوی کی تیمار داری کرو بیمار پرسی کرو جو حالات ہوں گے میں تمہیں اپنے ساتھ برابر کا شریک سمجھوں گا۔ میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ جو تعداد ہے وہ کم از کم تین سو تیرہ کی تعداد ہے ایک روایت میں چودہ اور ایک روایت میں پندرہ ہے ایک روایت میں سترہ ہے۔

میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم نکل پڑے۔ اور ابوسفیان کا قافلہ ان کی گرفت سے بچ نکلا میرے آقا علیہ السلام بدر کے قریب پہنچ گئے اُدھر سے ابوسفیان نے مکہ آدمی بھیج کر اعلان کروا دیا اے مکہ والو! تمہارے ساز وسامان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی لوٹنا چاہتے ہیں اپنے قبضے میں کرنا چاہتے ہیں تم میری مدد کو پہنچو۔ ابوجہل اور اس کے حواری اور مکہ کے گرد ونواح کے قبائل تمام کی تعداد تیرہ سو بن گئی۔ یہ نکلے یہ بھی بدر کے قریب قریب

پہنچ رہے ہیں میرے آقا علیہ السلام جب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو لے کر بدر کے قریب پہنچے اے مسلمانوں اپنے آقا کی شجاعت اور بہادری کی طرف غور کرنا میرے آقا علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو روکا اور آقا بذاتِ خود اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالات کا پتہ کرنے کے لیے نکلے۔آج بھی جرنیل ہیں یہ جنگ کرنے نکلتے ہیں تو سب کے بعد گھر سے نکلتے ہیں۔ جب گھر آتے ہیں تو سب سے پہلے آتے ہیں مگر میرے آقا علیہ السلام کا طریقہ کیا تھا، میرے آقا علیہ السلام جب جنگ کے لیے نکلتے تو سب سے آگے جاتے اور واپس آتے تو سب سے پیچھے آتے۔

میرے آقا علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا بوڑھا سا آدمی ہے آپ جا کر اُس سے پوچھتے ہیں یہاں تم نے کوئی قافلے نہیں دیکھے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارہ اور مکہ کے لشکر کے بارہ میں پوچھا۔ان دونوں کے بارہ میں سوال کا مقصد یہ تھا کہ یہ شکوک وشبہات میں مبتلا نہ ہو۔ وہ جو آدمی تھا کہنے لگا کہ میں تمہیں نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں؟ پہلے آپ اپنا تعارف کروائیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ۔پہلے تم ہمیں بتاؤ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ آدمی کہنے لگا کہ پہلے آپ بتاؤ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں پہلے تم بتاؤ میں بعد میں اپنا تعارف کرواؤں گا۔ کہنے لگا مجھے پتہ چلا ہے کہ مکہ سے فلاں دن کا قافلہ چلا ہے۔ وہ چلتا چلتا اُس دن کا آج فلاں مقام پر پہنچا ہوگا اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ مدینہ سے ایک لشکر بھی چلا ہے وہ فلاں دن چلا ہے وہ اس دن کا سفر کرتا کرتا آج فلاں مقام پر پہنچا ہوگا بوڑھے آدمی اکثر حساب کتاب لگا لیتے ہیں وہ بات جو اُس نے کی وہ سفر کی مناسبت ،وقت کا اندازہ لگا کر اُس نے جو بات کی وہ بالکل درست نکلی۔ کہ آقا کا لشکر جہاں اس نے نشاندہی کی وہاں موجود ہے۔ اور کافر مکہ والے ان کا جو لشکر ہے وہ اس جگہ پر موجود ہے یہ کہنے لگا اب آپ اپنا تعارف کروائیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ہم پانی میں سے ہیں میرے آقا علیہ السلام بات کر کے چل پڑے۔ کہنے لگا پانی میں سے ہیں کون سے پانی میں سے ہو عجیب آدمی ہو تم اپنی بات مجھے نہیں بتا رہے ہو وہ عجیب وغریب باتیں کرتا رہا۔ مگر میرے آقا علیہ السلام چلے گئے۔ رب کے حبیب نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ کیا اور

میرے آقا ﷺ نے حالات کا اندازہ لگایا۔ اُدھر ابو جہل کے ساتھ تیرہ سو کی تعداد میں جو آدمی تھے ان میں سے تین سو جو آدمی تھے وہ واپس چلے گئے ایک ہزار باقی رہ گئے جو عتبہ ہے اس کے ساتھ ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ جس مقصد کے لیے ہم آئے تھے اس کی ضرورت پیش نہیں آئی ہمیں واپس چلا جانا چاہیے مگر یہ ابو جہل کہنے لگا یہ نہیں ہو سکتا ہم نے بدر کے مقام میں جانا ہے وہاں جا کر پڑاؤ ڈالنا ہے وہاں جا کر اونٹ ذبح کرنے ہیں اور ناچنے گانے والی عورتیں وہاں ناچیں گی اور گانا گائیں گی۔

ہم شراب پئیں گے اور مسلمانوں پر ہمارا رعب اور دبدبہ ہو جائے گا۔ عتبہ ایک جہاں دید حالات کو سمجھنے والا آدمی تھا اس نے کہا اے ابو جہل باز آ جاؤ رہنے دو۔ اگر لڑائی ہوئی ان کے آدمی قتل ہو گئے تو پھر بھی وہ ہمارے کچھ لگتے ہیں اگر ہمارے مارے گئے تو پھر ہمارا نقصان ہے اس بات سے باز آ جاؤ مگر ابو جہل غرور اور تکبر کرتا تھا، کہنے لگا نہیں نہیں میں واپس نہیں جاؤں گا۔ یہ ابو جہل جو ہے اس کے پاس اتنے اونٹ ہیں اتنے اونٹ ہیں کہ یہ ایک دن میں نو اونٹ ذبح کرتا۔ اور ایک دن دس اونٹ ذبح کرتا تھا میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا جو لشکر ہے اس میں صرف دو گھوڑے ہیں پروانو ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان دیکھنا ان کا جذبہ دیکھنا اور آقا علیہ السلام کے ساتھ پیار اور محبت دیکھنا، میرے آقا علیہ السلام نے حالات کی نزاکت کو سمجھا اور جہانوں کے پیر نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شوریٰ کا اجلاس بلایا۔

میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں:

اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین مجھے مشورہ دو کیا کرنا چاہیے۔

اگر ان کے ساتھ جنگ ہو جائے تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ میرے نبی جناب محمد ﷺ کے یار ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھتے ہیں کہتے ہیں سوہنیا ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر آپ لڑائی کریں تو ہم تیار ہیں میرے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اُٹھتے ہیں اور کہتے ہیں سوہنیا جس طرح آپ آرڈر دیں ہم تیار ہیں۔ ایک اور صحابی اٹھتے ہیں وہ بھی اٹھ کر کہتے ہیں سوہنیا جس طرح آپ فرمائیں ہم تیار ہیں مگر میرے نبی ﷺ کا جو اشارہ ہے وہ انصار کی طرف ہے

میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے مشورہ دو مجھے مشورہ دو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُٹھتے ہیں اُٹھ کر رب کی حمد وثنا بیان کرتے ہیں اور ساتھ کہتے ہیں اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس طرح محسوس ہو رہا ہے جس طرح آپ کا اشارہ انصار کی طرف ہے کہ انصار سے جو آپ کی رائے ۔ ہے اس کے بارہ میں آپ ان کا مؤقف جاننا چاہتے ہو، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں اے میرے آقا بات یہ ہے:

ہم نبی موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں کریں گے نبی موسیٰ کی قوم نے کھا پی کر کہا: ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝﴾ (المائدۃ: 24) بات سنا نبی موسیٰ پر یہ بھی ٹائم آیا جب فرعون سے لڑائی کا وقت آیا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے مخاطب ہیں اپنی قوم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اے میری قوم کے لوگو یہ کہتے ہیں کیا بات ہے موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اس طرح کرو یہ جو شہر ہے اس میں داخل ہو جاؤ اور قوم آگے سے بول کر جواب دیتی ہے: نبی موسیٰ کہتے ہیں۔ ﴿يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ۝﴾ (المائدہ: 21) موسیٰ کہتے ہیں اس شہر میں داخل ہو جاؤ قوم آگے سے کہتی ہے۔ ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۝﴾ (المائدہ: 21) اے نبی موسیٰ بات یہ ہے ہم تو کھانے پینے والے لوگ ہیں۔ ہم لڑائی کرنے والے نہیں ہیں جنگ کرنے والے آدمی اور ڈھونڈ لو۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ہم نے اس شہر میں داخل نہیں ہونا وہاں تو بڑے بڑے طاقت ور لوگ رہتے ہیں۔ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا ہم داخل نہیں ہوں گے حَتّٰى یَخْرُجُوْا مِنْهَا جب تک وہ شہر سے نکل نہ جائیں۔ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا وہ جب شہر سے نکل جائیں گے فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا جب وہ نکل جائیں گے تو ہمیں بتا دینا۔ جب شہر خالی ہو جائے گا۔ فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ہم پھر آرام سے اُس شہر میں داخل ہو جائیں گے۔

آگے چلتے چلتے میرے رب نے ان کی باتوں کی وضاحت کر دی یہ جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگ ہیں کہتے ہیں ﴿قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ (المائدہ: 24) آقا جی ہم تو کہیں گے ﴿فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا مَعَكُمَا قَاتِلُوْنَ﴾ انہوں نے کہا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ٥ نبی ﷺ کا یار کہہ رہا ہے۔ فَقَاتِلْ اِنَّا مَعَكُمَا قَاتِلُوْنَ آقا آپ بھی چلیں ہم بھی چلتے ہیں ہم کبھی آپ ﷺ کے دائیں ہو کر لڑیں گے اور کبھی آپ ﷺ کے بائیں ہو کر لڑیں گے کبھی آپ ﷺ کے آگے ہو کر لڑیں گے اور کبھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو کر لڑیں گے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کیا کہتے ہیں سبحان اللہ

اوہ ڈھڈوں بھکے تے پیروں ننگے	کون میرے آقا کے یار
اوہ ڈھڈوں بھکے تے پیروں ننگے	تن دوالے لیراں
نال نبی دے دوڑے جاون	کارن جنگ شریراں
بھک لگے تے پتر درختاں	اُو نال شادابی کھاندے
جس ذم نبی داچہرہ ویندے	فاقے یاد نہ رہندے

یہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے ہیں سوہنیا

ہم لڑنے کے لیے تیار ہیں ایک صحابی نے رائے دی آقا آپ کے لیے ایک خیمہ بنا دیا جائے۔ ایک چبوترہ بنا دیا جائے آپ اس میں قیام کریں آرام کریں اور یہاں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم پہرہ دیں گے حالات کسی طرح کے ہو سکتے ہیں میرے آقا علیہ السلام کو ایک اور صحابی نے مشورہ دیا آقا یہ جس جگہ آپ ﷺ ٹھہر گئے ہو یہ رب کا حکم ہے یا اپنی مرضی سے ٹھہرے ہو آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میں ویسے ہی ٹھہر گیا ہوں۔ صحابی کہنے لگا آقا پھر اس طرح کریں تھوڑا سا آگے بڑھ جائیں جو سب سے آخری کنواں ہے ہم وہاں جا کر پڑاؤ ڈال لیتے ہیں تاکہ مکہ والے اس کنویں سے پانی حاصل نہ کر سکیں پانی ہمارے پاس رہے گا میرے آقا ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے اور جو مسلمانوں کے حصہ میں جگہ آئی وہ ریتلی تھی جو

جگہ کافروں کے پاس وہ جگہ سخت تھی رب کی قدرت بارش بہت زیادہ ہوئی جس طرف کافروں کی جگہ تھی اس جگہ پر کیچڑ ہو گیا پھسلن ہو گئی۔ ریت والی جگہ پر بارش ہوئی اور یہ ان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو گئی۔

بات سننے والی ہے جہانوں کے پیر نے اپنے یار ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور میرے آ قا علیہ السلام نے کندھوں پر چادر وہ کملی ڈالی ہے اور آ قا ایک بات کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِكْ ھٰذِہِ الْعَصَابَةُ لَمْ تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا یہ جو مٹھی بھر لوگ ہیں اگر آج یہ ہلاک ہو گئے تو قیامت تک تمہاری عبادت کرنے والا کوئی نہیں آئے گا۔ اے میرے اللہ کیا تم یہ چاہتے ہو یہ ہلاک ہو جائیں اور تمہاری عبادت کوئی نہ کرے اے میرے اللہ میں مکہ کے اندر مکہ کی گلیوں کے اندر اللہ میں نے کانٹے برداشت کر کے بھی اللہ اپنی گردن میں کپڑے برداشت کر کے بھی اے میرے اللہ میں نے اپنے سر میں مکہ والوں کا کوڑا کرکٹ برداشت کر کے بھی اللہ اُن کے طعنے بھی برداشت کر کے اے اللہ اُن کے دکھ تکلیفاں اُٹھا کر اللہ میں ان ساتھیوں کو تیار کرتا رہا اے میرے اللہ وہ جو پودا میں نے سرزمین مکہ کے اندر لگایا اللہ وہ پودا بڑھتا بڑھتا اس کی کرنیں پھیلتی پھیلتی اس کی شاخیں نکلتی نکلتی اس سے لوگ فیض حاصل کرتے کرتے آج یہ جو مسلمان آ گئے ہیں۔

اور شاعر کیا کہتا ہے میرے آ قا علیہ السلام دعا کرتے ہیں۔

پھلا پھولا رہے یا رب یہ چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

میرے آ قا علیہ السلام دعا کر رہے ہیں رب کے سامنے سجدہ میں گر کر دعا کرتے ہیں کس سے مانگتے ہیں سب بولو اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں میں اس لیے کہا کرتا ہوں کہ تم بھی اس سے مانگو جس سے نبی آدم نے مانگا، نبی نوح نے مانگا، نبی ابراہیم نے مانگا، نبی اسماعیل نے مانگا، نبی زکریا نے مانگا، نبی یحییٰ نے مانگا، نبی اسحٰق نے مانگا، نبی ایوب علیہم السلام نے مانگا اس سے مانگا کرو جس سے سجدہ میں گر کر بدر کے میدان میں مانگتا ہے تو آمنہ کا لال صلی اللہ علیہ وسلم مانگتا

ہے اس سے مانگا کرو جس سے میرے آقا علیہ السلام مانگتے ہیں میرے آقا علیہ السلام دعا کر رہے ہیں:

پھلا پھولا رہے یا رب یہ چمن میری اُمیدوں کا

جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

میرے آقا علیہ السلام دعا کر رہے ہیں اور اتنی دعا کی کہ جو کملی ہے کندھوں سے نیچے جا گری اور میرے صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہیں کہتے ہیں سوہنیا کھڑے ہو جاؤ۔ صدیق رضی اللہ عنہ کا یقین وایمان ہے کہ جس کیفیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کر دیں گے۔ آقا علیہ السلام نے سر سجدہ سے اُٹھایا اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اپنے آگے جھکنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین! میرے آقا علیہ السلام نے سر اُٹھایا اور میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہو جاؤ یہ سامنے سفید گھوڑے پر بیٹھا جبرائیل علیہ السلام آ رہا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے صدیق! خوش ہو جاؤ وہ جبرائیل علیہ السلام آ رہا ہے۔ اور جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایک ہزار فرشتے بھی ہیں۔ پھر اور فرشتے آئے پانچ ہزار فرشتے آئے پروانو! بات سن لو صفیں سیدھی ہو رہی ہیں میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا فلاں جگہ پر فلاں کافر مرے گا فلاں جگہ پر فلاں کافر مرے گا فلاں جگہ پر فلاں مرے گا۔ اب کوئی مولوی کہہ سکتا ہے کہ نبی کو کس طرح پتہ ہے حدیث مبارکہ میں موجود ہے جنگ ہونے سے پہلے جو رات گزری ہے اس رات کو میرے آقا علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا۔ نبی کو جو خواب آتی ہے وہ رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم صفیں درست کر لو۔ صفیں درست ہو گئیں ادھر مدینہ کے اندر جو منافقین ہیں جو یہودی ہیں انہوں نے شور مچا دیا کہ اب مُسلمان بچ کر واپس نہیں آتے۔ مکہ والوں کی اتنی تعداد ہے۔ یہ تین سو تیرہ گئے ہیں نہ ان کے پاس کوئی ساز و سامان ہے لیکن جب فتح رب دے تو کوئی نہیں روک سکتا ہے۔

میرے آقا علیہ السلام کی پیاری بیٹی سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہیں۔ ان کے کان میں بھی ان منافقین کی آواز پڑی کہ آمنہ کے لال جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہیں آتے۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ایک بات کرتی ہیں کہتی ہیں اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جی جاؤ مدینہ سے باہر نکل کر دیکھو میرے

ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کی کیا خبر ہے اُن کے کیا حالات ہیں سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر نکلتے ہیں کھڑے ہو ہو کر واپس آ جاتے ہیں واپس آ کر کہتے ہیں اے پیاری رقیہ رضی اللہ عنہا ابھی تک کوئی خبر نہیں ہے ابھی تک تو حالات کا کوئی پتہ نہیں لگ رہا ہے۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار بھی ہیں اور اپنا ہاتھ اٹھا لیتی ہیں۔ ساتھ کہتی ہیں یَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ اے قائم دائم رہنے والے اے زندہ رہنے والے میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کو فتح عطا کر دے۔ آمین! ساتھیو اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ رب ان بیٹیوں کے اٹھے ہاتھ خالی نہیں لوٹاتا۔ ان بیٹیوں کے اٹھے ہاتھ خالی نہیں لوٹتے ہے سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دعا کرتی ہیں۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ اللہ میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کو فتح عطا کر دے۔ تھوڑی دیر گزرتی ہے پھر کہتی ہیں اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جی جاؤ اب جا کر پتہ کر کے آؤ۔ کیا حالات ہیں۔ کیا خبر ہے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جاتے ہیں کھڑے ہو ہو کر واپس آ جاتے ہیں۔ پھر آ کر کہتے ہیں اے پیاری رقیہ رضی اللہ عنہا ابھی تک تو کوئی خبریں نہیں آئیں۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا پھر ہاتھ اٹھاتی ہیں کہتی ہیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ اللہ میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کو فتح عطا کر دے۔ دعا کر کے تھوڑی دیر کے بعد پھر کہتی ہیں اے پیارے عثمان رضی اللہ عنہ جی جاؤ پھر پتہ کر کے آؤ۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ جاتے ہیں پھر واپس آ جاتے ہیں آ کر کہتے ہیں اے رقیہ رضی اللہ عنہا ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی ہے۔ ادھر سے سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو موت کا پیغام بھی آ رہا ہے۔ بیماری والے ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف ہاتھ کیے ہیں کہتی ہیں۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔ اللہ میرے ابا جی اور میرے ابا جی کے ساتھیوں کو فتح عطا کر دے۔ ادھر سے عزرائیل علیہ السلام آ گیا۔ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بیماری والے جو ہاتھ آہستہ آہستہ نیچے ہونے لگ پڑے۔

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کا راستہ دیکھتے دیکھتے رب کو پیاری ہو گئیں۔ بات سننے والی ہے ادھر سے جب میرے آقا علیہ السلام جنگ سے واپس آتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کا استقبال

کرنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین باہر نکلتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کبھی دائیں دیکھتے ہیں کبھی بائیں دیکھتے ہیں، نہ ہی ان کو میرا عثمان رضی اللہ عنہ نظر آتا ہے ایک صحابی کہتا ہے آقا کس کو تلاش کر رہے ہو۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرا عثمان رضی اللہ عنہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں سوہنیا عثمان تو اب تک آپ کی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر سے واپس نہیں آئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دُلُّونِیْ عَلٰی قَبْرِهَا اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین مجھے میری رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر لے جاؤ مجھے میری رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر لے جاؤ۔ لوگو! ادھر سے سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دعائیں کرتی کرتی رب کو پیاری ہو گئیں۔ ادھر دعاؤں کی قبولیت کا ٹائم بھی آ گیا۔ میرے آقا علیہ السلام دُعائیں کر رہے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں سیدھی کر رہے ہیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ جو کافروں کا گروہ ہے یہ بہت جلد شکست کھائے گا۔ یہ جہنم رسید ہو گا اور اللہ مسلمانوں کو فتح عطا کریں گے۔ کافروں میں سے ایک آدمی نکلا اسد بن عبدالاسود یہ باہر نکل کر کہتا ہے۔ اے مسلمانوں یہ جو تمہارا چشمہ ہے میں نے اس میں سے پانی پینا ہے۔ میرے نبی کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر صف سے باہر نکلے کہنے لگے اے بدبخت ابھی نبی کے یار زندہ ہیں۔ تمہیں پانی ناپاک نہیں کرنے دیں گے تمہیں پانی نہیں پینے دیں گے۔ اس نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے وار روکا اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے وار کیا اور اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ زمین پر پھینک دیا یہ جو کافر ہے اپنے جسم کو گھسیٹتا گھسیٹتا اس حوض کی طرف جا رہا ہے قریب تھا کہ حوض کا پانی پی لیتا سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دوسرا وار کیا اور گردن ہی کاٹ دی۔ یہاں سے جنگ شروع ہو گئی۔ مکہ والوں کی طرف سے عتبہ، شیبہ اور ولید تین آدمی نکلے ادھر انصار میں سے ایک عوف دوسرے معبد اور تیسرے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین نکلے۔ مکہ والوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم انصار کی جماعت سے ہیں۔ مکہ والے غرور تکبر کرتے تھے۔

کہنے لگے تمہاری ہماری لڑائی اچھی نہیں لگتی۔ جاؤ ہمارے قبیلہ کے آدمی بھیجو جو آ کر ہم

سے لڑائی کریں۔ یاروں میں سے یاروں کی بہادری پر مان ہوتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کے سب یار بہادر تھے میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں میرے حمزہ تم بھی باہر نکلو، میرے پیارے علی تم بھی باہر نکلو، پروانو میرے آقا علیہ السلام کی یہ بات کرنے کی دیر تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلواریں نکالیں اور میدان میں نکل پڑے ابھی لمحات زیادہ نہیں گزرے ان کافروں کو جہنم رسید کر دیا۔

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ یہ میدان جنگ میں کھڑے ہیں میں آج ایک سیرت کی کتاب میں پڑھ رہا تھا، سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں میدانِ جنگ میں کھڑا ہوں۔ مجھے اس طرح محسوس ہوا کہ جس طرح کوئی دائیں طرف سے میری قمیض پکڑ کر ہلاتا ہے اور مجھے اپنی طرف بلاتا ہے زبان سے بولتا نہیں فرماتے ہیں ابھی میں اس طرف توجہ کرتا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بارہ تیرہ سال کا بچہ ہے۔ کہتے ہیں میں اس طرف دیکھ رہا ہوں اور مجھے اس طرح محسوس ہوا کہ جس طرح کوئی بائیں طرف سے میری قمیض پکڑ کر ہلا رہا ہے کہتے ہیں میں نے اس طرف دیکھا تو ایک چودہ پندرہ سال کا بچہ ہے۔ یہ بھی اشارے اشارے سے مجھے اپنی طرف بلاتا ہے۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ دائیں طرف والا بھی اشارے سے باتیں کرتا ہے اور بائیں طرف والا بھی اشاروں سے باتیں کرتا ہے فرماتے ہیں میں نے پوچھا اے لڑکو کیا بات ہے تم کیا لینے آئے ہو۔ کہتے ہیں چاچا جی ہمیں بتاؤ کافروں میں ابو جہل کون ہے۔ اے مسلمانو! تم بھی کبھی غور کیا کرو ہمارا ایمان کتنا ہے۔ ہم پانچ پانچ من کی لاش لے کر چلتے پھر رہے ہیں۔ جہاد کرنے سے ہمیں ڈر آتا ہے۔ اللہ جہاں جہاں مجاہدین لڑ رہے ہیں۔ اللہ ان کو فتح عطا فرما۔ آمین! سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ دونوں بچے ایک میرے بائیں اور ایک میرے دائیں طرف کھڑا ہے ادھر سے جب صفیں سیدھی ہو رہی تھیں۔

میں نے ایک روایت میں یہ بھی پڑھا ہے کہ جہانوں کے پیر کی نظر پڑی۔ جو چھوٹا بچہ ہے عمر میں بھی قد میں بھی جسمانی لحاظ سے طاقت میں بھی یہ کیا کرتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صف میں کھڑا ہے اور اپنی ایڑھیاں اُٹھا اُٹھا کر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے برابر ہونے کی کوشش کرتا

ہے کہ میں ان کے برابر نظر آؤں گا اور آقا علیہ السلام مجھے بھی اجازت دے دیں گے۔ میرے آقا علیہ السلام کی نظر پڑی فرمایا اے بچے آؤ کیا لینے آئے ہو کہتا ہے سوہنیا میں جنگ کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں تمہیں اجازت نہیں ہے۔ تم نہیں جا سکتے کہتا ہے سوہنیا آپ کا حکم سر تسلیم خم آقا اگر اجازت ہو تو میں چھوٹی سی عرض کر سکتا ہوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کرو کیا بات کرنی ہے۔ بات کرنے پر تو پابندی نہیں ہے۔ تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کہتا ہے سوہنیا یہ ساتھ میرا بھائی کھڑا ہے یہ زیادہ سے زیادہ سال یا ڈیڑھ سال مجھ سے بڑا ہے۔ آقا اسے آپ نے اجازت دے دی ہے یہ جا سکتا ہے تو میں کیوں نہیں جا سکتا سوہنیا آپ اس طرح کریں میری اور میرے بھائی کی یہاں کشتی کروا لیں میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اچھا پھر کیا ہوگا۔ آقا اگر میں اپنے بڑے بھائی کو گرا دوں تو پھر لے جاؤ گے۔ تم بات نہیں سمجھے یہ اس نوجوان کا ذوق تھا۔ اس کا جہاد والا جذبہ تھا، شوقِ شہادت تھا آقا میں گرا دوں تو اجازت ہے۔ آقا فرماتے ہیں ہاں پھر اجازت ہے۔ اب آگے والی بات سن لو۔ آقا علیہ السلام ایک اور بات اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے بھائی سے کر لوں۔ آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جاؤ تمہیں یہ بھی اجازت ہے کر لو، یہ اپنے بھائی کے پاس جا کر کہتا ہے اے میرے بھائی تم عمر میں بھی، قد کاٹھ میں بھی، طاقت میں بھی مجھ سے بڑے ہو۔ میں تمہیں گرا تو نہیں سکتا، مگر میرے بھائی رب کا واسطہ ہے جب میں زور لگاؤں تو تم زور نہ لگانا۔ میں زور لگاؤں گا تم زمین پر گر جانا میں تمہارے سینہ پر بیٹھ جاؤں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ اس نے کشتی شروع کی بڑا بھائی گر جاتا ہے اور چھوٹا بھائی سینہ پر بیٹھ جاتا ہے۔ کہتا ہے اے میرے آقا علیہ السلام میری طرف دیکھو تو سہی میں نے اس کو گرا لیا ہے۔ اس کو میں نے شکست دے دی ہے۔ آقا یہ ہار گیا ہے اور میں جیت گیا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس کا شوق دیکھا فرمایا تمہیں اجازت ہے یہ بچے جو ہیں۔ میں نے یہ بھی سیرت کی کتاب میں پڑھا ہے میرے آقا جب گئے یہ بچے باہر گلی میں کھیل رہے ہیں کھیلتے کھیلتے گھر آئے انہوں نے دیکھا ان کی بوڑھی ماں صحن کے ایک کونے میں بیٹھ کر زارو قطار روتی ہے

بچوں نے آ کر ماں کو روتے دیکھا۔ کہتے ہیں ماں کیا بات ہے۔ کس لیے رو رہی ہو یہ کہتی ہے بیٹو میں کیا جواب دوں آج میرے نبی نے جنگ کا اعلان کر دیا ہے وہ تو اور ارادے کے ساتھ تھے مگر وہاں آمنا سامنا ہو گیا ہے میں سوچ رہی ہوں تم ابھی چھوٹے ہو اگر جوان ہوتے تو میں تمہیں بھی روانہ کر دیتی۔ ساتھ کہتی ہے اے میرے بیٹو ایک ابوجہل ہے جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتا ہے توبہ اللہ میری توبہ یہ بچے کہتے ہیں ماں جی اجازت دینا آپ کا کام ہے اور ابوجہل کو مارنا ہمارا کام ہے۔ ہماری مائیں کہتی ہیں اے بیٹو مسجد میں نہ جانا وہاں بم چل جائے گا۔ مولویوں کے ساتھ نہ چلنا انہوں نے تو حرام موت مرنا ہے تم نے کونسی موت مرنا ہے۔

اللہ ہماری ماؤں کو بھی اس طرح کا ایمان نصیب فرما۔ آمین! پروانو! بات سننے والی ہے یہ بچے آئے اور سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا چاچا جی ہمیں ابھی بتاؤ ابوجہل کہاں ہے۔ دیکھو خود کتنی عمر کے ہیں اور پوچھتے کس سے ہیں ہمارا کام یہ ہے کہ ہم نے اپنے سے غریب ڈھونڈ کر مارنا ہوتا ہے طاقت ور کو دیکھ کر ہم راستہ بنا کر نکل جاتے ہیں۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اے بچو تم چھوٹے چھوٹے ہو تم بتاؤ کہ تم نے ابوجہل سے کیا کہنا ہے۔ یہ بچے جو بات کرتے ہیں سونے کے پانی سے لکھنے والی ہے۔ کہتے ہیں چچا جی ابوجہل نے نہ ہمارا باپ مارا ہے اور نہ اُس نے ہماری ماں کو مارا ہے چچا جی بات یہ ہے ہم نے اپنی بوڑھی ماں سے سنا ہے۔ کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو بُرا کہتا ہے۔ اور ہمارے نبی کو گالیاں دیتا ہے چچا جی ہم آج گھر سے نکلے ہیں تو اپنی بوڑھی ماں سے وعدہ کر کے نکلے ہیں اے پیدا کرنے والی ماں آج یا تو گالیاں نکالنے والی زبان باقی رہے گی یا ہم باقی رہیں گے۔ ساتھ کہتے ہیں۔

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں تم کیا کہو گے بچے کہتے ہیں وہ ابوجہل کرتا کیا ہے۔ غلامانِ محمد ﷺ تم دیکھو وہ نبی کے یار گردنیں کٹوانے کے لیے تیار ہیں اور تم درود پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہو۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں بچو تم نے کیا کہنا ہے

کہتے ہیں۔

مر جائیں گے یا مار دیں گے ناری کو

اللہ میرے شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کامونکی والے اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ آمین! بچے کیا کہتے ہیں۔

مر جائیں گے یا مار دیں گے ناری کو
سنا ہے کہ وہ گالیاں دیتا ہے محبوبِ باری کو

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پھر کہتے ہیں بچو تم چھوٹے چھوٹے ہو تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا، بچے جواب دیتے ہیں کہتے ہیں۔

غلامانِ محمد سر کٹوانے سے نہیں ڈرتے
یہ سر رہ جائے یا کٹ جائے پرواہ نہیں کرتے

بچوں نے جب اتنا جواب دیا سیّدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ میری باتیں ہو رہی ہیں اور سامنے سے ابو جہل گھوڑے پر بیٹھا جو کافی اونچا نوجوان ہے وہ اپنے ساتھیوں کی صفیں سیدھی کرتا آرہا ہے۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے بچو وہ سامنے گھوڑے پر ابو جہل ہی ہے۔ اس کتاب کے اتارنے والے کی قسم ہے جاؤ سیرت کی کتاب پڑھ لو سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی میرے منہ سے بات مکمل نہیں ہوتی ہے بچے شہبازوں، شاہینوں کی طرح اُڑتے ہیں بھاگتے ہیں اور دوڑتے ہیں جا کر تلواریں چلاتے ہیں اور ابو جہل کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ کر اُس کو زمین پر گرا لیتے ہیں۔ یہ ہیں نبی کے یار اللہ ہمیں نبی کے ان یاروں کا یار بنا۔ آمین! اللہ نبی کے ان یاروں کا ہمیں وفادار بنا۔ آمین! اللہ نبی کے ان یاروں کا ہمیں جانثار بنا۔ آمین!

گھوڑے سے اس کو گرا کر زمین پر گرا دیا۔ دونوں بچے اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ تلواریں مارتے ہیں خنجر مارتے ہیں ساتھ کہتے ہیں اے بدبخت کونسی زبان سے ہمارے نبی کو بُرا بھلا کہتا تھا، کونسی زبان سے ہمارے نبی کو گالیاں دیتا تھا، کونسی زبان سے ہمارے نبی کو دُکھ

دیتا تھا، کونسی زبان سے ہمارے نبی کو طعنے اور معنے مارتا تھا، کونسے ہاتھوں سے نبی کو پتھر مارتا تھا۔ آج تمہاری زبان کاٹ دیں گے آج تمہارے ہاتھ کاٹ دیں گے اس کو مار رہے ہیں دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں غرور تکبر سے بچالے۔ آمین! ابوجہل اتنا بے ایمان تھا، مرتے مرتے بھی اس نے غرور وتکبر کو نہ چھوڑا۔ جو ابلیس تھا وہ سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ اب فرشتے آگئے ہیں۔ فرشتوں کو دیکھ کر ابلیس دوڑنے لگا اُلٹے پاؤں بھاگنے لگا ایک کافر کہتا ہے کہاں جارہے ہو اُس نے سمجھا کہ یہ قبیلے کا سردار ہے کیونکہ یہ انسانی شکل میں آیا تھا۔

یہ جب بھاگا اس سردار نے اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی یہ شیطان اس سے کہتا ہے پیچھے ہٹو میرا راستہ چھوڑ دو۔ جو چیزیں مجھے نظر آرہی ہیں وہ تمہیں نظر نہیں آرہی ہیں اس کے سینے پر مکا مارا اور اس سردار کو زمین پر گرایا اور خود بھاگ گیا۔ جا کر سمندر میں داخل ہوگیا اُدھر سے ابوجہل مرتا مرتا ایک بات کرتا ہے کہتا ہے اے لڑکو تم نے مجھے قتل تو کر دیا ہے تم نے مجھے مار تو دیا ہے اب تم نے میری گردن اتارنی ہے تو اس طرح کرنا میری گردن ذرا لمبی کر کے اتارنا۔ تاکہ دیکھنے والے کو پتہ چلے کہ یہ کسی سردار کی گردن ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کے چودہ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم رسید ہوگئے کچھ کافر قیدی بن گئے بات سننے والی ہے قرآن کے پروانو! میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کر دی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو قید کر لو۔ قید کر لیا گیا۔ مدینہ لے گئے میرے آقا علیہ السلام جب فتح ہوئی تو اس میدان میں آپ کی عادت تھی کہ تین دن اور تین راتیں قیام کرتے تھے۔

وہاں ہی ٹھہرتے اور تین دن بعد میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ قیدی بنائے اور ان قیدیوں میں میرے نبی کا ایک داماد ابوالعاص بھی ہے۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھی اُن کا خاوند ابوالعاص تھا، یہ بھی قیدی ہے۔ اور ان قیدیوں میں میرے آقا علیہ السلام کا ایک چچا عباس بھی قیدی ہے۔ قیدیوں کو لے گئے مسجد نبوی میں لے گئے۔ میرے آقا علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے میرے

صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے آقا اس طرح کرو ان سے فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دو چھوڑ دو۔ رہا کر دو میرے فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آقا صدیق کی رائے یہ ہے اور میری رائے یہ ہے جو میرے رشتہ دار ہیں وہ مجھے دو جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہیں ان کو دو جو عثمان رضی اللہ عنہ کے ہیں ان کو دو جو علی رضی اللہ عنہ کے ہیں ان کو دو ہم اپنے ہاتھوں سے ان کی گردنیں کاٹ دیتے ہیں مگر میرے آقا علیہ السلام نے کہا کہ ہمیں حالاتِ جنگ کے لیے آئندہ بھی حالات پیش آ سکتے ہیں روپے کی ضرورت ہے۔ فدیے کی ضرورت ہے آقا علیہ السلام نے اعلان کر دیا فدیئے دے جاؤ اور اپنے قیدی لے جاؤ۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی تو ہار بھیجا جو ہار سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ یہ ہار لے جاؤ اور یہ ہار میرے ابا جی کو دینا اور کہنا کہ ابو العاص کو چھوڑ دیں۔ جب میرے آقا علیہ السلام نے ہار دیکھا تو اپنی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفائیں یاد آ گئیں میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ میرے آقا علیہ السلام رو پڑے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا سوہنیا بات کیا ہے فرمایا مکہ سے میری بیٹی نے جو ہار بھیجا ہے یہ ہار تو میری خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار ہے یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نشانی ہے اور میرے آقا علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مشورہ کرتے ہیں صحابہ اگر تم مناسب سمجھو تو میں یہ ہار واپس نہ کر دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا سوہنیا بھیج دو۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا جاؤ ابوالعاص جاؤ ہم نے تمہیں رہا کر دیا اور ہار بھی لے جاؤ مگر میری بیٹی کو آنے سے نہیں روکنا ہے۔ بات سننے والی ہے ادھر میرے آقا کے چودہ صحابہ شہید ہوئے ہیں اور ستر کافر قیدی ہیں رات ہوئی آدھی رات کا وقت گزر گیا۔ ماں جی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری آنکھ کھلی تو میں نے کیا دیکھا آقا کبھی دائیں طرف سائیڈ بدلتے ہیں کبھی بائیں طرف بدل دیتے ہیں ماں جی نے پوچھا آقا کیا بات ہے سو نہیں رہے ہو۔

اُدھر سے قیدیوں کی ہائے ہائے کی آواز آتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پشت ان کی ذرا مضبوطی سے باندھ دی۔ آقا علیہ السلام کے چچا عباس ان کی ہائے ہائے کی آواز آ رہی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا چاہے یہ میرے قیدی ہیں جب تک یہ آرام سے نہ سوئیں گے مجھے نیند آ سکتی ہی نہیں ہے۔ میرے نبی کا حوصلہ ہمارے آقا کا حوصلہ ہمارے پیر کا حوصلہ اور

کسی کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اللہ ہمیں اس نبی کے لیے ہی رکھنا۔ آمین! میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا صحابہ کو بلایا اور کہا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم جاؤ اور میرے چچا عباس کی مشک ڈھیلی کردو۔ مشکیں ڈھیلی کردی گئیں ساتھ ہی میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے میرے صحابہ اکیلے میرے چچا عباس کی نہیں بلکہ سب قیدیوں کی مشکیں ڈھیلی کردو۔ آواز آتی ہے۔ ﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (آل عمران : 123) میرے اللہ فرماتے ہیں۔ سوہنیا تم کم تھے تمہاری تعداد کم تھی تمہارے پاس اتنا ساز و سامان بھی نہیں تھا۔

اور تمہارے رب نے ﴿وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (آل عمران : 123) اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتح عطا کردی تاکہ تم رب سے ڈرتے رہو اس کا شکریہ ادا کرتے رہو جو کافر بھاگ گئے سو بھاگ گئے جاتے جاتے کہہ گئے اے مسلمانو! آئندہ سال تم سے پھر ہماری لڑائی ہوگی اُس کے اگلے سال جب جنگِ احد پیش آئی۔ ان شاء اللہ کسی خطبہ جمعہ کے اندر میں وقت کے مطابق جنگ اُحد کا واقعہ بیان کروں گا۔ وقت ختم ہو چکا ہے۔ میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن نبی کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

جنگ اُحد

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَائِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ٥﴾ (آل عمران: 144)

سامعین محترم! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عظیم الشان اور عظیم البرکت کتاب میں سے جس مقام عظیم الشان کو تم احباب نے اس وقت خطبہ جمعہ کے اندر سماعت فرمایا۔ یہ مقام عالی شان اللہ ربّ رحمان کے مقدس قرآن کا چوتھا پارہ سورۃ کا نام آل عمران ہے۔ اس مقامِ عظیم الشان کو میرے اور تمہارے خالق و مالک نے امام الانبیاء، خطیب الانبیاء، امام الحرمین، سیّد الثقلین، جد حسن و حسین رضی اللہ عنہما، امام القبلتین جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر میدانِ اُحد کے اندر نازل فرمایا۔ آج حسب وعدہ اللہ کی طاقت، ہمت اور توفیق کے مطابق تم احباب کے سامنے آج کے اس خطبہ جمعہ میں واقعہ غزوۂ احد بیان کرنا چاہتا ہوں۔

غزوۂ اُحد جو کہ ماہِ شوال کے اندر پیش آیا۔ اس جنگ ہونے کی وجہ یہ معرکہ پیش آنے کی وجہ، اس جنگ سے ایک سال قبل بدر کے مقام میں وہ جو کفار کے ستر سردار مارے گئے۔ اُن کا انتقام لینے کی وجہ سے ان کفار مکہ کا یہ پروگرام تیار ہوا کہ وہ ابوسفیان کا قافلہ جو تجارت کا جس کا مال و اسباب بچانے کی وجہ سے وہ بدر کا واقعہ پیش آیا اور ہمارے ستر سردار مارے گئے۔ کیوں نہ اس طرح ہو کہ اُس ابوسفیان کا قافلہ تجارت جو ہے ہم اُسے اپنی گرفت میں کر لیں۔ وہ مال و دولت وہ منافع وغیرہ جو ہے۔ ہم آلاتِ جنگ سامان جنگ جو ہے تیار کر کے مسلمانوں سے جنگ کر کے اپنے سرداروں کا بدلہ لیتے ہیں۔

میں تاریخ کی کتب کی ورق گردانی کرتے اس مقام پر پہنچا۔ اس ابوسفیان کا وہ تجارتی

قافلہ جس کے اندر ایک ہزار کی تعداد میں اونٹ موجود تھے اور پچاس ہزار دینار کا سازو سامان موجود تھا۔ انہوں نے وہ اپنی حراست میں لے لیا اور کہا کہ اس مال و دولت سے ہم جنگ کی تیاری کریں گے اور اپنے سرداروں کا بدلہ لیں گے۔ ایک آدمی بدر میں کافر قیدی ہوکر مدینہ منورہ گیا۔ بہت بڑا شاعر تھا آمنہ کے لال علیہ السلام نے اس بات پر اسے چھوڑ دیا کہ آج کے بعد تم مسلمانوں کے خلاف یہ شاعری کرکے یہ اشعار پڑھ کر کافروں کے جذبات نہیں ابھارو گے۔ کافروں میں سے ایک عکرمہ بن ابی جہل دوسرا صفوان بن امیہ، تیسرا ابوسفیان بن حرب، چوتھا عبداللہ بن ربیعہ یہ چار آدمی سرفہرست تھے اُحد کی جنگ کرنے کے لیے۔ انہوں نے اُس شاعر سے کہا کہ تم ہمارا ساتھ دو۔ اس نے کہا جناب میں زبان دے کر آیا ہوں۔ میں یہ کام نہیں کرسکتا۔ انہوں نے کہا تم بات سنو ہم تمہارے بچوں کی کفالت کریں گے۔

تمہاری بچیوں کی شادی کروائیں گے۔ اگر تم جنگ میں مارے گئے۔ اگر تم زندہ بچ نکلے تو تمہیں مال و دولت سے مالا مال کردیں گے۔ ایک یہ شاعر اور ایک اور قبیلہ کا شاعر انہوں نے ملایا۔ ان کو اکٹھا کرکے کافروں کے جذبات انہوں نے ابھارے۔ کفار کی تعداد تین ہزار ہے۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جہانوں کے پیر علیہ السلام کے چاچا جان جو ابھی مکہ میں ہی قیام پذیر تھے۔ یہ حالات کی خبر سے جائزہ لے رہے ہیں۔ ان کفار کی تمام سرگرمیاں کو ایک خط میں لکھا اور قاصد کو مدینہ روانہ کردیا۔ وہ قاصد بڑی تیزی کے ساتھ مدینہ پہنچا۔ اللہ تمہیں بھی مدینہ کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام کو حالات کی خبر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا فرمایا۔ بات ذرا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف ایک ایک جملہ آج کے خطبہ جمعہ کا اپنے دل و دماغ کی تختیوں پر منقش کرکے لے جانا۔

آمنہ کے لال علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کرکے صلاح مشورہ کیا کہ یہ خط مکہ سے آیا ہے۔ کفارِ مکہ وہ بدر کے میدان میں قتل ہونے والے سرداروں کا بدلہ لینے کے لیے آرہے ہیں۔ کیا کرنا چاہیے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ دیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آقا آپ مدینہ کے اندر رہ کر ان کا مقابلہ کرو۔ اُس کی وجہ کہ ہماری تعداد کم ہے۔ ہم گلیوں محلوں

میں ان کا مقابلہ کریں گے۔ مکانوں کی چھتوں سے ہم اور ہماری عورتیں اُن پر سنگ باری کریں گی۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو بدر کی جنگ میں شرکت سے رہ گئے تھے۔ اُن کا شوق تھا کہ کب کوئی جنگ کا وقت آئے۔ ہم میدانِ جنگ میں اپنی شجاعت و بہادری اور اپنی جرأت کا مظاہرہ کر کے دکھائیں۔ اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رائے پیش کی۔ سوہنیا مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کریں۔ ان مکہ والوں سے اب دو ہاتھ ہو جانے چاہیے۔ یہ ہر روز ہر روز کی بات ختم ہو جانی چاہیے۔ وہ بدر کی جنگ کسی مکمل ارادے اہتمام، انتظام کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔

اچانک واقعہ پیش آ گیا۔ اُس قافلہ کو روکنے کی وجہ سے اور بچانے کی وجہ سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے جو ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اشتیاق دیکھ کر پسند کر لی، میرے آقا علیہ السلام اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے جا کر آلاتِ جنگ، سامانِ جنگ جو ہے۔ زِرّہ جو ہے میرے آقا علیہ السلام نے پہن لی۔ زِرّہ کے اوپر ایک اور زرہ پہن لی۔ دو زرہیں پہن لیں۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے اپنے سر مبارک پر وہ لوہے کی ٹوپی بھی پہن لی۔ تلوار لٹکالی۔ رب کے حبیب علیہ السلام کمرہ سے باہر نکلے تو کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو کہتے تھے کہ لڑائی باہر نکل کر کریں۔ اُن کو کہ تم نے جہانوں کے پیر علیہ السلام کو مجبور کر کے باہر آنے کا مشورہ دیا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جب آقا علیہ السلام نے ہاں کر دی تھی تو ٹھیک ہے۔ مدینہ میں رہ کر لڑتے ہیں پھر اندر ہی رہ کر لڑنا چاہیے تھا۔ میرے آقا علیہ السلام کمرہ سے باہر آئے تو وہ صحابہ جنہوں نے مشورہ دیا۔

کہنے لگے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو مجبور کیا ہے کہ مدینہ سے باہر نکل کر لڑنا چاہیے۔ آقا جس طرح آپ کا دل کرتا ہے اُس طرح کر لیں۔ اگر مکہ والے مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں گے تو ہم اُن کا مقابلہ کر لیں گے۔ اگر وہ پیچھے پیچھے بیٹھے ہیں تو خود ہی چلے جائیں گے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں میرے صحابہ رضی اللہ عنہم بات سن لو کوئی نبی بھی یہ کبھی نہیں کرتا کہ جب وہ آلاتِ جنگ کے ساتھ لیس ہو جائے۔ سامانِ جنگ جو ہے پہن لے۔ ہتھیار پہن لے۔ ذرّہ پہن لے۔ نبی کبھی بھی کافروں کے ساتھ جنگ کیے بغیر اُس

سامان کونہیں اتار سکتا۔ اب جنگ ہوگی۔ چاہے فتح ہو یا شکست ہو۔ اُس کے بغیر میں یہ ہتھیار نہیں اُتاروں گا۔ حدیث پاک کے اندر موجود ہے۔ جہانوں کے پیر رب کے حبیب جناب محمد ﷺ کے ساتھ جو لوگ چلے ہیں۔ ان کی تعداد ایک ہزار کی ہے اور کافروں کی تعداد تین ہزار کی ہے۔ یہ جو ایک ہزار کی تعداد ہے۔ اس میں تین سو جو آدمی ہے۔ وہ عبد اللہ بن ابی کے پیروکار ہیں۔ اس کے حواری اور اس کے ساتھی ہیں۔ عبد اللہ بن ابی جب میرے آقا علیہ السلام کے ساتھ نکلا تو جہانوں کے پیر علیہ السلام نے سفر شروع کیا تو عبد اللہ بن ابی آگے ہی بے ایمان منافق تھا۔

کلمہ ظاہر ظاہر سے پڑھتا تھا۔ اندر سے نبی علیہ السلام کی مخالفت کرتا تھا۔ نبی ﷺ کے یاروں کو دکھ دینے کے پروگرام بناتا تھا۔ اس کو ایک بہانہ مل گیا۔ کہنے لگے لیجیے دیکھو محمد ﷺ نے ان کمزوروں کمزوروں کی باتیں مان لی ہیں۔ جو مکہ سے ساتھ آئے ہیں۔ اُن کا مشورہ تسلیم کرلیا ہے۔ ہم نے جنہوں نے مدینہ میں جگہ دی ہے تو پھر ہماری تو کوئی اہمیت نہ ہوئی۔ ہم تو چودھری سردار آدمی ہوئے۔ ہماری بات کی تو کوئی حیثیت نہ ہوئی۔ جاؤ تم نے ہماری بات نہیں مانی تو ہم نے بھی اب تمہارے ساتھ نہیں چلنا ہے۔ ہم ایسے ہی اپنی جانیں ضائع کریں۔ اگر مدینہ آئے تو ہم جنگ کرلیں گے۔ اگر نہ آئے تو ہمیں جنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد سات سو رہ گئی۔ وہ عبد اللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر نکل گیا۔

اب ذرا بات سن لو۔ تین صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہے۔ دوسرے صحابی کا نام سیّدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ہے اور تیسرے صحابی کا نام ہیں۔ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ان کو حالات کا پتہ چلا۔ جس جگہ پر میرے آقا علیہ السلام قیام کررہے ہیں۔ یہ تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم رات کے وقت جہانوں کے پیر علیہ السلام کے دروازہ پر پہرہ دیتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام چلتے چلتے وادی عقیق کے پاس پہنچتے ہیں۔ حاجیوں کو معلوم ہے یا جو لوگ عمرہ کرنے جاتے ہیں اور مدینہ زیارت کرنے جاتے ہیں۔ اُن کو معلوم ہے کہ اُحد پہاڑ جو ہے۔

یہ دوسرے پہاڑوں سے ذرا الگ تھلگ پہاڑ نظر آتا ہے۔ بہت بڑا پہاڑ ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں ہم اُحد کے ساتھ پیار کرتے ہیں اور اُحد پہاڑ ہمارے ساتھ پیار کرتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ جب بھی کوئی مسافر آتا تو مدینہ کے باہر کی طرف سے آتا۔ اُس کو جب اُحد پہاڑ نظر آجاتا تو اس کو مدینہ کے آثار نظر آجاتے اور اس کے دل میں خوشی آجاتی تھی کہ میں اب اپنی منزل مقصود تک پہنچنے والا ہوں۔ بات سن لو۔

جہانوں کے پیر علیہ السلام نے ایک علم جو ہے سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ جھنڈا (علم) جو ہے سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔ میں نے تو ایک سیرت کی کتاب میں پڑھا ہے۔ یہ سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اس صحابی کی شکل وصورت، جسم، قد کاٹھ، چلنے کا انداز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنا زیادہ ملتا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ کبھی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آلاتِ جنگ سے لیس ہو کر باہر نکلتے۔ ہم بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ آقا علیہ السلام ہی چلے آرہے ہیں۔ اس صحابی کا چلنے کا انداز اور جسم قد کاٹھ، شکل وصورت اتنی ملتی تھی۔ یہی تو وہ صحابی تھے کہ جب یہ اُحد کے میدان میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کی لاش کو دیکھ کر اُن مکہ والوں نے افواہ پھیلا دی کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے۔ شہید کر دیا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر آرہے ہیں۔ پچاس آدمیوں کا ایک دستہ ہے۔ ایک لشکر جو ہے میرے آقا علیہ السلام نے ایک پہاڑی ہے۔ اُس کی اونچائی کم از کم زمین سے کوئی پچاس فٹ اونچی ہے۔

اتنی زیادہ اونچی نہیں اُس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پچھلی سائیڈ کی طرف اُحد پہاڑ کر لیا۔ اِدھر اپنی (کمر) کر لی۔ یہ جو کفار کا لشکر ہے یہ سامنے ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو درّہ ہے۔ یہ جو پہاڑی ہے۔ یہ جو مورچہ ہے۔ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تم نے اسے نہیں چھوڑنا۔ شکست ہو یا جنگ ہو۔ میں نے ایک روایت میں یہ بھی پڑھا ہے آقا علیہ السلام کے الفاظ ہیں۔ اگر تم یہ دیکھو کہ ہم مالِ غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں۔ سونا اور چاندی اکٹھا کر رہے ہیں تو تم نے پھر بھی ہم میں شامل نہیں ہونا ہے۔ اگر تم یہ دیکھو کہ پرندے ہماری لاشوں

کے ٹکڑے اُٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ تم نے پھر بھی ہم میں شامل نہیں ہونا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد پچاس ہے۔ آقا علیہ السلام نے پابند کر دیا کہ تم نے اس درّے سے پیچھے نہیں ہونا ہے۔ ہوا کیا جنگ شروع ہوئی۔ جب جنگ شروع ہوگئی تو جہانوں کے پیر ربّ کے حبیب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یار آپ پر جانیں قربان کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ تم درود پڑھنے سے بھی گھبرا جاتے ہو۔

آمنہ کے لال جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک تلوار ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے تلوار پکڑی اور آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وہ کون آدمی ہے جو اس تلوار کا حق جو ہے ادا کر دے۔ میرے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ سوہنیا یہ تلوار مجھے دے دو۔ آقا علیہ السلام نے خاموشی کا مظاہرہ فرمایا تو میرے پیارے فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ سوہنیا یہ تلوار مجھے دے دو۔ آقا علیہ السلام نے خاموشی کا مظاہرہ فرمایا۔ ایک صحابی اس کا نام ابودجانہ رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ آگے بڑھا آقا علیہ السلام اس تلوار کا حق کیا ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام فرماتے ہیں اس کا حق یہ ہے۔ یہ تلوار اتنی چلاؤ اتنی چلاؤ کہ کافروں کو تہہ تیغ کر کے رکھ دو۔ کافروں کو تہ و بالا کر کے رکھ دو۔ اُن کی لاشوں کے ڈھیر لگا دو۔ حتیٰ کہ تلوار کی دھار ٹوٹ جانی چاہیے۔ یہ صحابی کہتے ہیں سوہنیا یہ تلوار مجھے دے دو۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام نے تلوار دے دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی عادت یہ تھی۔ وہ جب میدانِ جنگ میں نکلتے تو اپنی جیب میں سے ایک سرخ رنگ کا رومال نکال لیتے اور اپنی پیشانی پر اُسے باندھ لیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ جب ابودجانہ رضی اللہ عنہ یہ رومال باندھ کر میدان جنگ میں نکل پڑتے تو ہم کہتے کہ اب کافروں کی شامت آ گئی ہے۔ اب کافر جو ہیں قتل در قتل ہوتے جائیں گے۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ جو ہے اب ان کی لاشوں کے ڈھیر لگا دے گا اور میرے آقا علیہ السلام نے تلوار پکڑا دی۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب میں سے وہ سرخ رنگ کا رومال نکال کر اپنی پیشانی پر باندھ لیا۔ سیّدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ میدانِ جنگ میں تلوار لہراتے جا رہے ہیں۔ بڑے ٹہل ٹہل کر چل رہے ہیں۔ پہلوانوں کی طرح چل رہے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے

ہیں۔اے میرے صحابہ کی جماعت یہ چال جو ہے اللہ کو پسند نہیں ہے۔لیکن اس موقع پر اس چال سے زیادہ پسندیدہ چال اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے۔ یہ چال جو ابودجانہ رضی اللہ عنہ چل رہا ہے۔ یہ چال اسی وقت رب کو بڑی پیاری ہے۔ سیّدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ تلوار لہراتے جارہے ہیں اور کافروں پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ ان کو تہہ تیغ کرتے جارہے ہیں۔ایک صحابی آیا اس صحابی کا نام سیّدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

جنگ ہورہی ہے اور لڑتے لڑتے ان کی تلوار ٹوٹ جاتی ہے۔آ کر عرض کرتے ہیں اے میرے آقا علیہ السلام جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوہنیا میری تلوار ٹوٹ گئی ہے۔آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اب کیا ہونا چاہیے۔آقا علیہ السلام میں لڑائی کس طرح کروں گا۔میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں جاؤ کوئی کھجور کی شاخ لے کر آؤ۔کھجور کا تنا لے کر آؤ۔میرے آقا علیہ السلام نے اس صحابی سے وہ کھجور کی شاخ پکڑ کر اس طرح زور سے ہلائی۔حدیث پاک کے اندر موجود ہے۔وہ کھجور کی شاخ چمکتی تلوار بن جاتی ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں اے ابوعکاشہ رضی اللہ عنہ جاؤ جا کر جنگ کرو۔اس تلوار کا حق ادا کردو۔سن لو ذرا سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ یہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بس چاچا ہی نہیں تھا۔ یہ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ شریک بھائی بھی تھا۔مسلمان کس طرح ہوئے ہیں۔ ذرا غور کرلو۔ مکہ کے اندر بیت اللہ کے قریب ایک دن ابوجہل ملا۔اس نے میرے نبی جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بھی دیں۔ طعنے بھی دیئے اور ابھی بھی اس کا دل راضی نہ ہوا تو اس نے اس طرح کیا۔پتھر اُٹھایا اور پتھر اُٹھا کر میرے آقا علیہ السلام کے سر مبارک میں مارا اور چلا گیا۔ یہ سب منظر یہ سب نقشہ جو ہے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لونڈی امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیز جو ہے۔اپنے مکان کی چھت سے دیکھ رہی ہے۔شام کا وقت ہوتا ہے اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آتا ہے۔ یہ کنیز کہتی ہے اے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آج کے بعد خود کو سردار نہ کہلوانا۔ تمہاری سرداریاں ختم ہوگئی ہیں۔ تمہاری سرداریوں کی مدت ختم ہوگئی۔ کہتے ہیں بات کیا ہے۔مولانا ترجمانی کرتے ہیں۔کنیز کہتی ہے۔

مرجاؤ قریشیو ڈب شرم جا کھا کے

محمد ﷺ نوں چلا گیا ابوجہل مار کے
او جے اج عبد اللہ ہوندا پھڑ دا للکاراں مار کے
کون اج مدد کرسی اُس نادار دی
جھوک مدینے والے احمد سرداردی

یہ بات سنی کہا کیا ہوا ہے۔اے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آج ابوجہل نے تمہارے بھتیجے محمد ﷺ کو مارا ہے۔ زخمی کیا ہے اور آج تمہارے بھانجے کا اگر بھائی ہوتا تو وہ بدلہ لے لیتا۔ اگر تمہارا بھائی دنیا پر موجود ہوتا تو اپنے بیٹے کا بدلہ لے لیتا۔ ساتھ بھلا کیا کہتی ہے۔

او توں تے سویرے اُٹھ کے شکار نوں جاوندا
پچھوں یتیم محمد ﷺ ماراں پیا کھاوندا
تینوں یتیم اُتے ترس نئی آوندا
اے گل سن کے ہوش کھلی حمزہ سردار دی
جھوک مدینے والے احمد سردار دی

چلتے چلتے گئے وہی کمان پکڑلی۔ بیت اللہ کے قریب ابوجہل بیٹھا ہے۔ اپنے دوستوں حواریوں میں بڑی باتیں کررہا ہے۔ لو دیکھو آج میں مار کر آیا ہوں۔ کون مجھ سے بدلہ لے گا۔ سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پہنچے۔ کہنے لگے اے بدبخت تمہیں یتیم دیکھ کر جرأت ہوگئی ہے۔ تم اس کے سر کو پھاڑ کر آئے ہو۔ تلوار کی کمان ماری اور اس کے سر کو پھاڑ ڈالا اور زبان سے کہہ دیا۔ اے بدبخت اگر آج کے بعد ہاتھ اُٹھائے گا تو حمزہ تیرے ہاتھ کاٹ دے گا۔ اگر آنکھ اُٹھائے گا تو حمزہ تمہاری آنکھ نکال دے گا۔ اگر پاؤں اُٹھائے گا تو حمزہ تمہاری ٹانگ کاٹ دے گا۔ بدلہ لیا اور بدلہ لے کر واپس آئے۔ آکر کہا اے میرے بھتیجے محمد ﷺ میں تمہارا بدلہ لے آیا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس طرح مظاہرہ فرمایا کہ جیسے بات سنی ہی نہیں ہے۔ اگر ہمارے جیسا ہوتا تو کہتا کیا کہا ہے پھر بتاؤ۔ کتنے ان کے مار کر آئے ہو۔ کیا بدلہ لے کر آئے ہو۔ کیا کہہ کر آئے ہو۔

ان مولویوں کے اجلاس بلاؤ۔ اب مولویوں کو تم نے باپ ماننا ہی ماننا ہے۔ گیارہ مہینے چاہے تمہیں یاد نہ رہے سنو اس ملک میں امن تب ہوگا۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کی جائے گی۔ جس قانون میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام نہیں تو ہم اُس قانون کا احترام بھی نہیں کرتے ہیں۔ اس قانون کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں۔ جس قانون میں ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹے کی حفاظت نہیں۔ میرے عثمان رضی اللہ عنہ کے شرم و حیا کی حفاظت نہیں بولو ہم اُس کو قانون نہیں مانتے ہیں۔ جاؤ وہ قانون بناؤ جس قانون میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عزت و احترام کیا جائے گا۔ ہم تمہارے قانون کو سلام کریں گے۔ اگر تم احترام نہیں کرو گے۔ تمہارے قانون کو جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیں گے۔ اللہ نبی کے یاروں کا یار بنا آمین۔ نبی کے یار کون ہیں۔ دل کرتا ہے سننے کو سن لو۔ ایک صحابی کا نام انس بن نذر رضی اللہ عنہ ہے۔ میں رات کو ایک کتاب میں پڑھ رہا تھا۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام کا ڈیفنس کرتے، دفاع کرتے اس صحابی کے جسم پر نیزے اور تیروں کے ستر سے زیادہ زخم آئے۔

نبی کا یار جو ہے وہ میدانِ جنگ میں لڑ رہا ہے۔ یہ کبھی دائیں جا رہا ہے اور کبھی بائیں جا رہا ہے۔ ایک اور آیا یہ آدمی کون ہے۔ جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے۔ سیّدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ ان کے جسم پر اسّی سے زیادہ تیروں، تلواروں اور نیزوں کے زخم آئے ہیں۔ وہ واقعہ جو پیش آیا کہ جب ایک مورچہ فتح ہوگئی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مالِ غنیمت اکٹھا کرنے لگ پڑے۔ جو درّے پر موجود ہیں انہوں نے کہا اب تو فتح ہوگئی ہے۔ ہم بھی مالِ غنیمت جو ہے حاصل کرلیں۔ کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ تم نے اس درّے کو نہیں چھوڑنا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم چلے جاتے ہیں کم از کم اس درّے پر نو صحابہ رضی اللہ عنہم باقی بچتے ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو ہے ابھی مسلمان نہیں ہوا ہے۔ اس نے دیکھا انہوں نے تینوں طرف حملہ کیا۔ ہر طرف سے ناکامی اُدھر سے بھی ناکامی اُدھر سے بھی ناکامی ایک ہی درّہ جہاں پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد موجود ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ درّہ خالی ہوگیا ہے یہ پلٹتا پلٹتا ہوا واپس آیا۔ اس درّے کے پیچھے کی طرف سے انہوں نے حملہ کیا۔ تیروں کی بوچھار کردی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ میں نے تو ایک روایت میں پڑھا ہے۔ ابلیس بے ایمان جو ہے اس نے ایسی چال چلی یہ صفوں میں آتا ہے اور مسلمانوں سے کہتا ہے پیچھے والوں سے بچنا۔ پیچھے والوں کو کہتا ہے آگے والوں سے بچنا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم پھسل گئے اور ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیان کرتا ہے میں نے کہا اے مسلمانو! یہ میرا باپ ہے جس کو تلوار مار رہے ہو۔ فرماتے ہیں ابھی میری بات مکمل نہیں ہوتی ہے اور میرے باپ کی گردن کٹ جاتی ہے۔ اس ابلیس نے ان کے اندر آوازیں الگ الگ پھیلادیں۔ میں نے ایک روایت میں پڑھا ہے۔ جہانوں کے پیر کے پاس ایک کافر آیا۔ اس نے آکر پتھر مارا اور میرے آقا علیہ السلام ایک گڑھے میں جاگرتے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام کا ایک دانت جو ہے وہ شہید ہوجاتا ہے ایک کافر نے آگے بڑھ کر سر میں تلوار ماری۔

وہ لوہے کی ٹوپی جو پہنی ہوئی تھی اُس کی نوکیں میرے آقا علیہ السلام کی جو پیشانی ہے اس میں دھنس جاتی ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر جاتے ہیں۔ اِدھر سے جب میرے آقا کو ہوش آتی ہے۔ اِدھر جو کافر ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم گر گئے ہیں۔ انہوں نے افواہ پھیلادی۔ اے لوگو! ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردیا ہے۔ یہ بات پھیلی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے دل چھوڑ دیئے۔ تلواریں پھینک دیں۔ ہتھیار پھینک دیئے۔ کہنے لگے کہ جس کے لیے لڑتے تھے جب وہ ہی نہیں رہے تو ہم نے لڑائی کرکے کیا کرنا ہے۔ آسمانوں سے جبرائیل علیہ السلام آیا اور جبرائیل امین یہ مقام لے کر آیا۔ قرآن سن لو اور تڑپ جانا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ٥ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا

بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۝ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَ هَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ۝﴾

(آل عمران: 144تا146)

ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ سن لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾...... اے میرے نبی ﷺ کے یارو یہ تو میرے محمد ﷺ ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی میرے انبیاء گزر چکے ہیں۔ ﴿اَفَائِنْ مَّاتَ﴾ اگر میرے محمد ﷺ اپنی طبعی موت فوت ہوجائیں ﴿اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ﴾ یا میدان جنگ میں شہید ہوجائیں۔ ﴿عَلٰى اَعْقَابِكُمْ﴾ کیا تم اسلام سے ہٹ جاؤ گے۔ اسلام سے منحرف ہوجاؤ گے۔ ﴿وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ جو اسلام سے منحرف ہوجائے گا۔ ﴿فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا﴾ وہ اللہ کا تو کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اُس نے نقصان کرنا ہے تو اپنا ہی کرنا ہے۔ اس نے بگاڑنا ہے تو اپنا ہی بگاڑنا ہے۔ ﴿وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا﴾ کوئی جان بھی اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتی ہے۔ اُس کا وقت مقرر ہے۔ وقت سے پہلے اُسے موت نہیں آسکتی ہے۔ ﴿وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا﴾ جو دنیا پر اجر و ثواب کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم دنیا پر ہی دے دیتے ہیں۔ ﴿وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا﴾ جو آخرت میں اجر و ثواب کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہم آخرت میں بہتر عطا کرتے ہیں۔ ﴿وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ۝ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ﴾ اے میرے نبی ﷺ کے یارو تلواریں پھینک کر بیٹھ گئے ہو۔ ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے ہو۔ کئی نبی ایسے آئے ہیں کہ اُن انبیاء کے ساتھ اُن کے ساتھیوں نے اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے انبیاء کے دائیں بائیں ہوکر لڑتے رہے ہیں۔ اُن پر مصیبتیں آئیں۔ اُن پر دکھ آئے۔ ﴿فَمَا

وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا﴾ جب اللہ کے راستہ میں ان پر مصیبتیں آ گئیں وہ ہارے نہیں۔ کمزور نہیں ہوئے۔ سستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ۝﴾ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یہی سیّدنا انس بن نذر رضی اللہ عنہ اس طرح گزر رہے ہیں۔ زخموں کے ستر سے زیادہ وار ہیں۔ کہتے ہیں اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیو بیٹھ رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ کہتے ہیں جب نبی نہیں رہا تو ہم نے لڑ کر کیا کرنا ہے۔

صحابی کہتے ہیں جب آقا ہی نہ رہے تو دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ ایسی بہادری کے ساتھ جا کر لڑائی کی کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ایک صحابی اُس کا نام زیاد بن سقن رضی اللہ عنہ ہے۔ زخموں سے چور پڑے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام دائیں بائیں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آ رہے ہیں۔ میں وہ جگہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ وہ پہاڑی کی اُوٹ جس جگہ پر جہانوں کے پیر علیہ السلام زخمی حالت میں جا کر بیٹھے اور پھر کس گھاٹی پر بیٹھے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام اُٹھے معلوم کرو بھائی کون ہے اور کون نہیں ہے۔ جو آقا علیہ السلام کو ایک خواب پہلے آیا تھا کہ کچھ گائیں ذبح ہو رہی ہیں۔ میری تلوار کی دھار ٹوٹ رہی ہے۔ میں مضبوط زرّہ میں ہاتھ ڈال رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعبیر یہ بیان کی کہ گائیں ذبح ہونے سے مراد ہے کہ میرے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوں گے۔ تلوار کی دھار ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی میرا رشتہ دار شہید ہوگا اور مضبوط زرّہ میں ہاتھ ڈالنے کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ مدینہ پر ہمیں مکمل کنٹرول عطا کریں گے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام کھڑے ہو کر معلوم کرتے ہیں۔ کون ہے اور کون نہیں ہے۔ چلتے چلتے ایک آدمی دیکھا زیاد ابن سقن رضی اللہ عنہ حالت کیا ہے۔ آخری وقت ہے۔ میری طرف دیکھنا۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام چلتے چلتے پہنچے تو اس کے سر کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ آواز دی زیاد رضی اللہ عنہ کوئی آخری آرزو ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرتا ہے سوہنیا زندگی کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کب ختم ہو جائے۔ آقا جن قدموں پر کھڑے ہو۔ یہاں ہی کھڑے رہنا۔ مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی اپنی تھوڑی

بہت باقی طاقت اکٹھی کر کے اپنے جسم کو گھسیٹتا ہے۔ جسم کو گھسیٹتا ہے اور اپنا چہرہ لاکر جہانوں کے پیر علیہ السلام کے قدموں پر رکھ دیتا ہے۔ شاعر نے کیا ترجمہ کیا۔ صحابی کہتا ہے:

گلستان جا کے ہر گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
نکل جائے جاں تیرے قدموں کے نیچے
یہی میری خواہش یہی میری آرزو ہے

یہ نبی ﷺ کا ساتھی کہہ رہا ہے۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام آ رہے ہیں۔ ایک لاش ایسی پڑی ہے کہ یہ پہچانی نہیں جاتی ہے۔ ہاتھ کاٹ دیئے گئے۔ آنکھیں نکال دی گئیں۔ ناک کاٹ دیا گیا۔ ہونٹ کاٹ دیئے گئے۔ کان بھی کاٹ دیئے گئے۔ زبان بھی کاٹ دی گئی۔ سینہ چاک کر دیا گیا۔ دل جگر نکال لیا گیا۔ میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں معلوم کرو یہ کس کی لاش ہے۔ شناخت ہی نہیں ہو رہی ہے۔ ایک ہاتھ کی یہ چھوٹی انگلی جو ہے اس سے میرے آقا علیہ السلام شناخت کرتے ہیں یہ تو میرے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش ہے۔ میرے آقا علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ میں تو کہا کرتا ہوں جو مشکل وقت کا سہارا ہو۔ جو مصیبتوں کے وقت کا سہارا ہو۔ جو دکھ کے وقت بازو بنا ہو۔ وہ جب دنیا سے چلا جائے تو اس سے پوچھا کرو اُس کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ وہ جس کا سہارا بنا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام رو پڑے۔ آقا علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں یہ میرے چچا کی لاش کا حال کر دیا گیا ہے۔ ہندہ جو ہے اُس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں جو ہیں، کان جو ہیں، ہونٹ جو ہیں، ناک اور زبان جو ہے۔ یہ انگلیوں کے حصے جو ہیں۔ ان کو ایک رسّی میں لٹکا کر اپنے لیے ہار بنا لیا۔ دل نکال لیا۔ چبانے کی کوشش کی مگر چبایا نہ گیا۔ اس نے باہر پھینک دیا۔ جہانوں کے پیر علیہ السلام روتے جا رہے ہیں۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے میرے چچا میں تمہارے ایک کے بدلے ان کے ستر گن گن کر ماروں گا۔ آواز آتی ہے۔ ﴿وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ

لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ﴾ (النحل: 126) سوہنیا ایک کے بدلے ستر نہیں بلکہ ایک کے بدلے ایک ہی مارنا ہے۔ ایک کے بدلے ایک ہی مارنا ہے۔ ایک کے بدلے دو بھی نہیں مارنے ہیں۔ یہاں دو روایت آتی ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہاں جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ آقا علیہ السلام نے زندگی کے آخری ایام میں جنت البقیع میں جاکر نمازِ جنازہ ادا کیا۔ ایک روایت میں لکھا ہے کہ آقا علیہ السلام نے امیر حمزہ کی چارپائی پر لاش رکھ دی گئی۔ جنازہ پڑھا اور پھر ایک اور صحابی کی میت آ گئی۔ اُس کا جنازہ پڑھا۔ پھر ایک اور صحابی کی میت آئی۔ اُس کا جنازہ پڑھا۔ پھر ایک اور صحابی کی میت آئی اور اُس کا جنازہ پڑھا۔ ستر صحابہ رضی اللہ عنہم کا باری باری جنازہ پڑھایا اور اپنے چچا کا ستر مرتبہ جنازہ پڑھایا۔ میرے آقا علیہ السلام نے ایک لقب دیا اسد اللہ واسد الرسول۔ یہ میرا چچا اللہ کا بھی شیر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی شیر ہے۔ میرے آقا کی آنکھیں اُٹھیں اور سامنے نظر پڑی۔ کیا دیکھا میرے آقا علیہ السلام کی پھوپھی سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ آ رہی ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اے پیارے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہا جی جی آقا کیا حکم ہے۔ فرمایا سوہنیا جاؤ اپنی والدہ اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اور میری پھوپھی سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دو۔ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آگے آنے کی اجازتیں نہیں ہیں۔ میرے نبی علیہ السلام نے سمجھا ان بہنوں سے بھائیوں کے صدمے برداشت نہیں ہوتے ہیں۔ ان ماں جنے بھائیوں کے دکھ دیکھے نہیں جاتے ہیں اور مولانا فرماتے ہیں:

شالا وچھڑن نہ ویر پیناں دے
تے ایناں ہور نمانیاں پیناں
جناں پیناں دا ویر نہ ہووے
اُوناں کی دنیا تو لینا

سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ کو اور اپنی پھوپھی کو آقا علیہ السلام نے کہہ دیا کہ آگے آنے کی اجازتیں نہیں ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آگے جاتے ہیں اور جا کر کہتے ہیں اے میری

والدہ بات یہ ہے۔ آقا علیہ السلام کی طرف سے آپ کو آگے آنے کی اجازتیں نہیں ہیں۔ پھوپھی جواب دیتی ہے اے میرے بیٹے جاؤ میرے بھتیجے محمد ﷺ کو کہو۔ سوہنیا رشتے میں تو چھوٹے ہو اور مقام میں بڑے ہو۔ میں آپ کی بات کی نافرمانی کر کے رب کی سزا کی مستحق نہیں بننا چاہتی ہوں۔ میرے بھتیجے جس بات سے مجھے روک رہے ہو کہ بہن سے بھائی کی لاش دیکھی نہ جائے گی۔ میرے بھتیجے مجھے پہلے ہی معلوم ہوگیا ہے کہ میرے بھائی کی آنکھیں نکال دیں۔ ناک کاٹ دیا۔ کان کاٹ دیا۔ زبان کاٹ دی۔ ہونٹ کاٹ دیئے۔ انگلیوں کے حصے بھی کاٹ دیئے۔ دل جگر نکال لیا گیا۔ اے میرے بھتیجے میں اپنے بھائی کا واویلا نہیں کرنے آئی بلکہ اپنے بھائی کو مبارکباد دینے آئی ہوں اور میں تو کہا کرتا ہوں بہنیں مبارکیں دیتی ہیں۔ بھائی عمرہ پر جائے تب مبارکیں۔ حج کرنے جائے تب مبارکیں۔ بھائی کی منگنی ہوتب مبارکیں۔ شادی ہوتب مبارکیں۔ خوشی کا موقع آئے تب مبارکیں۔ اللہ تعالیٰ بھائی کو بیٹا عطا کرے تب مبارکیں دی جاتی ہیں۔

اے صفیہ رضی اللہ عنہا تمہارے ایمان پر صدقے اور قربان جاؤں۔ آج نہ منگنی کا موقع ہے نہ شادی کا موقع ہے۔ نہ بیٹے کے گھر پیدائش کا موقع ہے۔ آج کون سے موقع پر آئی ہو۔ بھائی کی آنکھیں بھی نہیں ہیں۔ بھائی کے کان بھی نہیں ہیں۔ بھائی کا ناک بھی نہیں ہے۔ بھائی کے ہونٹ بھی نہیں ہیں۔ بھائی کی زبان بھی نہیں ہے۔ بھائی کی انگلیوں کے حصے بھی نہیں ہیں۔ مبارکیں دینے آئی ہو آ کر کہتی ہیں اے میرے بھتیجے قیامت کا دن ہوگا اور رب ذوالجلال کی عدالت ہوگی۔ جب کسی شہید کا باپ کھڑا ہوگا۔ کسی شہید کی ماں کھڑا ہوگی۔ کسی شہید کی بیوی کھڑی ہوگی۔ کسی شہید کا باپ کھڑا ہوگا۔ کسی شہید کا بھائی کھڑا ہوگا۔ میرے محبوب میں بھی قیامت والے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن رب کی عدالت میں کھڑی ہوں گی اور کہوں گی اللہ یہ بھائی تم نے مجھے عطا کیا اور میں نے اسے تمہارے راستہ میں قربان کر دیا۔

جہانوں کے پیر رب کے حبیب جنابِ محمد ﷺ کے ساتھیوں نے اپنی جانیں دینے سے گریز نہیں کیا۔ اپنا تن من دھن قربان کرنے سے پیچھے نہیں ہوئے۔ مضمون بہت طویل

ہے۔ آدھا مضمون بھی بیان نہیں ہوا ہے۔ ان شاء اللہ الرحمٰن ماہِ محرم کے اندر اسی واقعات کو آگے چلاتے ہوئے شہدائے اسلام پر کچھ عرض کروں گا۔ اسلام کے شہید کون کون ہیں۔ کن حالات میں شہید ہوئے ہیں۔ میں ان الفاظ پر اکتفا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں اپنے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قرآن پاک واسلامی کتب کا عظیم مرکز

